ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

خصوصی اشاعت

۲

براہین احمدیہ نمبر

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

فروری ۱۹۹۸ء

آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

".... اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے ...."

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۷، ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)



حضرت حکیم مولانا نور الدین (خلیفۃ المسیح الاوّل) مصنّف "تصدیق براہین احمدیہ"

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبلیغ ۱۳۷۷ھش

فروری ۱۹۹۸ء

جلد نمبر ۳۹ —— شمارہ نمبر ۲

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

مضامین خصوصی اشاعت (۲) براہین احمدیہ نمبر

• اداریہ ۔۔۔ صہ ۲
• امام الکلام ۔۔۔ ۵
• کلام الامام ۔۔۔ ۶
• عربی منظوم کلام ۔۔۔ ۷
• فارسی منظوم کلام ۔۔۔ ۸

مقالات و مضامین

• براہین احمدیہ —— ایک تقدیر الٰہی ۔۔۔ ۹
• سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل ۔۔۔ ۲۱
• تصدیق براہین احمدیہ پر ایک نظر ۔۔۔ ۲۸
• نظم در مدح تصدیق براہین احمدیہ ۔۔۔ ۴۳
• براہین احمدیہ میں حقائق و معارف، اسرار عالیہ اور علوم حکمیہ ۔۔۔ ۴۵
• حضرت صوفی احمد جان ۔۔۔۔ کا براہین احمدیہ پر تبصرہ ۔۔۔ ۶۵
• مولوی محمد حسین بٹالوی کا براہین احمدیہ پر ریویو ۔۔۔ ۶۶
• اخبار منشور محمدی کا تبصرہ ۔۔۔ ۹۳
• براہین احمدیہ کی طباعت و اشاعت ۔۔۔ ۹۶
• تذکرہ "براہین احمدیہ" کے معاونین کا ۔۔۔ ۱۰۲
• براہین احمدیہ کی علمی اور روحانی فوقیت کا اعتراف ۔۔۔ ۱۱۹
• انتخاب از کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

شرح چندہ:۔

پاکستان:۔ ساٹھ روپے سالانہ
قیمت پرچہ ہذا:۔ پچیس روپے

اداریہ

”براہین احمدیہ“ اور تجدید و احیاءِ دین

جب برِّ صغیر ہند میں دینِ حق کے خلاف مذاہبِ باطلہ معرکہ آرا تھے۔ عیسائیّت کی زبردست یلغار تھی۔ مسیحی پادری اپنی حکومت کے سایہ تلے تثلیث و کفارہ سے عوام النّاس کو متاثر کر رہے تھے۔ ہندوؤں کی ایک تحریک ”آریہ سماج“ ایک منظّم اور جارحانہ طریق سے سیاسی تفوق کے لئے جدّ و جہد کر رہی تھی۔ یہی وہ دَور تھا جب ”برہمو سماجی“ بھی اپنے جدید فلسفہ امن و آشتی اور صلحِ کُل کے لبادہ میں ہند کے باسیوں کو شُدھ کرنے پر تُلے ہوئے تھے اور پھر ایک بھر پور حملہ مغربی تہذیب و تمدّن کے پردہ میں دہریّت و مادہ پرستی تھیوسافیکل سوسائٹیوں کا تھا۔ یہ زہر ہر مذہب و ملت میں سرایت کر رہا تھا۔ اسلامیانِ ہند تو کیا باقی مسلم دُنیا اور اقوامِ عالم بھی اس ”خوشگوار“ تہذیب کے راگ سے مسحور تھے۔ یہ وہ دَورِ فتن تھا کہ جب ان تمام تحریکات کا چومکھی حملہ دینِ حق کے خلاف تھا اور یہ حملہ اُمّتِ مسلمہ کے عقائد و تعلیمات پر تھا جبکہ عوام اپنی تعلیمات سے نابلد تھے اور وہ اَخلاقی اور روحانی قدروں سے بھی بے بہرہ تھے۔ صرف نام ان کی شناخت تھی وہ خاص طور پر ان تحریکات کے مذموم حملوں کا شکار تھے۔ دینِ حق کے خلاف اِس یلغار کو روکنے کے لئے کوئی فرقہ یا عالم اور دانشور نہ اُٹھا اور نہ کسی کے لئے ممکن تھا مگر اِس قدر ضرور تھا اور امّید کی ایک کِرن بھی ایک ”رجلِ فارس“ مہدی اور مسیحِ دَوراں کی انتظار تھی اور قرآن کریم، احادیثِ نبویہؐ اور صلحائے اُمّت نے بھی اِس مبارک وجود کے لئے بھی یہی زمانہ متعیّن کیا تھا۔

یہ تقدیرِ خداوندی تھی کہ ایسے وقت میں ایک مصلح کا ظہور ہوتا۔ اُمّت کے لئے ایک مُنجی اور مُحیی آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ایک عاشقِ صادق حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو اِس مَنصب پر فائز کیا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

”ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے دُرود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطّر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اِس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں کہ جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اَور قصّہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت

میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحْیِی کے تعیّن ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحْیِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے اور اِس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبّتِ رسول ہے سو وہ اِس شخص میں متحقق ہے .....“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اصفحہ ۵۹۸ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

اِس عظیم الشّان کشف و الہام سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے احیاءِ دین کے لئے مامور فرمایا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے اِس دَورِ فتن میں حقائق و معارف اور اسرار و علوم سے پُر عظیم الشان کتاب براہینِ احمدیہ تصنیف فرمائی جس میں قرآن کریم کی عظمت و حقیّت، حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و فضیلت اور دینِ حق کے سینکڑوں دلائل و براہین پیش کئے۔ آپ نے تمام مذاہبِ عالم کو چیلنج دیا کہ وہ اس تصنیف کے مندرجہ دلائل کا پانچواں حصہ اپنے مذہب کی صداقت کے لئے اپنی کتب سے پیش کریں یا کم ازکم براہین احمدیہ کی ایک ایک دلیل کو لے کر ردّ کریں تو ایسے دلائل و براہین پیش کرنے والے کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا مگر کوئی بھی مردِ میدان سامنے نہ آیا جو آپ کے اِس چیلنج کو قبول کرتا۔ اگر کوئی یاوہ گو ہرزہ سرائی پر اُترا تو اسے بھی اس ”سلطان القلم“ نے اور آپ کے محبّوں نے دندان شِکن جواب دئے اور پھر آج ایک سَو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کسی شخص کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ”جری اللہ“ کے دلائلِ قاطعہ اور براہین ساطعہ کا جواب دیتا۔

براہین احمدیہ پر حضرت صوفی احمد جان .... کا ریویو، مولانا محمد شریف بنگلوری کا تبصرہ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا طویل ریویو شائع ہوا جس میں براہین کے علمی پہلوؤں، مذہبی اور پولیٹیکل نکتہ چینیوں کے جواب اور حضرت اقدس کی شخصیّت و مقام کو بیان کرتے ہوئے آپکے تجدیدِ دین کے کام کا اقرار کیا۔ پھر براہین احمدیہ کی علمی اور روحانی فوقیّت کا اعتراف بھی بَرملا کیا گیا اور اس کے بکثرت روحانی اثرات نے ظاہر کر دیا کہ جس مُحْیِی کی ملاءِ اعلیٰ پر تلاش تھی اور جس مقدّس وجود کی طرف اشارہ تھا وہ حضرت اقدس مسیح موعود بانی سِلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا وجود باجود ہے جس سے احیاءِ موتیٰ اور تجدیدِ دین کا فریضہ سرانجام پایا۔

براہین احمدیہ کے مقاصدِ عالیہ کا بنیادی نکتہ تو احیاءِ دینِ حق ہے مگر اس کا ایک عظیم مقصد دیگر مذاہب

کے قرآن کریم اور رسالت مآب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کو پیش کر کے دینِ حق کا دفاع مقصود تھا نیز محض حق و راستی کو ظاہر کر کے طالبِ صادق کے لئے دِلی ہمدردی، تمنّا تھی تاکہ اس کتاب کے پڑھنے والے صراطِ مستقیم کو پاکر دینِ کامل کے پیرو کار بن جائیں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہمارے مخاطب وہی ہیں اور ان کی خیر خواہی اور ہمدردی اس قدر دل میں بھری ہوئی ہے کہ "نہ زبان کو طاقت ہے کہ بیان کرے اور نہ قلم کو طاقت ہے کہ تحریر میں لاوے۔"

آپ نے فرمایا کہ ؎

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبانِ حق　　نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر اُوشان ست　　کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم　　ازیں در لذّتم کز دردِ مے خیزد زِ دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق ست　　ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زبان خوردن چہ کارست ایں　　گرش صد جاں بہ پا ریزم ہنوزش عُذر می خواہم
چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم　　خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحر گاہم

(براہین احمدیہ حصّہ دوم۔ روحانی خزائن جلد اوّل)

ترجمہ:۔ وہ درد جو طالبِ حق کے لئے مَیں اپنے دل میں رکھتا ہوں اسے اپنے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ میری جان و دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے اور نہ اپنی جان کا ہوش ہے۔ مَیں تو محض اس پر خوش ہوں کہ مخلوق کا غم رکھتا ہوں اور اس درد کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں۔ میرا تو مقصود و مطلوب اور میری تمنّا خدمتِ خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میرا فرض ہے اور یہی میرا طریقہ ہے۔ صرف زبان سے خلقِ خدا کا غم کھانے کا کیا فائدہ اگر اس بات کے لئے سو جانیں بھی فدا کر دوں تب بھی معذرت کرتا ہوں۔ جب دُنیا کی تاریکی اور تباہ حالی کو دیکھتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں (کی قبولیّت) کو نازل کرے۔

حضرت اقدسؑ نے اپنے گہرے دلی جذبات محبّت خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ ارباب صدق و صفا کو براہین احمدیہ کا توجّہ کامل سے مطالعہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے دینِ حق مخلوقِ خدا کے لئے امن و سلامتی اور محبّت و وحدت کا گہوارہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب دُنیا کا ایک ہی مذہب ہو اور ایک ہی رسول حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام الکلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان استقلال و ثابت قدمی

براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیلِ صداقت بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"... خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعوٰئ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا وطن سے نکالے گئے قتل کے لئے تعاقب کئے گئے .... واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل مُنہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور درد اُٹھانا ہو گا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجا لائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کُھلا کُھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔ پس ذرہ ایمانداری سے سوچنا چاہیئے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہیں ماسوا اس کے جب عاقل آدمی اِن حالات پر اور بھی غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربّانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی ....."

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۲)

کلام الامام

براہین احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... ملائکۃ اللہ سے تعلق فیضان حاصل کرنے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

" جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی مَیں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

تو حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہوگا مگر حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔ اس سے بھی بڑھ کر قرآن شریف کے پڑھنے سے معارف کھلتے ہیں اگرچہ ان شرائط کا بتانا جن کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنی چاہئیں اس مضمون سے بے تعلق ہے جو مَیں بیان کر رہا ہوں مگر پھر بھی ایک شرط کا ذکر کر دیتا ہوں۔

اسی وقت دوسری چیز داخل ہو سکتی ہے جبکہ پہلی نکال دی جائے۔ مثلاً ایک جگہ لوگ بیٹھے ہوں تو جب تک وہ نہ نکلیں تب تک اور آدمی نہیں آسکتے اس کے سوا نہیں۔ پس حضرت صاحبؑ کی کوئی کتاب پڑھنے سے پہلے چاہیئے کہ اپنے اندر سے سب خیالات نکال دیئے جائیں اور اپنے دماغ کو بالکل خالی کر کے پھر ان کو پڑھا جائے۔ اگر کوئی اِس طرح ان کو پڑھے گا تو بہت زیادہ اور صحیح علم حاصل ہوگا لیکن اگر اپنے کسی عقیدہ کے ماتحت رکھ کر ان کو پڑھے گا تو نتیجہ نہ نکلے گا۔

پس حضرت صاحبؑ کی کتابیں بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھنی چاہئیں۔ اگر کوئی اِس طرح کرے گا تو اسے بہت سی برکات نمایاں طور نظر آئیں گے۔"

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۵۶۰)

عربی منظوم کلام

نَوَّرْتَ وَجْهَ الْمُدُنِ وَالْبَيْدَاءِ

أَنْتَ الَّذِي جَمَعَ الْمَحَاسِنَ كُلَّهَا أَنْتَ الَّذِي قَدْ جَاءَ لِلْإِحْيَاءِ

تُو ہی ہے جس نے تمام محاسن جمع کر لئے ہیں۔ تُو ہی ہے جو احیاء کے لئے آیا ہے

أَنْتَ الَّذِي تَرَكَ الْهُدُونَ لِرَبِّهِ وَتَخَيَّرَ الْمَوْلَى عَلَى الْحَوْبَاءِ

تُو ہی ہے جس نے اپنے رب کے لئے (دشمنوں سے) صلح جوئی کو چھوڑ دیا اور اپنی جان پر اپنے مولیٰ کو مقدم کر کے اختیار کر لیا

يَا كَنْزَ نِعَمِ اللّٰهِ وَالْآلَاءِ يَسْعَى إِلَيْكَ الْخَلْقُ لِلْإِرْكَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں اور عطایا کے خزانے! مخلوق تیری طرف پناہ لینے کے لئے دوڑی آ رہی ہے

يَا بَدْرَ نُورِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ تَهْوِي إِلَيْكَ قُلُوبُ أَهْلِ صَفَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کے نُور و عرفان کے بدرِ کامل! اہلِ صفا کے دِل تیری طرف ٹوٹے پڑتے ہیں

يَا شَمْسَنَا يَا مَبْدَءَ الْأَنْوَارِ نَوَّرْتَ وَجْهَ الْمُدُنِ وَالْبَيْدَاءِ

اے ہمارے آفتاب اور اے منبع الانوار! تُو نے شہروں اور ویرانوں کے چہرے منوّر کر دیئے

مَا جِئْتَنَا فِي غَيْرِ وَقْتِ ضَرُورَةٍ قَدْ جِئْتَ مِثْلَ الْمُزْنِ فِي الرَّمْضَاءِ

تُو ہمارے پاس بے وقت اور بے ضرورت نہیں آیا تُو ایسے آیا ہے جیسے شدید گرما میں بارش آ جائے

إِنِّي رَأَيْتُ الْوَجْهَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ وَجْهٌ كَبَدْرِ اللَّيْلَةِ الْبَلْمَاءِ

مَیں نے وہ چہرہ دیکھا ہے جو محمدؐ کا چہرہ ہے۔ ایسا چہرہ جیسا چودھویں رات کا چاند ہو

(منن الرحمٰن - روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۱)

فارسی منظوم کلام

نعرہ ہامے زنم بر آبِ زلال

گفت پیغمبرِ ستودہ صفات		از خدائے علیم مخفیات

ستودہ صفات پیغمبر نے غیب دان علیم خدا سے علم پاکر کہا ہے

بر سرِ ہر صدی بروں آید		آنکہ ایں کار را ہمے شاید

کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اس کام کے لائق ہوتا ہے

تا شود پاک مِلّت از بدعات		تا بیابند خلق زو برکات

تاکہ مذہب بدعتوں سے پاک صاف ہو جائے اور مخلوق اس سے برکتیں حاصل کرے

ایں سعادت چو بود قسمتِ ما		رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

چونکہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی اِس لئے رفتہ رفتہ ہماری باری آگئی

نعرہ ہا می زنم بر آبِ زلال		ہمچو مادر دواں پئے اطفال

مَیں مصفّٰی پانی (کے چشمے) پر کھڑا پکار رہا ہوں جس طرح ماں اپنے بچوں کے پیچھے دوڑتی ہو

تا مگر تشنگانِ بادیہ ہا		گرد ِم آیند زیں فغاں وصلا

تاکہ شاید جنگل کے پیاسے اس شور و پکار سے میرے پاس آجائیں

لیک شرطست عجز و صدق و صفا		آمدن با نیاز و خوف خدا

لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے۔ نیز انکسار اور خوفِ خدا کے ساتھ آنا

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۶۲، ۳۶۳)

براہین احمدیہ ۔ ایک الٰہی تقدیر

تحریر:۔ مرزا محمد الدین ناز

"ہر زمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگوں اور وضعوں میں ظہور پکڑتے ہیں اور خدا نے ان کے ابطال اور ازالہ کیلئے یہی علاج رکھا ہوا ہے جو اسی زمانہ میں ایسی تالیفات مہیا کر دیتا ہے جو اس کی پاک کلام سے روشنی پکڑ کر پوری پوری قوت سے ان خیالات کی مدافعت کیلئے کھڑی ہو جاتی ہیں اور معاندین کو اپنی لاجواب براہین سے ساکت اور ملزم کرتی ہیں۔ پس ایسے انتظام سے پودہ اسلام کا ہمیشہ سر سبز اور ترو تازہ اور شاداب رہتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۷)

خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے موعود اقوام عالم کیلئے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ وہ تمام ادیان باطلہ پر دین حق کو غالب کرے گا۔ آیت قرآنی هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (سورۃ الصف:۱۰)

جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ غلبہ علی الادیان حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ظہور پذیر ہوگا چنانچہ شیعہ روایات میں ہے "مراد از رسول در ینجا امام مہدی موعود است" (غایت المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

تفسیر قرطبی، تفسیر کشاف، تفسیر نسفی اور فتح القدیر وغیرہ نے زیر آیت مذکور اس غلبہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی سے وابستہ کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت مہدی دوراں اور حضرت مسیح الزماں کیلئے واحد کلمہ "رسول" لا کر جہاں ان دو شخصیات کو ایک وجود میں جمع کرنے کی حکمت واضح ہوتی ہے وہاں بنیادی معنی کے لحاظ سے کتابت اور تحریر کا خفیف سا اشارہ بھی نکلتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت امام آخر الزماں جو حضرت رسول اکرم ﷺ کی ہی جمالی بعثت کا رنگ لئے ہوئے مبعوث ہوگا قلم کو بطور ہتھیار اپنائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیت انزلنا الحدید (الحدید:۲۶) کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں...... آنحضرت ﷺ نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔"

(البدر جلد اول نمبر ۹ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۸)

اس سیاق میں سورۃ القلم کے مطالعہ سے قلم کا اعجازی نشان ظاہر ہوتا ہے یہ سورۃ ترتیب کے لحاظ سے سورۃ الملک کے بعد آتی ہے جس کا آغاز تبارک الذی بیدہ الملک سے ہوتا ہے یعنی آسمانی بادشاہت کا ظہور اور غلبہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعہ مقدر ہے۔ لیکن سورۃ الملک کے آخر پر ان اصبح ماء کم غورا فمن یاتیکم بماء معین کہہ کر اللہ تعالیٰ نے آسمانی پانی کے جس سے زندگی اور غلبہ کے آثار پیدا ہوتے ہیں عنقا ہونے یا بالفاظ دیگر ایمانی نور کے ثریا تک جانے کی شرط پر استفسار کے رنگ میں فرمایا فمن یاتیکم بماء معین کہ وہ آسمانی پانی یا نور کون واپس لائے گا ظاہر ہے وہ خدا تعالیٰ ہے جو دوبارہ صفت ملک کا اظہار کرتے ہوئے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ظاہر فرمائے گا۔

بحار الانوار میں یاتیکم بماء معین کی تشریح یاتیکم بامام جدید سے کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت امام مہدی کے ذریعہ آسمانی پانی نازل کرے گا اور دوبارہ دین حق، قرآن کریم اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دوبالا فرمائے گا اور وہ عالم کو سیراب کرنے کیلئے یہ دعویٰ کرے گا۔

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

اس سورۃ کے فوراً بعد سورۃ القلم کا آنا قلم کی اس اہمیت کو واضح کرتا ہے جو آخری زمانہ میں غلبہ دین حق کیلئے اسے حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دوات اور قلم کی قسم کھاتا ہے اس سے اس دوات اور قلم کی عظمت اجاگر کرتا ہے جو عظیم الشان علم کلام کو ضبط تحریر میں لائے گا۔ جناب محی الدین الدرویش صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اقسم تعالی بالقلم تعظیما لامرہ و تنویھا بشانہ...... فیکون ھذا قسما بالدواۃ والقلم فان المنفعۃ بھما بسبب الکتابۃ عظیمۃ

(اعراب القرآن الکریم وبیانہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۴)

"وما یسطرون" میں ما مصدریہ ہو تو عظیم الشان علم کلام پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم المقاصد تحریر کی قسم کھاتا ہے جس سے مابعد آنیوالی آیات کو معقولی دلائل سے ثابت کیا جائے گا اور ہر ذی عقل و فہم اس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے گا اور اس کی عظمت ایک عالم کے قلوب کو تسخیر کرے گی۔ حضرت امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں زیر آیت ہذا تحریر فرماتے ہیں کہ یسطرون میں جمع کا صیغہ جمع کیلئے نہیں بلکہ تعظیم کیلئے ہے۔

اگر ما موصولہ قرار دیا جائے تو بعض مفسرین اصحاب کو بطور مضاف محذوف سمجھتے ہیں کہ یہاں اصحاب القلم مراد ہے اور یسطرون کی ضمیر اس کی طرف لوٹتی ہے ما بعض اوقات من یعنی عاقل کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اس طور

پر بھی لکھنے والے مراد ہو سکتے ہیں اور ان کی بھی عظمت شان کا اظہار ہے۔

تحریر یا کتابت کیلئے اس موقعہ پر یسطرون کا استعمال معنوی لحاظ سے بھی بڑا پر حکمت ہے۔ سطر۔ کتب کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ سطرہ بالسیف۔ قطعہ بہ تلوار کی کاٹ کیلئے بھی آتا ہے۔ یعنی یہ غلبہ ایسی تحریر والوں کے ہاتھوں مقدر ہے جو اپنی تحریر میں سیف قاطع کا اثر پیدا کرنے کا ملکہ رکھتے ہوں گے۔ ان کا مشن اس شعر کی تعبیر ہوگا۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال　　　سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

سورۃ قلم کی ابتدائی آیات کا انداز بھی دوات اور قلم کو استعمال کرنے والے ایسے وجودوں کی مدلل مسکت اور مستحکم معقولی دلائل سے پر تحریر کا متقاضی ہے جو نہ صرف مخالفین و معاندین کیلئے سیف قاطع کی طرح جارحانہ انداز رکھتی ہو۔ بلکہ ان وجودوں میں اعجازی نشانات بن کر اپنی چمک دکھلا رہی ہو۔

چنانچہ ایسی ہی ایک تحریر کے آغاز میں ایک وجود باجود نے یہی حکمت واضح فرمائی۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہر زمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگوں اور وضعوں میں ظہور پکڑتے ہیں اور خدا سے ان کے ابطال اور ازالہ کیلئے یہی علاج رکھا ہوا ہے جو اسی زمانہ میں ایسی تالیفات مہیا کر دیتا ہے جو اس کی پاک کلام سے روشنی پکڑ کر پوری پوری قوت سے ان خیالات کی مدافعت کیلئے کھڑی ہو جاتی ہیں اور معاندین کو اپنی لاجواب براہین سے ساکت اور ملزم کرتی ہیں پس ایسے انتظام سے پودہ اسلام کا ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ اور شاداب رہتا ہے۔" (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۷)

آسمانی پانی یعنی روحانی علم کے سوتے خشک ہونے کے زمانہ میں ایک شہرہ آفاق تحریر کی پکار آسمانی رفعتوں میں سنائی دی جس کیلئے قلم ھذا رجل یحب رسول اللہ کے ہاتھ میں تھمایا گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار بنکر خربت خیبر کا نظارہ پیش کرنے لگا۔ وہ پکار یہ تھی۔

"ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے ان کا ایک مرد فارسی الاصل نے رد لکھا ہے اس کی سعی کا خدا شاکر ہے۔ کتاب الولی ذوالفقار علی ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور جیسے علی کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکوں میں نمایاں کار دکھلائے تھے ایسا ہی یہ بھی دکھلائے گی اور یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیمہ اور برکات عمیمہ پر دلالت کرتی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۹۱، ۵۹۲)

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہ رجل فارس اور امام مہدی ہیں اور آپ کو کشف میں دکھایا گیا کہ

"ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا ہے اور اب علی رضی اللہ عنہ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم جو دین حق کی حقیقی شرح اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے عبارت تھا کے دعاوی اور دلائل سے جہاد کا آغاز فرمایا۔ آپ نے براہین احمدیہ تالیف فرمائی اور قرآن کریم، اسلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔

"قرآن اپنی ذات میں ایسی صورت و مدلل و معقول پر واقعہ ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اس میں گنجائش نہیں یعنی وہ دوسری کتابوں کی طرح بطور کتھا اور کہانی کے نہیں بلکہ ادلہ یقینیہ و براہین قطعیہ پر مشتمل ہے اور اپنے مطالب پر حجج بینہ اور دلائل شافیہ بیان کرتا ہے اور فی نفسہ ایک معجزہ ہے جو شکوک اور شبہات کے دور کرنے میں سیف قاطع کا حکم رکھتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۲۰۱ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

براہین احمدیہ وہ معرکتہ الاراء تصنیف ہے جس نے پورے برصغیر اور بعد ازاں پوری دنیا میں انقلاب انگیز اور خردافروز تاثیرات ظاہر کیں اور افکار علمیہ کی جولانگاہ مہیا کی۔ تمام مذاہب کو للکارا کہ اسلام اور قرآن کریم کے مقابل پر اپنے دین اور الہامی کتب سے معقولی دلائل اور زندہ تاثیرات اور تازہ معجزات پیش کر کے دکھائیں۔ آپ نے فرمایا۔

"سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دین اسلام کے دلائل حقیت کا تمام دنیا میں پھیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تھا اور یہی باسامان زمانہ اس مہمان عزیز کی خدمت کرنے کیلئے من کل الوجوہ اسباب مہیا رکھتا ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۶ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

لیظھرہ علی الدین کلہ ایسے ہی زمانہ کا متقاضی تھا جس میں تمام ادیان کا اجتماع اور ان کی طرف سے غلبہ کی تعلیاں اور دین حق پر رکیک حملوں کا ہونا مقدر تھا تاکہ مقابلہ میں شہ زور نکھر کر سامنے آئے اور باقی تمام منہ کے بل گریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت ملک کے اظہار کیلئے ایک جگہ فرماتا ہے۔

وللہ ملک السموات والارض ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یخسر المبطلون وتری کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابھا الیوم تجزون ما کنتم تعملون۔ ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق۔ (سورۃ الجاثیہ ۲۸ تا ۳۰)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے اور جس وقت موعودہ گھڑی آئے گی اس دن تمام جھوٹ بولنے والے (ادیان باطلہ) نقصان اور خسارے میں ہوں گے اور تو ہر ایک امت کو دیکھے گا کہ وہ گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی ہر ایک

قوم کو اپنی شریعت کی طرف بلایا جائے گا اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی اور ہم کہیں گے دیکھو یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے خلاف سچی سچی شہادت دے رہی ہے۔ گویا وہ موعودہ گھڑی جس میں ادیان کا مقابلہ اپنی اپنی شریعت اور الہامی کتابوں سے دعاوی اور دلائل کو معقول رنگ میں پیش کرنے کا ہوگا اور یدعی الی الاسلام سے تعبیر وجود اسلام اور کتابنا یعنی قرآن کریم کی تفسیر کے مقابل پر ہر امت کو پکارے گا۔ تدعی الی کتابها کہ ہر فریق پر۔

"لازم ہوگا کہ جیسا کہ اشتہار میں قرار پا چکا ہے دونوں طور پر جواب تحریر فرماویں یعنی بغرض مقابلہ دلائل فرقان مجید کے اپنی کتاب کی دلائل بھی پیش کریں اور ہماری دلائل کو بھی توڑ کر دکھلاویں...... ان پر بھی لازم ہے جو بپابندی اسی طریق معہود ہمارے کے کاربند ہوں یعنی وہی دعویٰ اور وہی دلیل نفس کتاب اور اصول کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کریں جو ان کی کتاب میں مندرج ہو اور اس جگہ یہ بھی یاد رکھیں کہ دلیل سے مراد ہماری عقلی دلیل ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۸۶۔۸۸)

آپ نے فرمایا:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر یک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض اور تدبر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علماء سے ہوتے رہے۔ غرض جہاں تک طاقت بشری ہے ہر یک طور کی کوشش اور جانفشانی اظہار حق کیلئے کی گئی بالآخر ان تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۷۹ تا ۸۱)

براہین احمدیہ کی تالیف کے آپ نے چھ فوائد بیان فرمائے۔ فرمایا۔

"اول اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جاوے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے پیچ میں نہیں آئیں گے۔

دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر یک طالب حق پر ظاہر ہوگی بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔

تیسرا یہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں یہودی' عیسائی' مجوسی' آریہ' برہمو' بت پرست' دہریہ' طبعیہ' اباحتی'

لامذہب سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے اور جواب بھی ایسا جواب کہ دروغگو کو اس کے گھر تک پہنچایا گیا ہے............

چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے........ کیونکہ قدر ہریک جوہر بیش قیمت کا مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی۔

.... پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کیلئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالب صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔

چھٹا یہ فائدہ ہے جو اس کے مباحث کو نہایت متانت اور عمدگی سے قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمال خوبی اور موزونیت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ترقی علوم اور پختگی فکر اور نظر کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ دلائل صحیحہ کے توغل اور استعمال سے قوت ذہنی بڑھتی ہے اور ادراک امور دقیقہ میں طاقت مدرکہ تیز ہو جاتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا مقدمہ صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۱)

اب ان فوائد ستہ کو یسطرون اور مابعد آیات کے تناظر میں دیکھیں تو اس کتاب کی عظمت اور شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ ما انت بنعمة ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم فستبصر ویبصرون بایکم المفتون (سورۃ القلم: ۳ تا ۷)

حضرت مصلح موعود تفسیر صغیر کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید میں جس قدر قسمیں ہیں درحقیقت ان چیزوں کی گواہی پیش کرنے کیلئے ہیں۔ یہاں بھی یہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قلم اور دوات اور سب علوم جو ان سے لکھے جاتے ہیں اس پر گواہ ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون نہیں ہیں۔" (تفسیر صغیر زیر آیت مذکور نوٹ نمبر ۳)

ما انت بنعمة ربک بمجنون سے تحریر کا انداز جارحانہ مترشح ہوتا ہے اور بنعمہ ربک میں آپ کی نبوت اور شریعت کو باقی تمام انبیاء اور ان کی شرائع اور باقی تمام مکاتب فکر سے زیادہ مدلل اور معقول اور پر از حقائق و معارف قرار دیا گویا کہ تمام دنیا کے مذاہب کو چیلنج ہے کہ نعمت یعنی قرآن کریم اور ک یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اعجازی نشانات اور زندہ تاثیرات کے حامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"پس اگر قرآن شریف کا نازل کرنے والا خدا نہیں ہے تو کیونکر اس میں تمام دنیا کے علوم حقہ الہیہ لکھے گئے اور وہ

تمام ادلہ کاملہ علم الہیات کی کہ جن کے باستیفا اور صحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے اور ہمیشہ غلطیوں میں ہی ڈوبتے ڈوبتے مرگئے وہ کس فلاسفر بے مثل و مانند نے قرآن شریف میں درج کر دیں اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مدلل تقریریں کہ جن کی پاک اور روشن دلائل کو دیکھ کر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے ہی مرجائیں ایک غریب امی کے ہونٹوں سے نکلیں اس قدر دلائل صدق کی پہلے نبیوں میں کہاں موجود ہیں آج دنیا میں وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے کس نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے مثل آنحضرت کے گذرے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۴۱)

پھر اس چیلنج کی عمومیت کے بارہ میں فرمایا۔

"جیسے امی اس کتاب میں مخاطب ہیں ایسے ہی عیسائی اور یہودی اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہیں اور سب کے خیالات فاسدہ کا اس میں رد موجود ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۴۹۴۔۴۹۵)

الغرض براہین احمدیہ کی تالیف کے بیان کردہ فوائد مذکورہ بالا آیت کے سرچشمہ سے پھوٹتے ہیں اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے ہر مخالف کو مجنون گردانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"اور اب بھی ایسے لوگ اگر اس کتاب کو ذرا آنکھ کھول کر پڑھیں اور وہ صدہا دقائق عمیقہ اور حقائق دقیقہ کلام الٰہی کے جو ہم نے اس کتاب میں اپنے موقعہ پر کمال وضاحت سے لکھے ہیں بنظر تامل و تیقظ مشاہدہ کریں تو ان کا خیال فاسد ایسا دور ہو جائے گا جیسا کہ آفتاب کے نکلنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ امر محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر کسی قیاس کی پیش نہیں جاتی۔ جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہو گئی تو پھر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اس امر واقعی سے جو بہ پایہ ثبوت پہنچ چکا ہے۔ انکار کرنا اسی کا نام جنون اور سودا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رگوید کی شرتیوں کو "سراسیمہ اور مخبط الحواس" (صفحہ ۵۰۸) اور وید کو "مجانین اور مسلوب الحواسوں کا کلام" (صفحہ ۴۸۲) ثابت فرمایا۔ نیز عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کو قصے اور کہانیاں قرار دے کر ان کے مقلدین کے بارہ میں فرمایا۔

"جو شخص ایسی کتابوں کا پیرو ہوتا ہے وہ عقل اور قیاس اور نظر اور فکر سے کچھ سروکار نہیں رکھتا بلکہ محض قصوں اور کہانیوں پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے اور حقائق امور کی تہہ کو نہیں پہنچتا اور تدبر اور تفکر کی قوت کو بالکل بے کار چھوڑ کر اور ان تمام استعدادوں کو جو اس کے نفس میں مخزون اور مودع ہیں دانستہ تلف کر کے رفتہ رفتہ حیوانات لایعقل سے بھی پرلے پار ہو جاتا ہے اور بالآخر طریقہ عقل اور قیاس اور فکر اور ادراک سے کہ جس سے انسان

کی تمام انسانیت وابستہ ہے بالکل بیگانہ اور ناآشنا ہو کر ایک ایسا مسلوب الحواس بن جاتا ہے کہ پھر اس لائق ہی نہیں رہتا کہ اس کو انسان کہا جائے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۹۰ بقیہ حاشیہ نمبر۵)

آپ نے بدلائل ثابت فرمایا کہ باقی لوگوں نے خالق اور مخلوق میں جو ابدی امتیاز ہے اس کو شناخت نہیں کیا اور وہ سودا انگیز ریاضتوں کیوجہ سے سخت مغالطات کے پیچ میں پڑ گئے یا کسی نے سکر اور بے خودی کی حالت میں جو ایک قسم کا جنون ہے اس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کی روح میں باعتبار طاقتوں اور قوتوں اور کمالات اور تقدسات کے ہے۔ (صفحہ ۵۹۱۔ ۵۹۲)

اگلی آیت وان لک لاجرا غیر ممنون کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"اور یہ دوسری شہادت دی ہے کہ مجنون کے کام تو بغیر بدلہ کے رہتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وہ بدلہ ملے گا جو قیامت تک قائم رہے گا اور کبھی نہ گھٹے گا یعنی اگر کبھی مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے اس میں ضعف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کے ایسے نائب کھڑا کر دے گا جو پھر اسلام کو اپنی اصلی شان کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔" (تفسیر صغیر زیر آیت مذکورہ نوٹ نمبر۴)

یعنی اسلام کے ضعف کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت جوش مارے گی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک غلام مبعوث ہو گا جس کے ذریعہ اسلام کی عظمت رفتہ کو پھر سے تازہ کیا جائے گا۔ اور زندہ نشانات سے شجر اسلام کی آبیاری کی جائے گی تا کہ اس کے تازہ بتازہ ثمرات اسلام کی حقیت اور ان لک لاجرا غیر ممنون پر دال ہوں۔

براہین احمدیہ کے فوائد ستہ اس آیت کی برکت سے بھی حصہ پا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور حقیقت میں یہ دروازہ یقین اور معرفت کا کچھ ان کے لئے ہی نہیں کھلا بلکہ اس زمانہ میں بھی سب کیلئے کھلا ہے کیونکہ قرآن شریف کی حقانیت معلوم کرنے کیلئے اب بھی وہی معجزات قرآنیہ اور وہی تاثیرات فرقانیہ اور وہی تائیدات غیبی اور وہی آیات لاریبی موجود ہیں جو اس زمانہ میں موجود تھی خدا نے اس دین قویم کو قائم رکھنا تھا اس لئے اس کی سب برکات اور سب آیات قائم رکھیں اور عیسائیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں کے ادیان محرفہ اور باطلہ اور ناقصہ کا استیصال منظور تھا۔ اس جہت سے ان کے ہاتھ صرف قصے ہی قصے رہ گئے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۲)

آپ نے تمام فرقوں کو نشان نمائی کی دعوت دی اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اپنے تازہ معجزات کا ذکر فرما کر یہ ثابت فرمایا کہ

اول۔ اسلام اپنے عقائد اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رو سے جامع اور اکمل اور اتم اور نقص سے دور ہے۔

دوم۔ اسلام کی زندہ برکات اور معجزات دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور یقین کے پانی سے سیراب کرتے ہیں اور مکذبوں پر پورے طور پر اتمام حجت کرتے ہیں۔

آپ نے نشان نمائی کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

"اے بھائیو' اے عزیزو' اے فلاسفرو' اے پنڈتو' اے پادریو' اے آریو' اے نیچریو' اے براہم دھرم والو کہ میں اس وقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصہ مذکورہ بالا کے ماننے میں کچھ تامل ہو تو وہ بلا توقف اس عاجز کی طرف رجوع کریں اور صبوری اور صدق دلی سے کچھ عرصہ تک صحبت میں رہ کر بیانات مذکورہ بالا کی حقیقت کو بچشم خود دیکھ لے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۴۳ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

اگلی آیت وانک لعلی خلق عظیم کے چشمہ سے بھی براہین احمدیہ کے فوائد ستہ سیراب ہو رہے ہیں۔ خصوصاً پانچویں فائدہ کی نہر اسی سے پھوٹتی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے اور آپ کے مسلسل اعجازی نشانات سے بھرپور لحات زندگی سے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں۔ اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت ﷺ کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا ان کو فانی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۶۸ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

آپ نے حضرت رسول کریم ﷺ کے مقام اور رفعت شان کے بارہ میں تحریر فرمایا۔

"غرض خدا تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بپایہ ثبوت پہنچ جائیں سو خدائے تعالیٰ اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گذرتا ہے اور ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے........ اور دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں' اقبال میں' دولت میں' بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کیلئے فتحمند ہونا' صاحب اقبال ہونا' صاحب دولت ہونا' صاحب اختیار ہونا' صاحب اقتدار ہونا' صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔.......... اس بارے میں سب سے اول قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہو گئیں اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت ﷺ مثل آفتاب کے روشن ہو گئے اور مضمون انک لعلی خلق عظیم کا بہ پایہ ثابت پہنچ گیا اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا دونوں طور پر

علی وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۵ بقیہ حاشیہ نمبر۱۱)

آیت فستبصرو یبصرون بایکم المفتون بھی براہین احمدیہ کے فوائد ستہ خصوصاً چھٹے فائدہ پر اپنی کرنیں بکھیر رہی ہے۔ آپ نے قرآن کریم کا دعویٰ بے نظیری پیش فرمایا کہ علوم کی ترقی کے دور میں بھی اس کی چمک نظروں کو خیرہ کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم

"بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحر زخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو اور یہ باتیں بلاثبوت نہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اس صداقت کو اپنی اس کتاب میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۶۳، ۶۶۴ بقیہ حاشیہ نمبر۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تالیف میں بھی فستبصرو یبصرون بایکم المفتون کو محک ٹھہرایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل اور قدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص اس کے نزدیک مفتری ہے اور اس نے یہ گناہ کیا ہے کہ اپنی طرف سے باتیں بنا کر اس کا نام وحی اللہ اور خدا کا الہام رکھا ہے اس کو تیئس برس تک مہلت دے تا وہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے باقی ماندہ حصہ کو جہاں تک ارادہ الہیہ ہو اور نہ صرف اسی قدر بلکہ خدا اسپر یہ احسان بھی کرے کہ جو باتیں اس تکمیل کیلئے انسانی اختیار سے باہر تھیں ان کو اپنی طرف سے انجام دے دے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ یہ معاملہ لطف احسان کا نہیں کرتا جس کو جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے پس اس قدر دیر اور التواء سے یہ نشان بھی ظہور میں آگیا کہ نصرت اور حمایت الٰہی میری نسبت ثابت ہو گئی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹۔۱۰)

امور مذکورہ بالا سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ براہین احمدیہ ایک الٰہی تقدیر تھی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جنہوں نے حضرت امام مہدی کے بارہ میں خدا تعالیٰ سے خبر پاکر پیشگوئی فرمائی المھدی تھیا للخروج کہ حضرت امام

مہدی ظاہر ہونے کیلئے تیار ہے۔ حضرت امام مہدی کے زمانہ میں اسباب غلبہ دین حق علی الادیان کے ضمن میں حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں منھا اعلان شعائرہ علی شعائر سائر الادیان.........

ایک سبب اسلام کے شعائر کو باقی ادیان کے شعائر پر پیش کر کے اس کا امتیاز ثابت کرنا ہوگا۔

"ومنھا انہ لما کانت الغلبۃ بالسیف فقط لاتدفع رین قلوبھم فعسی ان یرجعوا الی الکفر عن قلیل۔ وجب ان یثبت بامور برھانیۃ اوخطابیۃ نافعۃ فی اذھان الجمھور ان تلک الادیان لاینبغی ان تتبع لانھا غیر ماثورۃ عن المعصوم اوانھا غیر منطبقہ علی قوانین الملۃ اوان فیھا تحریفا ووضعا للشی فی غیر موضعہ ویصحح ذلک علی رؤوس الاشھاد ویبین مرجحات الدین القویم من انہ سھل سمح وان حدودہ واضحۃ یعرف العقل حسنھا"

(حجۃ اللہ البالغہ للامام الکبیر شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۵۰۔۲۵۱)

اور ایک سبب یہ ہے کہ تلوار کے ذریعہ غلبہ مخالفین کے دلوں کا زنگ نہیں دور کر سکتا کہ وہ جلد ہی پھر کفر کی طرف لوٹ جائیں پس لازم ہے کہ اس غلبہ کیلئے تحریر کام میں لائی جائے اور مدلل و معقول براہین اور اقوال سے جن کو جمہور کی عقل تسلیم کرے تمام ادیان کا ایسا رد کیا جائے کہ وہ قصے ہی قصے ہیں قابل تقلید یا لائق اتباع نہیں۔ کیونکہ وہ منقولی لحاظ سے محرفہ اور باطلہ ہیں۔ یا وہ ملت اور فطرت صحیحہ کے اصولوں کے مطابق نہیں یا ان میں ایسی تحریف اور تغیر اور ظلم راہ پا چکا ہے کہ اب وہ ادیان ردی اور بے کار محض ہیں اور ان باتوں کو معقولی دلائل سے ثابت کیا جائے اور دین حق کے اعجازی نشانات اور الٰہی تائیدات کو مقابلتاً" پیش کیا جائے کہ دین قویم تمام ادیان سے ہر لحاظ سے زیادہ آسان' فطرت کے مطابق اور وسیع المقاصد ہے اور اس کی تعلیم اور احکامات اتنے واضح اور متناسب ہیں اور وضع استقامت پر ہیں کہ عقل کو اپنے حسن کی وجہ سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

اب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب" کی تحریر کا لفظ لفظ براہین احمدیہ کی صداقت کا نشان ہے اور یہ تصنیف غلبہ اسلام کی کنجی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ کتاب تمام فرقوں کے مقابلہ پر حقیت اسلام اور سچائی عقائد اسلام کی ثابت کرتی ہے اور عام تحقیقات سے حقانیت فرقان مجید کی بپایہ ثبوت پہنچاتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیت قرآن شریف پر شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کے شبہات کو دفع اور دور کیا جائے گا وہ کتاب کیا کچھ بندگان خدا کو فائدہ پہنچائے گی اور کیسا فروغ اور جاہ و جلال اسلام کا اسکی

اشاعت سے چمکے گا۔" (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۷)

براہین احمدیہ ایسی حقائق و معارف سے پر کتاب ہے کہ جس کی سطر سطر بلکہ لفظ لفظ میں دقائق و نکات کے درر بہیہ موجزن ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کیلئے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔" (انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۵۶۰)

پھر حقیقتہ الرؤیا میں تحریر فرمایا:۔

"براہین کو پڑھتے ہوئے اس وجہ سے اتنی دیر لگی کہ کچھ سطریں پڑھتا تو اس قدر مطالب اور نکتے ذہن میں آنے شروع ہو جاتے کہ آگے نہ پڑھ سکتا اور وہیں کتاب رکھ کر لطف اٹھانے لگ جاتا۔"

(حقیقتہ الرؤیا تقریر حضرت خلیفہ المسیح الثانی ۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء جلسہ سالانہ صفحہ ۵۰)

کتاب براہین احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام علم کلام کا جو دراصل تفسیر قرآن ہے دیباچہ ہے۔ یہ پچاس جلدوں میں لکھی جانی مقصود تھی لیکن خاص مشیت الٰہی کے تحت حسب حدیث ھی خمس وھی خمسون یہ پانچ جلدوں میں لکھی گئی اور نمازوں کے فلسفہ کی طرح پچاس جلدوں کی روح اور مغز پر کفایت کرتی ہے کیونکہ یہ صدہا ربانی تائیدات اور آسمانی نشانات پر مشتمل ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی تمام شاخوں کا بنیادی بیج اس کتاب میں موجود تھا اس لحاظ سے براہین احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام علم کلام کا خلاصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"براہین احمدیہ میرے نزدیک تفسیر القرآن کا دیباچہ ہے۔ تفسیر القرآن لکھتے وقت پہلے جن مضامین پر سیر کن بحث کرنی چاہئے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں شروع کیا تھا۔" (فضائل القرآن صفحہ ۲۰۷)

الفضل ماشہدت بہ الاعداء کے تحت صرف ایک حوالہ دیتا ہوں کہ براہین احمدیہ کا وار کتنا کاری اور تحریر کتنی اثر انگیز تھی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی تحریر کرتے ہیں۔

"اس کتاب کی کامیابی اور اس کی تاثیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا اور کتاب جواب دہی کی بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی۔" (قادیانیت صفحہ ۵۹)

الغرض براہین احمدیہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ میں وہ آسمانی حربہ تھا جس نے تمام ادیان باطلہ اور خصوصاً تثلیث اور دجالیت کو کند اور پارہ پارہ کر دیا اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ! جو جاہ و جلال کے ساتھ چمکے گا۔ اور اشرقت الارض بنور ربھا کا منظر پیش کرے گا۔ ایک عارف باللہ کو کس طرح خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۲۸ پر

براہین احمدیہ میں
سیدنا حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے دلائل صداقت

تحریر:۔ انتصار احمد نذر

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین و دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ .... کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

انیسویں صدی عیسوی میں برصغیر ہندوستان کے مذاہب نے اسلام اور بانی اسلام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے نہایت شدید ظالمانہ حملے کئے جس سے قرآن شریف کی آفاقی حیثیت اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو مشتبہ بنایا اور مسلمانان عالم کی اس قدر دل آزاری کی کہ نتیجۃً فتنہ و فساد کی آگ بھڑکنے لگی۔ اہل اسلام کے جذبات میں برانگیختگی اور شدت تو تھی۔ مگر ان حملوں کا کوئی معقول جواب نہ دیا گیا۔ اس وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہار دہم کا مبارک وجود ہی تھا جس نے اذن الٰہی سے معاندین کے اعتراضات کا نہایت دندان شکن جواب دے کر دین حق کا دفاع کیا اور قرآن شریف کی حقیت اور صداقت رسالت ماٰب ﷺ کو پیش کیا۔ آپ نے براہین احمدیہ جیسی عظیم الشان تصنیف کے ذریعہ دین حق کے معاندوں کو للکارا اور ھل من مبارز کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان عمل میں آئے۔ آپ نے براہین احمدیہ کے مندرجہ دلائل کے خمس برابر تک اپنے مذاہب کے دلائلِ صداقت یا کم از کم ان دلائل کی تردید کیلئے مخالفین کو بلایا۔ مگر نہ اس وقت اور نہ سو سال گزرنے پر اب تک غیر مذاہب کو جرأت ہوئی کہ وہ میدان مقابلہ میں آتے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے براہین احمدیہ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے لکھا۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام

میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔" (اشاعت السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ نے اس کتاب میں یہ پر شوکت اعلان فرمایا کہ اب اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کی اتباع سے سچی نجات مل سکتی ہے فرمایا۔

"اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ اور افضل سب نبیوں سے اور اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور ظلمانی پردے اٹھتے ہیں اور اس جہاں میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۵۷)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے قرآن شریف کی حقیت اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے حضور ﷺ کی زندگی کو ہی دلیل کے طور پر پیش فرمایا اور آپ کی زندگی کے واقعات سے ہی یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ حالات ہی آپ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں اور اس سے پہلے ایسے حالات کسی اور نبی کے ساتھ پیش نہیں آئے آپ فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ سے جو اس کتاب میں لکھی جائیں گی قطع نظر کر کے محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلااختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۸)

حضرت اقدس رسول کریم ﷺ کی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دو قسم کے دلائل پیش کئے ایک قسم کے دلائل آنحضور ﷺ کی مقدس زندگی کو سامنے رکھ کر دیئے۔ دوسری قسم آپ کے بارے میں پہلے انبیاء کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں اور دوسرے خارجی واقعات کے دلائل پر مشتمل تھے اور ان ہر دو قسم کے دلائل کو اندرونی اور بیرونی شہادتوں کے نام سے موسوم کیا فرمایا:۔

"جو دلائل اور براہین فرقان مجید کی کہ جن سے حقیت اس کلام پاک کی اور صدق رسالت آنحضرت ﷺ کا ثابت ہوتا ہے دو قسم پر ہیں اول وہ دلائل جو اس پاک کتاب اور آنحضرت ﷺ کی صداقت پر اندرونی اور ذاتی شہادتیں ہیں یعنی ایسی دلائل جو اسی مقدس کتاب کے کمالات ذاتیہ اور خود آنحضرت ﷺ کی ہی خصال قدسیہ اور اخلاص مرضیہ اور صفات کاملہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ دوسری وہ دلائل جو بیرونی طور پر قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی سچائی پر شواہد قاطعہ ہیں یعنی ایسی دلائل جو خارجی واقعات اور حادثات متواترہ مشتبہ سے لی گئی ہیں۔" (اشتہار براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۲، ۳۳)

اس مضمون میں آنحضور ﷺ کی سچائی کی صرف بعض اندرونی شہادتیں پیش کی جائیں گی جو آپ کی ہی خصال

قدسیہ اور صفات کاملہ سے حاصل ہوتی ہیں۔

قیام توحید کی خاطر پیش کردہ قربانیاں:۔

حضرت رسول مقبول ﷺ کی ساری زندگی قیام توحید کی خاطر وقف تھی اس راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو آپ نے کامیابی سے عبور کیا مشکلات ہوں یا آسانیاں ابتلاء کا دور ہو یا خوشحالی کا آپ ہمیشہ توحید کی ہی منادی کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے سب انبیاء سے زیادہ شرک کی مذمت کی اور توحید پر اپنے صحابہ کو قائم فرمایا آپ نے خدا ہی میں محو اور فنا کر زندگی گزاری۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ؑ فرماتے ہیں۔

"واقعات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور منکروں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجا لائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔ پس ذرہ ایمانداری سے سوچنا چاہئے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرت ﷺ کے اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

قیام توحید کی خاطر آنحضور ﷺ ہر قربانی کیلئے تیار تھے بلکہ آپ کے صحابہ بھی اسی رنگ میں رنگین تھے۔ بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ قیام توحید پر آنحضور ﷺ کا اصرار دنیا کمانے کی خاطر تھا اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"سوچنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کا یکلخت ہریک خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو ان دنوں میں اس سے زیادہ دنیا کے لئے کوئی نفرتی چیز نہ تھی اور جس کے باعث سے صدہا مشکلیں پڑتی جاتی تھیں بلکہ جان سے مارے جانے نظر آتا تھا مضبوط پکڑ لینا یہ کس مصلحت دنیوی کا تقاضا تھا اور جب کہ پہلے اسی کے باعث سے اپنی تمام دنیا اور جمعیت برباد کر چکے تھے تو پھر اسی بلا انگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جس کو ظاہر کرتے ہی نو مسلمانوں کو قید اور زنجیر اور سخت سخت ماریں نصیب ہوئیں کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا دنیا کمانے کے لئے یہی ڈھنگ تھا کہ ہریک کو کلمہ تلخ جو اس کی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تھا۔ سنا کر سب کو ایک

دم کے دم میں جانی دشمن بنا دیا اور کسی ایک آدھ قوم سے بھی پیوند نہ رکھا۔ جو لوگ طامع اور مکار ہوتے ہیں کیا وہ ایسی ہی تدبیریں کیا کرتے ہیں کہ جس سے دوست بھی دشمن ہو جائیں۔ جو لوگ کسی مکر سے دنیا کو کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ بیکبارگی ساری دنیا کو عداوت کرنے کا جوش دلاویں اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر میں ڈال لیں۔ وہ تو اپنا مطلب سادھنے کے لئے سب سے صلحکاری اختیار کرتے ہیں اور ہر یک فرقہ کو سچائی کا ہی سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ خدا کے لئے یکرنگ ہو جانا ان کی عادت کہاں ہوا کرتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۱۰)

تائید ایزدی:۔

آنحضور ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پر ایک گواہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ توحید کے قیام کی خاطر جو جنگ آپ نے لڑی اس میں کامیابی خدا کی مدد اور نصرت کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے حضرت رسول کریم ﷺ کی زندگی کے ایسے واقعات کو آپ کی صداقت کی دلیل قرار دیا ہے کہ جس میں تائید ایزدی لحہ لحہ آپ کے ساتھ رہی اور آپ نے بغیر ظاہری وسائل کے طاقتور گروہ پر غلبہ پالیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہزار ہا ایسے...... واقعات ہیں کہ جن سے آنحضرت کا موید بتائید الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس امی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آ جانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت نے پہلے پہلے مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں۔ اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت زمین پر اکیلے اور بیکس اور بے سامان تھے صرف انکے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کیلئے پیدا کیا تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۱۹۔۱۲۰)

اخلاق فاضلہ میں بے نظیری:۔

خدا کے تمام انبیاء اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے مگر آنحضرت ﷺ کو اس میدان میں بھی تمام انبیاء پر فوقیت حاصل تھی۔ آپ نے ہر قسم کے

حالات میں اخلاق فاضلہ کا بے نظیر نمونہ دکھایا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں یہ گواہی دی کہ انک لعلی خلق عظیم

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں۔

"اور دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح ہیں۔ اقبال میں' دولت میں بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتحمند ہونا' صاحب اقبال ہونا' صاحب دولت ہونا' صاحب اختیار ہونا' صاحب اقتدار ہونا' صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے در گذر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشوں کی خیر خواہی بجا لانا۔ دولت سے دل نہ لگانا' دولت سے مغرور نہ ہونا' دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرنا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا۔ یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کیلئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے اور اسی وقت بہ پایہ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونوں میسر ہوں۔ پس چونکہ بجز زمانہ مصیبت و ادبار و زمانہ دولت و اقتدار یہ دونوں قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے حکمت کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیاء اور اولیاء کو ان دونوں طور کی حالتوں سے کہ جو ہزار ہا نعمتوں پر مشتمل ہیں متمتع کرے۔ لیکن ان دونوں حالتوں کا زمانہ وقوع ہریک کے لئے ایک ترتیب پر نہیں ہوتا بلکہ حکمت الہیہ بعض کے لئے زمانہ امن و آسائش پہلے حصہ عمر میں میسر کر دیتی ہے اور زمانہ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتوں میں تکالیف وارد ہوتی ہیں اور پھر آخر کار نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ دونوں حالتیں مخفی ہوتی ہیں اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہیں اور اس بارے میں سب سے اول قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہو گئیں اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہو گئے اور مضمون انک لعلیٰ خلقٍ عظیم کا بہ پایہ ثابت پہنچ گیا اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا دونوں طور پر اعلیٰ وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے کیونکہ آنجناب نے ان کی نبوت اور ان کی کتابوں کو تصدیق کیا اور ان کا مقرب اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۸۲ یا ۲۸۵ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی میں جن اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا ان کا ایک نمونہ فتح مکہ کے موقع پر ملتا ہے جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل فرمایا اس وقت آپ کو بدلہ لینے کی ہر طرح سے قدرت حاصل تھی لیکن آپ نے ان سب کو معاف فرمایا دیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر

پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا اور اسے عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے۔ ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں دین اسلام قبول کر لیا اور حقانی صبر آنحضرت ﷺ کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجناب نے ان کی سخت ایذاؤں پر کیا تھا آفتاب کی طرح ان کے سامنے روشن ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ' صفحہ ۲۸۶' ۲۸۷ بقیہ حاشیہ نمبر۱۱)

اسی مضمون کو آگے چل کر یوں بیان فرمایا کہ آنحضور ﷺ پر تمام اخلاق ایسے روشن ہوئے کہ اس سے پہلے کسی نبی پر اس طرح نہ ہوئے تھے۔ فرمایا:۔

"جو اخلاق' کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے۔ وہ بھی آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۲۸۹ بقیہ حاشیہ نمبر۱۱)

اعتدال و توازن:۔

آنحضور ﷺ کی زندگی اعتدال کا ایک اعلیٰ اور عملی نمونہ تھی توازن آپکی سیرت کا خلاصہ تھا آپ کی فطرت افراط و تفریط سے پاک تھی۔ آپ موقع اور محل کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوہ..... کی تشریح کرتے ہوئے لا شرقیۃ و لا غربیۃ کے ضمن میں فرمایا۔

"اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقدیم پر مخلوق ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے جو چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی معہ جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت

نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔ سو انجیل کی تعلیم بھی حلیم اور نرمی پر مشتمل ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی اس طرح موزوں و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت وہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔ یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے۔ نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال و الجمال ہے اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت ﷺ کہ جو معیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی۔ ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے انک لعلیٰ خلق عظیم (الجزو نمبر ۲۹) یعنی تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطئہ ادراک سے باہر ہو۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۹۳ء ۱۹۴)

آنحضور ﷺ کی زندگی اخلاق فاضلہ اور مکام اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔ اور آپ میں تمام انبیاء کے کمالات اور عظیم الشان صداقتیں جمع کر دی گئیں چنانچہ آپ کی صداقت کے اقرار سے تمام انبیاء کی سچائی لازم آتی ہے کیونکہ آپ نے اپنے سے پہلے تمام انبیاء کی تصدیق کی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

امی و در علم و حکمت بے نظیر ― زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
آں شراب معرفت دادش خدا ― کز شعاعش خیرہ شد ہر اخترے
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم ― جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ― لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۹)

"حقیقت میں یہ کتاب طالبان حق کیلئے ایک بشارت اور منکران دین اسلام پر ایک حجت الٰہی ہے کہ جس کا جواب قیامت تک ان سے میسر نہیں آ سکتا۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۸۳)

نخبۃ المتکلمین، زبدۃ المولفین، حدید الفواد، فصیح اللسان

حضرت مولوی حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول)

کی تصنیف منیف

تصدیق براہین احمدیہ ـ پر ایک نظر

تحریر و تحقیق:ـ سید مبشر احمد ایاز

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میرے دوستوں میں ایک دوست سب سے زیادہ محبوب اور میرے محبوں میں سب سے زیادہ مخلص، فاضل، علامہ، عالم رموز کتاب مبین، عارف علوم الحکم والدین ہیں جن کا نام اپنی صفات کی طرح مولوی حکیم نورالدین ہے"۔ (ترجمہ از عربی سر الخلافہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

"حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے...... مناظر دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں بہت ہی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔ حال ہی میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی بیش قیمت ہے۔" (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷ ۳ حاشیہ)

حضرت حکیم مولانا نورالدین..... (خلیفتہ المسیح الاول) کا وجود مبارک:ـ

حضرت مولوی الحاج حکیم نور الدین صاحب ۱۸۴۱ء میں بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حافظ غلام رسول صاحب تھا۔ آپ کے والد ماجد خود ایک علم دوست شخصیت تھے اور انہوں نے حضور کو تعلیم

کے زیور سے آراستہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور حضور نے بھی اپنے باپ کی اس شفقت اور سہولت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ آپ نارمل سکول راولپنڈی میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس کے بعد پنڈدادنخان کے سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ لیکن اس دوران بھی آپ نے تحصیل علم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور اس زمانے میں ریاضی، جغرافیہ اور دوسرے علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ چار سال تک پنڈدادنخان سکول کے مدرس اعلیٰ رہنے کے بعد آپ نے اس ملازمت کے سلسلہ کو ترک کر کے ہندوستان بھر کے بڑے بڑے شہروں کی طرف حصول علم کیلئے پرصعوبت سفر کئے اور علم کی یہی پیاس آپ کو وطن سے باہر لے گئی۔ چنانچہ آپ نے یمن، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کئی سال مقیم رہ کر مختلف علوم کو حاصل کیا۔ آپ کے پاس علمی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ جو پورے ہندوستان میں شاذ شاذ ہوگا۔ جس میں بیرون ملک سے منگوائی گئی کئی نادر و نایاب کتب یا ان کے مخطوطے بھی شامل تھے۔

آپ کا کتب خانہ:۔

اس کے ثبوت کیلئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی یہ تحریر کافی و شافی ہوگی۔ آپ اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:۔

”حضرت خلیفہ اول کا بے پناہ علمی ذوق بڑے بڑے علماء و مفکرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا تھا۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس شوق میں آپ نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی۔ جس میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، کلام، تاریخ، تصوف، سیاست، منطق، فلسفہ، صرف و نحو، ادب، کیمیا، طب، علم جراحی، علم ہیئت اور دیگر مذاہب وغیرہ کی نادر کتابیں موجود تھیں جن میں کئی قلمی نسخے بھی تھے۔ اور آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے خرچ پر مولوی غلام نبی صاحب مصری کو مصر بھجوا کر وہاں کی بعض قلمی کتابوں کی نقول منگوائیں اور حق یہ ہے کہ اب تک حضرت خلیفہ اول کا یہ ذاتی کتب خانہ ہی زیادہ تر جماعتی ضرورتوں میں کام آتا رہا ہے۔ کئی سیاح اور زائرین قادیان میں اس کتب خانہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے تھے کہ اس چھوٹے سے قصبہ میں علوم کا یہ نادر خزانہ کہاں سے آگیا ہے؟ سر شاہ محمد سلیمان جو فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک نہایت بلند پایہ علم دوست جج تھے انہیں ایک دفعہ سپین کی ایک نادر کتاب کی ضرورت پیش آئی جو سارے ہندوستان میں تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملی۔ آخر انہیں پتہ لگا کہ اس کا ایک قلمی نسخہ قادیان میں موجود ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... کی اجازت سے اس کا یہ نسخہ عاریتاً حاصل کیا اور پھر بحفاظت واپس بھجوا دیا۔ لاریب کئی لحاظ سے حضرت خلیفہ اول کی یہ ذاتی لائبریری ہندوستان میں عدیم المثال تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی بعض تحریروں میں آپ کے کتب خانہ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ سب کچھ ایک نہایت محدود ذرائع والے انسان کے ذاتی ذوق و شوق کا ثمرہ تھا اور پھر یہ کتابیں محض جمع کرنے کے جذبہ کے ماتحت نمائشی رنگ میں اکٹھی نہیں کی گئیں بلکہ اس وسیع کتب خانہ کی ہر کتاب حضرت خلیفہ اول

کے ذاتی مطالعہ میں آتی تھی اور جابجا کتابوں کے حاشیہ پر آپ کے قلمی نوٹ پائے جاتے ہیں۔"

(مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب "الفضل" ۶ دسمبر صفحہ ۳۔۴ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۵۷۱)

آپ کے بارہ میں چند اہم اور موقر آراء:۔

آپ برصغیر ہندو پاک کے چند ایک چوٹی کے علماء میں سے ایک تھے۔ ایک بار سرسید احمد خان نے ارادہ کیا کہ وہ ہندوستان کے کسی متبحر عالم سے تورات کی تفسیر لکھوائیں تو ان کی نظر جن دو علماء پر پڑی ان میں سے ایک حضرت حکیم نور الدین صاحب تھے۔ ایسے ہی آپ کی مسلمہ علمی فضیلت کے ساتھ ساتھ آپ کے کتب خانہ کی بھی شہرت تھی اور برصغیر کے نامور عالم اس سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سرسید احمد خان صاحب جیسے جہاندیدہ عالم فاضل نور الدین کو علم کی آخری منزل سمجھا کرتے تھے۔ اور اس کا ذکر خود حضور نے ایک خط میں کیا جو کہ ایک نواب صاحب کو آپ نے لکھا۔ آپ اس خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھ خاکسار کی سرسید سے خط و کتابت رہی ہے میں نے ان کو ایک بار کسی تقریب پر عرض کیا تھا۔ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے اور حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ جس کے جواب میں سرسید نے لکھا کہ وہ "نور الدین" بنتا ہے...... لائبریری کا عالیجاہا آپ کو شوق ہے مگر ہندوستان میں صرف میری لائبریری ہے جس سے سرسید احمد خان اور مولانا شبلی نے ضرور فائدہ اٹھایا ہوگیا ہے......"

(بحوالہ حیات نور صفحہ ۲۱۸ مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب سوداگر مل)

۲۔ اخبار "زمیندار" نے آپ کے علمی کمال کا اظہار ان الفاظ میں کیا:۔

"کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کیا کرتا ہے الحق اپنے تبحر علم و فضل کے لحاظ سے مولانا حکیم نور الدین بھی ایسے باکمال تھے۔"

۳۔ "البلاغ" جولائی ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں آپ کے علمی مقام کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتا ہے:۔

"ایک ایسی شخصیت جو وسعت علمی کے ساتھ زہد و تورع کے علمی مظاہر کا گنجینہ تھی۔ معارف دینیہ اور دقائق طیبہ کے ساتھ ایک پر وسعت مطالعہ کے امتزاج نے جو صحف آسمانی سے لیکر عام افسانوں پر محیط تھا نور الدین کو ایک ایسی اوج نظر پر فائز کر دیا تھا جہاں نوع انسانی کے جذبات کا طلسم سر آشکار ہو جاتا ہے۔ یہ باعث تھا کہ اس کے معانی پرور تکلم کا ایک ہلکا سا تموج مخالف کی فسوں پرور بلند آہنگیوں پر ایک مہر سکوت بن جاتا تھا۔ اس کی تمام آب و گل جوشش دینی اور وسعت علمی کا ایک پر ندرت مجموعہ تھی۔"

۴۔ اخبار "میونسپل گزٹ" ۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء میں لکھتا ہے:۔

"ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک عالم تبحر و جید فاضل تھے...... اسلام کے متعلق آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق سے کئی کتابیں لکھیں اور معترضین کو دندان شکن جواب دیئے......."

۵۔ حضرت حکیم نور الدین کی علمی برتری اور فضیلت کا اقرار مجبوراً لیکھرام کے ایک دوسرے بھائی بند دھرمپال کو بھی کرنا پڑا۔ جب کہ اس نے ہندوستان میں کافی شہرت حاصل کرنیوالی کتاب "ترک اسلام" لکھی تو اس کے جواب میں حضور نے بھی ایک کتاب "نورالدین" لکھی۔ جس کی بدولت دھرمپال نے آخر کار ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں ایک بار اس نے ذکر کیا کہ:۔

"میرے اعتراضات کا جواب دینے میں "نورالدین" کے مصنف کا نشانہ علمی معلومات کی بدولت بے خطا ہوتا تھا۔" (المسلم دسمبر ۱۹۱۴ء بحوالہ دیباچہ "ترک اسلام" صفحہ ۲ مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

محب اپنے محبوب آقا کی نظر میں:۔

اب ایک ایسی ہستی کی رائے ملاحظہ کرتے ہیں کہ جس کے بیان میں مبالغہ آرائی اور قافیہ پیمائی کا تصور کرنا بھی گناہ اور علم و عقل کو سلب کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ جس کے منہ سے نکلنے والا ایک ایک لفظ وحی خفی سے کم نہیں۔ میری مراد ہے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود مبارک سے ہے۔

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

"میرے دوستوں میں ایک دوست سب سے زیادہ محبوب اور میرے محبوں میں سب سے زیادہ مخلص، فاضل، علامہ، عالم رموز کتاب مبین عارف علوم الحکم والدین ہیں جن کا نام اپنی صفات کی طرف مولوی حکیم نورالدین ہے"۔ (ترجمہ از عربی سر الخلافہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"....... آپ کے کلام میں وہ حلاوت و طلاقت ودیعت کی گئی ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی اور آپ کی فطرت کیلئے خدا کے کلام سے پوری پوری مناسبت ہے....... آپ بڑے بڑے میدانوں کے شہسوار ہیں ان کے لئے یہ قول صادق آتا ہے۔

لکل علم رجال و لکل میدان ابطال (آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت صفحہ ۵۸۷)

مزید فرماتے ہیں:۔

"...... اس کا حلم پہاڑوں سے بڑھ کر ہے۔ اس نے اللہ کی خاطر تمام دنیاوی تعلقات کو خیر آباد کہہ دیا اور اپنی تمام تر خوشیوں کا منتہی قرآن مجید کو قرار دے دیا۔ اس نے خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنا مسلک بنا لیا ہے اور حصول علم اپنا مدعا و مقصد بنا لیا ہے۔ حلم اس کی سیرت ہے اور توکل اس کا انحصار ہے اور اس جیسا عالم میں نے دنیا جہان

میں نہیں دیکھا۔ اور اس جیسا عبقری میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ خدا کے چنیدہ بندوں میں سے ہے اور میں لوگوں کی تعریف کرنا اور ان کی خوبیوں کو بیان کرنا ناپسند کرتا ہوں مبادا ان کو نقصان پہنچے۔ لیکن میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے جذبات نفسانی مر چکے ہوں اور جن کی مادی خواہشات زائل ہو چکی ہوں اور وہ ہر قسم کے ایسے نقصان کے خوف سے امن میں آچکے ہوں۔ اور اس کے کمال کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام کے زخموں کو دیکھا اور اس کو غریب الوطن اور سرگردان پایا اور اس کو اس درخت کی طرح پایا کہ جس کو جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہو تو اس کا دل ہم و غم سے بھر گیا اور اس کی زندگی اسلام کے غم سے مکدر ہو گئی اور وہ دنیا کی تڑپ سے بے چین ہو کر اس کی مدد کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ایسی کتب تصنیف کیں جو کہ وافر معانی کے فوائد اور دقائق کثیر پر مشتمل ہیں اور جن کی نظیر پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔ ان کتب کی عبارتیں اپنے اختصار و ایجاز کے باوجود فصاحت و بلاغت سے پر ہیں اور عمدگی اور حسن و خوبصورتی اس کے الفاظ میں ہے۔ جو ان کتب کے دیکھنے والوں کو شراب طہور پلاتے ہیں اور اس کی کتابوں کی مثال اس ریشم کی مانند ہے جس کو ''عبیر'' خوشبو سے معطر کیا گیا ہے۔ پھر اس میں کثرت سے موتی، جواہرات اور کستوری بھر دی گئی ہو اور پھر اس میں عنبر خوشبو ڈال کے ان تمام خوشبوؤں اور جواہرات کا مرکب تیار کیا گیا ہو۔ بلاشک و شبہ ان کتب میں وہ تمام خوبیاں ایک جگہ جمع ہیں جو دیگر کتب میں الگ الگ متفرق طور پر تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اچھوتے نکات اور اعلیٰ علمی باتوں کی بناء پر یہ دیگر کتب پر فوقیت لے گئیں اور اپنی براہین و دلائل کی بناء پر دلوں کو اپنے قبضہ میں لینے میں باقی تمام کتب سے بڑھ کر ہیں۔ مبارک ان کے لئے جو ان کتب کو حاصل کرے اور ان کی معرفت پر اطلاع پائے اور گہری نظر سے ان کو پڑھے۔

اور جو بھی قرآن مجید کے پوشیدہ امور کو حل کرنا چاہتا ہے اور اس کے اسرار کا علم چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور ان سے اپنے آپ کو وابستہ کرے کیونکہ یہ کتب ہر ذہین طالب علم کی ضرورت کی کفیل ہیں ان کے پھولوں کی پتیاں دلوں کو موہ لیتی ہیں اور ان کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں اور لاریب یہ کتب وہ باغ ہیں کہ جس کے پھل جھکے ہوئے ہیں اور جس میں کوئی بھی فضول چیز نہیں ہے اور جو پاک منش لوگوں کیلئے ہیں۔ ان کتب میں سے ایک فصل الخطاب ہے اور ان میں سے ایک ''تصدیق البراہین'' ہے ان کتب کے مفہوم کی عظمت اپنے الفاظ کی متانت اور لطافت کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ یہاں تک کہ کتابوں کے مولفین کیلئے ایک نمونہ بن گئی ہیں اور ہر متکلم اسی نہج پر کتب لکھنے کی تمنا کرتا ہے اور بڑے بڑے علامہ ان کتب کی تحریر میں رطب اللسان ہیں اور ان کتب کے جواہرات گردنوں میں زیب تن کئے جانے

والے جواہرات پر فوقیت لے گئے اور ان کے موتی سمندروں کے موتیوں سے بڑھ گئے اور یہ آپ کے کمالات کی قطعی دلیل ہے۔......." (ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۴)

پھر فرماتے ہیں:-

"آپ مسلمانوں کا فخر ہیں اور آپ کو قرآنی دقائق کے استخراج اور حقائق فرقان کے خزانوں کی اشاعت میں عجیب ملکہ حاصل ہے آپ ایک بے مثال وجود ہیں جس کے ایک ایک لمعہ سے انوار کی نہریں بہتی ہیں اور ایک ایک رشحہ سے فکروں کے مشرب پھوٹتے ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ آپ نخبتہ المتکلمین اور زبدۃ المولفین ہیں۔ لوگ آپ کے آب زلال سے پیتے اور آپ کی گفتگو کی شیشیاں شراب طہور کی طرح خریدتے ہیں۔ آپ ابرار و اخیار اور مومنوں کا فخر ہیں...... آپ نہایت ذکی الذہن' حدید الفواد' فصیح اللسان' نخبتہ الابرار اور زبدۃ الاخیار ہیں...... امیدیں آپ کے ساتھ وابستہ کی گئی ہیں آپ خدام دین کے سردار ہیں اور میں آپ پر رشک کرنے والوں میں سے ہوں۔

...... آپ کا حملہ دین کے دشمنوں پر شیر ببر کے حملہ کی طرح ہوتا ہے۔ آپ نے آریوں کے مسائل کو کھودا اور نقب لگا کر ان بیوقوفوں کی زمین میں اترے اور ان کا تعاقب کیا اور ان کی زمین میں زلزلہ بپا کر دیا اور اپنی کتابوں کو مکذبین کے رسوا کرنے کیلئے نیزوں کی طرح سیدھا کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے ہندوؤں کو شرمندہ کیا...... اور وہ مردوں کی طرح ہو گئے......" (آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت)

تصنیف تصدیق براہین احمدیہ:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی جس میں دس ہزار روپے کا اشتہار بھی دیا کہ جو بھی اس کا جواب لکھے یا اس کے مقابل پر کتاب لکھے اس کو دیا جائے گا۔ اس کے مقابل پر ہندوؤں کی نمائندگی میں ایک شخص پنڈت لیکھرام نے "تکذیب براہین احمدیہ" نام سے کتاب لکھی۔ (اس کی تفصیل ذرا بعد میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے)

حضرت خلیفتہ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ مجھے کوئی مجاہدہ بتایا جائے۔ تو حضور نے آریہ مذہب کے رد میں لکھنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ اس کی تکمیل میں آپ نے "تصدیق براہین احمدیہ" جیسی لاجواب کتاب تصنیف فرمائی۔ اس تصنیف پر ریویو فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ تیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظر دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں بہت ہی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔ حال ہی میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی بیش قیمت

ہے۔" (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷ ۳ حاشیہ)

تکذیب براہین احمدیہ کا ایک سرسری سا جائزہ:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھ کر اس کے جواب کا چیلنج دیا تو اسلام کے دشمنوں میں ایک جوش کی سی کیفیت پیدا ہوئی اور ہر یک قوم نے کوشش کی کہ اس نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھایا جائے۔ اخبار سفیر ہند امرتسر' نور افشاں لدھیانہ اور رسالہ ودیا پرکاشک امرتسر اس جوش مخالفت میں پیش پیش تھے۔ پہلے دو رسالوں میں عیسائیوں اور دوسرے رسالہ میں آریہ مذہب والوں نے خاص طور پر طوفان بے تمیزی برپا کیا اور براہین کی تردید و تکذیب کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ سب و شتم سے بھی کام لیا جس پر دکھ اور شکوے کا اظہار حضور نے براہین احمدیہ میں بھی کیا۔ (دراصل براہین احمدیہ کے حصہ اول کے شائع ہوتے ہی یہ شور برپا ہوا چنانچہ حصہ دوم میں آپ نے اس کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا:۔

"کئی ایک پادری صاحبوں اور ہندو صاحبوں نے جوش میں آکر اخبار سفیر ہند اور نور افشاں اور رسالہ ودیا پرکاشک میں ہمارے نام طرح طرح کے اعلان چھپوائے ہیں جن میں وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم ضرور اس کتاب کا رد لکھیں گے اور بعض صاحب ڈوموں کی طرح ایسے ایسے صریح ہجو آمیز الفاظ استعمال میں لائے ہیں کہ جن سے ان کی طینت کی ناپاکی ظاہر ہوتی ہے گویا وہ اپنی اوباشانہ تقریروں سے ہمیں ڈراتے ہیں اور دھمکاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم تو ان کی تہ سے واقف ہیں اور ان کے جھوٹے اور ذلیل اور پست خیال ہم سے پوشیدہ نہیں ہم کیا ڈریں گے اور وہ کیا ڈرائیں گے۔ آپ صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں۔ افلاطون بن جاویں' بیکن کا اوتار دھاریں' ارسطو کی نظر فکر لاویں اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے باطلہ آلہ اور جب تک اس کتاب کا جواب نہ دیں تب تک بازاروں میں عوام کالانعام کے سامنے اسلام کی تکذیب کرنا یا ہنود کے مندروں میں بیٹھ کر ایک وید کو ایشرکرت اور ست ودیا اور باقی سارے پیغمبروں کو مفتری بیان کرنا صفت حیا و شرم سے دور ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲ ٹائیٹل پیج)

چنانچہ ان میں سے ایک شخص اٹھا جو بیکن کا روپ تو دھارنے کی حیثیت نہیں لکھتا تھا البتہ ابلیس کے ظل کامل کا روپ دھارنے میں کامیاب ہوا اور افلاطون اور ارسطو کی نظر فکر تو نہ لا سکا البتہ ڈوموں اور اوباشوں کا استاد ثابت ہوا اور ان کے لئے ایک نظر فکر ضرور چھوڑ گیا۔ اور اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "تکذیب براہین احمدیہ" رکھا گیا اور اس کا مصنف تھا پنڈت لیکھرام پشاوری۔

گو کہ براہین احمدیہ کی مخالفت میں ریویو کی طرز پر پادری بی۔ ایل۔ ٹھاکر داس اور برہموؤں کی طرف سے پنڈت سیتا

نند اگنی ہوتری نے بھی لکھا اور اعتراضات کئے البتہ کتابی شکل میں ان اعتراضات کو جمع کرنے میں لیکھرام کی بدنصیبی کا قرعہ نکلا۔

۱۸۶۰ء میں پیدا ہونے والا یہ شخص جو کہ پولیس میں ملازمت کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آریہ سماج کے ایک پرجوش کارکن کی حیثیت سے ابھرا۔ علم و تحقیق کے میدان میں تو اس کی حیثیت معمولی سی تھی لیکن اس کی کمی اس نے گالیوں' استہزاء اور تمسخرانہ پن اور بدزبانی سے پوری کی اور بڑے بڑے بدزبان پادریوں اور کنہیالعل الکھ دھاری اور اندر من مراد آبادی جیسوں کے بھی کان کاٹے۔ اور یوں یہ نوجوان آریہ۔ آریہ سماج میں' آریہ مسافر کی حیثیت سے جانا گیا۔ ۳۳ کے قریب اس کی کتب ہیں جن میں سے ایک "تکذیب براہین احمدیہ" ہے۔

"تکذیب براہین احمدیہ" جیسے کے نام سے ظاہر ہے کہ براہین احمدیہ کا جواب نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں موجود دلائل کا رد بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ مصنف براہین احمدیہ کا اعلان تھا۔ بلکہ یہ تو "تکذیب" ہے ان صداقتوں کی جو اس کتاب میں موجود ہیں۔ کتاب چھپنے سے بھی پہلے یہ اعلان ہو چکا تھا کہ ہم جواب لکھیں گے۔ مطلب یہ کہ جو مرضی مرزا صاحب لکھیں ہم نے اس کی تکذیب کرنی ہی کرنی ہے۔ اس لئے اس کا نام بھی "تکذیب" ہی رکھا۔ اور کتاب پڑھ کر یہ بات بالکل سچ ثابت ہوتی ہے کہ مخالف برائے مخالفت ہے۔ حالانکہ اصول تو یہ ہونا چاہئے کہ فریق مخالف کی بات سن کر اس پر غور کیا جائے۔ غور کا وعدہ کیا جائے اور پھر گہرے غور و فکر اور علمی تحقیق کے بعد اس کے حسن و قبح کا اظہار ہو۔ اور اگر حق کی تلاش ہو تو مزید سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو۔ لیکن یہ کتاب یکسر اس سے عاری ہے۔ یہ کتاب ہر قسم کے اخلاقی اصولوں اور تہذیب و شائستگی سے بھی عاری ہے۔ استہزاء اور تمسخر اور ہنسی اور ٹھٹھے اور زبان درازیوں کی عفونت سے بھری ہوئی ایک پوٹلی ہے۔ جس کو بڑا ہی جی کڑا کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔ میں قارئین کی طبع سلیم کو مکدر نہیں کرنا چاہتا لہٰذا اس کی تفصیلات کو چھوڑتا ہوں۔ البتہ اس کی اس کتاب کے بارے میں حکم و عدل اور کرشن ثانی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا فرمایا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ہماری کتاب براہین احمدیہ کے رد میں اسی ہندو نے جس کا نام عنوان میں درج ہے (عنوان تھا "لیکھرام پشاوری کے علم اور عقل کا نمونہ"۔ ناقل) چند اوراق چھپوائے ہیں اور جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے بہت کچھ افتراء اور بے جا توہین اور ایک بدبودار بیوقوفی کے ساتھ قرآن شریف پر اعتراض کئے ہیں۔ یہ کتاب جس کا نام "تکذیب براہین احمدیہ" رکھا ہے اس شخص کی لیاقت علمی و اندازہ عقلی کا ایک آئینہ ہے ہمیں ہرگز امید نہیں کہ تمیزدار ہندو اس کتاب کو پڑھ کر پھر یہ رائے ظاہر کر سکے کہ اس کے مولف کو عقل اور فہم اور علم دین سے کچھ حصہ ہے یا تہذیب اور شرافت سے اس کی فطرت کو کچھ تعلق ہے۔ اس کتاب کی حقیقت سے ہمیں بخوبی واقفیت ہے اور ہمیں اس وقت ان ہندوؤں کی عقل پر نہایت افسوس ہے جنہوں نے ایک ایسے جاہل لایعقل کے سیہ کردہ کاغذات کو قیمتاً خرید نا چاہا ہے......" (شحنہ حق صفحہ ۷۲۔۷۳ (طبع اول) روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۲۵۔۴۲۶)

(قارئین کے ازدیاد علم کے لئے عرض ہے کہ تکذیب براہین کی کچھ باتوں کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "شحنہ حق" میں بھی ہے گو کہ اصولی جواب تو حضور کی کئی کتب میں بار بار آ چکے ہیں مثلاً سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، پرانی تحریریں، چشمہ معرفت وغیرہ میں اور اس طرح تکذیب براہین کے جواب میں ایک اور عالم مولوی ابو رحمت حسن نے بھی "تہذیب المکذبین" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۱۲۸)

یہ کتاب یعنی تکذیب براہین احمدیہ دو حصوں میں ہے۔ حصہ اول اور حصہ دوم۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ براہین احمدیہ کے رد میں جو کتاب شائع ہوئی وہ صرف حصہ اول تھا اور وہ بھی ۱۰۲ صفحات۔ جو کہ ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا۔ باقی (دوسرا حصہ کتاب کا) لیکھرام کی وفات کے بعد آریہ سماج کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جو کہ لیکھرام کے صرف نوٹس تھے کچھ جن کو خود نئے سرے سے تیار کر کے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ تکذیب کو شائع کرنے والے ایڈیٹر "کلیات آریہ مسافر" منشی رام جگیاسو لکھتے ہیں۔

"...... اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا پڑا۔ میں نے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پنڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہوں گے لیکن جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل نامکمل ہیں بعض جگہوں میں فریق مخالف کے اعتراضات درج کر کے جوابوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی تھی اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی اور کئی جگہ پنسل کا لکھا ہوا تھا...... قریباً ۱۰۲ صفحے کتاب کے پنڈت جی کی زندگی میں لکھے جا چکے تھے۔ ان میں کچھ میں نے چھپوائے لیکن چونکہ کتابت ٹھیک نہ تھی اس لئے باقی کل کاپیاں ردی کر دی گئیں۔...." (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۲۴ دیباچہ تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم صفحہ ۱)

خیر کچھ بھی ہو۔ ان صاحب نے کتاب لکھی۔ اس میں جو بھی لکھا اس کا بدلہ وہ ۱۸۹۷ء کو پا گیا۔ جب خدا کے غضب کی صفت کا اظہار اس نے خود دیکھ لیا۔ البتہ ہمیں اس تکذیب کے جواب میں لکھی جانیوالی کتاب "تصدیق براہین احمدیہ" کی صورت میں علوم و معرفت کا ایک اور خزانہ مل گیا۔ اور اس خوبصورت اجر حسن کو دیکھ کر تو دل کرتا ہے کہ وہ سو صفحات کی کتاب نہ لکھتا بلکہ ہزار صفحوں کی کتاب لکھتا۔ بہرحال تکذیب کے جواب میں خلیفہ المسیح الاول حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب نے جو کتاب لکھی۔ اس کا نام "تصدیق براہین احمدیہ" رکھا گیا۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں لکھی گئی۔ اور اس کے ساتھ جلد اول بھی لکھا گیا۔ شاید تکذیب براہین احمدیہ میں شامل ضمیمہ جات یا چونکہ وہ بھی جلد اول تھی اور اس کے دوسرے حصے کے جواب کیلئے اس پر بھی جلد اول لکھا گیا ہو کہ جب اس کا دوسرا حصہ شائع ہو گا تو ہم اس کا دوسرا حصہ شائع کریں گے۔ تصدیق براہین احمدیہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ اور خاکسار کے علم کے مطابق اس کے دو ایڈیشن ہی ہیں ابھی تک (واللہ اعلم بالصواب)۔ ان میں سے ایک ایڈیشن کی کتاب کے صفحات ۲۱۶ ہیں اور دوسرے کے ۳۳۴ صفحات ہیں۔ لیکن صفحات کا یہ فرق مضامین کا اضافہ یا کمی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ صرف طرز کتابت کی وجہ سے یہ اتنا زیادہ فرق ہے۔ کیونکہ ایک ایڈیشن میں اس کی کتابت بہت کھلی کھلی اور ذرا جلی حروف میں ہے۔

حضرت حکیم مولانا نور الدین (خلیفہ المسیح الاول.......) کی کتاب "تصدیق براہین احمدیہ" میں تکذیب براہین احمدیہ میں اٹھائے گئے سوالات و اعتراضات کا صفحہ بہ صفحہ جوابات دیتے ہوئے "تکذیب" کے سو صفحات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے زبردست علمی اور تحقیقی مضامین کا قدرے تفصیلی جائزہ لینے سے قبل اجمالاً اس کے مضامین کا تذکرہ کیا جانا مناسب معلوم ہوگا تاکہ تصدیق کے مضامین کا ایک سرسری سا نظارہ قارئین کے سامنے آسکے۔

آپ نے اس میں ہندوستان' ایران اور عرب کی روحانی حالت کا نقشہ بیان کیا ہے۔ اور شرک کے بدنتائج کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے مناظروں اور بحث مباحثہ کے متعلق اصولی تعلیم' لفظ معجزہ کی لغوی بحث اور آنحضرت ﷺ کے معجزات' اسلام میں جبرو اکراہ اور نعمائے بہشت پر اعتراضات کا جواب' قرآن اور وید کے احکامات جنگ کا موازنہ' قرآن پر کتب سابقہ کے اقتباس کا اعتراض اور اس کا جواب' یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین کی پر معارف تفسیر' ارواح کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے پر ناقابل تردید دلائل' اور روح کی تفصیل و تفسیر' اللہ تعالیٰ کی صفات بیان فرمودہ قرآن پر اعتراضات کے جواب' آدمؑ کی تخلیق کے قصہ اور اس کی جنت کے متعلق عرفان انگیز تحقیق' وجود باری تعالیٰ اور اس کے دلائل' گوشت خوری اور جانوروں کے ذبح کرنے پر اعتراض اور اس کا حکیمانہ و عالمانہ جواب' مالک یوم الدین اور سورہ النجم کی پر معارف تفسیر اور معترض کے اعتراض کا جواب' قرآن مجید کی مختلف آیات اور اعتراضات اور ان کے جوابات' مسلمانوں پر غیر مذاہب والوں کی کتب جلا دینے کا اعتراض اور اس کا جواب' پھر قرآن مجید کے مضامین کا اجمالی خاکہ کا بیان ہے اور اس کے علاوہ ضرورت قرآن پر تفصیلی مقالہ اس کتاب کا حصہ ہے جو مصنف تکذیب اور اس کے حامیوں کیلئے ایک ناقابل تردید دلائل سے مرصع و مسجع مضمون ہے۔ کتاب کے آخر پر وید کی قدامت اور دیگر مختلف اعتراضات کے جواب بطور یادداشت کے ہیں۔

کتاب کا آغاز ایک انٹروڈکشن سے ہوتا ہے جو اپنی ذات میں ایک جامع اور مانع مضمون ہے کہ صرف اسی مضمون کو تعصب سے پاک نظر سے دیکھنے سے دل کے پردے خود بخود اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور صاحب قرآن۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی فضیلت کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

اس میں آپ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اضداد کا مقابلہ تو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ سعید اور شقی' مومن اور کافر کا جھگڑا تو ازل سے ہو رہا ہے اور ان میں سے ایک بالاخر فتح یاب ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ گو ہر بار مدمقابل نئے روپ' نئی زبان اور نئے ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان میں اترتے ہیں مگر دراصل دعویٰ وہی پرانا ہے۔ اور آدم اور شیطان کا پرانا اور ابتدائی واقعہ ہی دراصل ایک نئے رنگ میں دہرایا جا رہا ہوتا ہے۔ اور اس ساری صورت حال میں یہ بات فروگذاشت کے قابل نہیں ہے کہ ایک گروہ کمزور' ناتجربہ کار اور غربا پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ گروہ بہرحال پسپا اور ناکام ہوگا لیکن انجام کار دنیا دیکھتی ہے کہ یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے والا گروہ حیرت انگیز کامیابی اور فتح سے ہمکنار ہوتا ہے اور یہ عجیب و غریب راستی کا معیار ہے اور یہی ہمیشہ ہر ملک میں تعجب انگیز اور راحت بخش معجزہ اور الٰہی نشان ہے۔

⊙ حضرت حکیم مولانا نور الدین (خلیفۃ المسیح الاول......) نے اس کتاب میں ہندوستان، ایران اور عرب کی تمدنی، اخلاقی اور روحانی حالت کی ابتری کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس کے بالمقابل آنحضرت ﷺ اور قرآن کی فضیلت کو بڑے واضح انداز سے ثابت کیا ہے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔

"حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول میں مبتلا تھے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا اور لگے لوگوں کو ظلمات سے نور کیطرف۔ خدا کے واسطے ذرا غور تو کرو۔ اس سراج منیر کی نور افشانی کے وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا۔"

مذہبی مناظروں میں قرآنی تعلیم:-

پھر آپ نے مصنف تکذیب اور اس کے دوسرے بھائی بندوں کی سخت کلامی اور بدتہذیبی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس خوبصورت انداز میں ان کو ملزم کیا ہے کہ جس سے ان کی مقتدا و راہنما کتاب وید کے بالمقابل قرآن کی تعلیم کی برتری بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔ چنانچہ مصنف تکذیب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کیا آپ نے اور آپ کے عالی جناب اندرمن (اندرمن مراد آبادی مراد ہیں جو کہ ایک دوسرا مشہور ہندو عالم اور مخالف اسلام تھا اور بے شمار کتب اس نے اسلام کے خلاف لکھیں جس میں شدید بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا۔ مضمون نگار) نے تہذیب سے کام نہ لینے میں کچھ کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپ کے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے کام لیا تھا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تھے؟ آپ کو دعویٰ ہے کہ آپ ایک کامل کتاب کے متبع ہیں برائی کا پیرو کیا۔ آریہ اور سریشٹ (نیک) ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کی کامل کتاب یہ چال سکھاتی ہے جو آپ نے تکذیب میں برتی ہے؟ قرآنی طرز مباحثات میں جو خوبی ہے۔ گزارش کرتا ہوں قرآن کریم منادی، مناظرات اور جدال کے وقت حکم کرتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمہ.....الخ اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے (لوگوں کو) بلا اور ان سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر، تیرا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہک گئے اور راہ پانے والوں کو بھی جانتا ہے۔ ہر ایک سلیم الفطرت دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی صبر، درگذر نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ فطری قویٰ میں انتقامی طاقت بھی سلیم الفطری انسان کے ساتھ لازمی ہے پھر اگر کوئی قوت انتقام کو ہی کام میں لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے بھی قرآن کی طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کس طرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔ (ترجمہ آیت قرآنی۔ اور اگر تم سزا دو تو اتنی جتنی تمہیں دی گئی ہے۔ اور اگر تم صبر کرو تو صابروں کے حق میں تو وہ بہت ہی بھلا ہے۔) قرآن کی تعلیم سبحان اللہ کس حکیمانہ طرز کی ہے اور کیوں نہ ہو؟ عزیز حکیم کی تعلیم ہے۔" (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷، ۲۸)

یوں حضور نے مصنف تکذیب لیکھرام کی بد زبانیوں کا ایسا پر حکمت اور انصاف پر مبنی جواب ان چند سطروں میں دے دیا کہ وہ بد تہذیبی اور شوخی کی تحریرات پر مبنی سینکڑوں صفحات پر اگر پہلے فخر کرتا تھا تو اب شرمندہ اور نادم ہوا ہو گا۔ بلکہ ہر وہ شخص جو رتی بھر انصاف کی رمق رکھتا ہے وہ صاحب تکذیب کی ایسی تحریرات کو نفرین کی نگاہ سے دیکھے گا اور ان تحریرات کو باعث ندامت اور ذلت سمجھنے لگے گا۔ اور قرآن کے اسلوب مباحثہ کو افضل و برتر سمجھنے میں کوئی تردد نہیں کرے گا۔

معجزات سے انکار اور اس کا جواب:۔

اسلام کے متعلق ایک بہت ہی عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے یا آنحضرت ﷺ نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ حالانکہ جتنا یہ گھسا پٹا اعتراض ہے اتنا ہی جہالت اور کم علمی پر مبنی اعتراض ہے۔ البتہ مصنف تکذیب اس جہالت کے ساتھ ساتھ اپنی شوخی اور زبان درازی کا ذخیرہ بھی وافر مقدار میں رکھے ہوئے ہے۔ جس کا اظہار اس کی کتاب تکذیب سے جگہ جگہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں ہے ہی وہی۔ اب اس جگہ اس کا اعتراض جو اس کی کتاب کے حوالے سے بہت ہی ہلکا اور "شائستہ" ہے یہاں درج کرتا ہوں وگرنہ تو اس کی تحریر کو من و عن نقل کرنا ہی بہت مشکل ہے۔

معترض لکھتا ہے۔ "محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے لائق نہیں شعبدہ بازی روتی ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح الاول جس شائستگی اور وسعت حوصلہ اور کمال علم و معرفت کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہیں تو عقل اس معترض پر روتی ہے کہ کیسے کیسے حجاب ان محروموں کو اندھا اور بے بہرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور اس کا جواب دیتے ہوئے کیا پر معارف جواب دیتے ہیں اس کو ملاحظہ فرمائیے:۔

"اول تو آپ نے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیت لکھ دیئے ہیں۔ جن سے آپ نے اپنے خیال میں ثابت کر لیا ہے کہ قرآن شریف میں **محمد صاحب** صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا۔ اپنی کتاب "خبط" (اس کی ایک اور کتبا "خبط احمدیہ"۔ ناقل) نام میں اور ایسے دلائل دیئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کر لیا ہے کہ **محمد صاحب** (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معجزات سے انکار فرمایا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر محمد ﷺ نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپ کا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا! اور بطریق اولے آپ ہی کے قوم کے موافق اسلام پر ہر قسم کے شعبدوں سے بری ٹھہرا۔

دوم یہ عربی لفظ معجزہ قرآن کریم میں محمد ﷺ کی نسبت نہیں آیا اگر معجزے کے معنی شعبدہ بازی اور بھان متی کا تماشا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شعبدہ بازی کا دعویٰ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا۔ آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ قرآن کریم میں کہیں دکھلائیے کہ **حضرت** نے شعبدہ بازی کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کی اعلیٰ طبقہ کی کتابوں **بخاری، مسلم** اور **ترمذی** میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے۔ ہاں ایک صورت آپ کی صحیح کلام کی بن سکتی ہے جب ہادی اسلام نے شعبدہ بازی کا دعویٰ نہ کیا، در اس کو کام میں نہ لائے۔ تو بے شک شعبدہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہیں رہی۔ اگر قدر کے لائق ہوتی تو اسے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ' برگزیدوں کا سردار اور **اللہ تعالیٰ کا پیارا** خاتم الانبیاء ﷺ ترک نہ فرماتا۔ جب انہوں نے شعبدہ بازی کو ترک فرمایا اور آپ کے کروڑوں فرمان برداروں نے آپ

کی باعث نجات پیروی کو اختیار کر کے شعبدہ بازی کو چھوڑ دیا اور لغو جانا تو بے ریب شعبدہ بازی روئے گی اور روتی ہے مگر اکثر اہل ہند اور آریہ ورت کا شکریہ کرے جس کی طفیل اس کو ہند میں اب تک جگہ مل رہی ہے۔ اگر انکار ہو تو آپ کا اور آپ کے بعض عالی جنابوں کا امرتسر سے تعلق ہے وہاں بت پرست آپ کے بھائی بند اس کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں دیکھ لیجئے۔

سوم معجزہ کے معنی عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں۔ آپ لغت عرب میں تحقیق کر لیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمد اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہ ہوگا.........

چہارم اب اثبات معجزہ سمجھئے اور جب معجزہ ثابت ہو گیا تو بھی آپ کا اعتراض اٹھ گیا۔ یہاں میں نے معجزہ کے معنی خرق عادت بھی مان لئے ہیں۔ مگر بغور پڑھئے آپ کو تاریخ عرب سے عیاں ہوگا کہ حضور (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ گئے تھے۔ جس ملک میں آپ نے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جس قدر لوگ آباد تھے قریباً کل اس میں گرفتار تھے اور اس پر بھی جیسا بت پرستی کا لازمہ ہے۔ سخت کندے تراش اور ضدی جاہل تھے۔ عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے.......... حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں توحید الوہیت کی طرف بلایا۔ جب چاروں طرف اندھیر مچا ہوا تھا اور کہا

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء

اللہ اس کو کہ اس سے شرک کیا جاوے۔ معاف نہ کرے گا اور اس کے سوا جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔

و من یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

تمام ملک کے رؤسا امرا اور بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں اور سخت سخت ایذائیں دینی شروع کر دیں۔ جس قدر موحد دیندار جناب رسالتماب کے ساتھ ہوئے۔ ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چل دیئے۔ آخر نوبت بایں جا رسید کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ مدینے چل بسے۔ بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہئے۔

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ (سورۃ بقرۃ)

حضور علیہ السلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے! اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب سے آخر دست بردار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے آیات بینات ہیں اور کیسے برکات ہیں کیا کوئی قریشی آپ کا مخالف دنیا میں موجود

ہے آپ کی ساری قوم آپ کے سامنے آپ کے جیتے جی اس دین میں داخل ہو گئی جس میں داخل کرنے کا آپ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں آپ نے وعظ شروع کیا یہ الہام سن لیا...... اکملت لکم دینکم...... الخ۔ (المائدہ) (آج میں نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا اور اپنا فضل تم پر پورا کیا اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا۔

یہ نصرت کسی ہادی مذہب کو اپنے سامنے اپنے زندگی میں ہوئی ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کے خرق عادت ہونے میں کونسا شبہ ہے۔...... پھر اگر اس کامیابی کی جو حضور ﷺ کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں کون گزرا ہے جس نے ملہم الہٰی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتایا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر تھیں...... پورا فتح یاب ہوا ہو؟ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار تھی حاصل کر چکا ہو۔

پنجم اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اس قدر ہیں اور تھیں کہ صاحب آیات کے آیات دیکھ کر اس قدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا منکم سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔ اذا جاء نصرالله والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا

آپ کی تعلیم کچھ کم آیت نبوت ہے؟ جو تمام نیکیوں کا مجموعہ اور تمام برائیوں سے معرا ہے کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تو منون بالله قرآنی اوامر اور نہی کی کیفیت کا فوٹو ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھ ان الله یامر بالعدل و الاحسان واتیاء ذی القربی وینهی عن الفحشا والمنکر والبغی یعظم لعلکم تذکرون۔" (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸ تا ۳۴)

لفظ "ہندو" کی تحقیق:۔

آریہ سماج کی بنیاد ۱۸۷۵ء میں جب پنڈت دیانند سرسوتی نے رکھی تو اپنے ممبران میں اضافہ اور مسلمانوں سے ہندوؤں کو متنفر کرنے کیلئے یہ حربہ استعمال کیا کہ "ہندو" کا لفظ تو مسلمان بادشاہوں نے حقارت کیلئے ہندو مذہب والوں کو دیا جس کے معنی چور وغیرہ کے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ "ہندو" کا لفظ ترک کر کے اپنے آپ کو "آریہ" کہلوائیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح ایک طرف تو ہندوؤں کا دل مسلمانوں سے بغض اور نفرت میں ترقی کرے گا اور دوسری طرف ان کی اس نئی سماج' آریہ سماج کے ممبران میں اضافہ ہو گا۔ اس کی سماج میں اضافہ ہو یا نہ ہو اس سے تو کوئی سروکار نہیں تھا۔ کیونکہ وید کا پیروکار ہندو ہو یا آریہ دوسرے مذہب والوں کیلئے کوئی فرق نہیں رکھتا۔ یہ ان کا ایک قسم کا اندرونی مسئلہ تھا۔ البتہ "ہندو" نام کے اوپر معترض کی علمی پردہ دری ضروری

تھی کہ یہ بتایا جائے کہ یہ سراسر جہالت پر مبنی ہے اور خواہ مخواہ سادہ لوح انسانوں کو آپس میں لڑانے بھڑانے کا چکر ہے۔ چنانچہ اس کا علمی اور تحقیقی جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"**مکذب صاحب** آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہیں۔ سو ان الفاظ کی نسبت جو کچھ...... جناب پادری **طامس ہاول بشیر** مقیم پنڈدانخان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے کہ میرے نزدیک وہ مضمون نہایت راستی سے لکھا گیا ہے اس مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث پر (لفظ آریہ اور ہندو) کے متعلق ہے جناب پادری صاحب نے دوبارہ بطور رسالہ لکھا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

پادری صاحب کی پہلی تحریر کو **مرزا صاحب** نے بھی شحنہ حق میں نقل کیا ہے اس پر کچھ اور زیادہ کرنا صرف شیخی بگھارنا ہے۔ (یہ مضمون شحنہ حق روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۳۵ سے ۴۳۸ تک ہے۔ ناقل) مگر اتنا زیادہ عرض کر دینا شاید **نامناسب** نہ ہو کہ آپ نے یا آپ کے **مصلح** نے اس لفظ ہندیا ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا۔ یہ بحث اس نے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو اہانتا اختیار نہیں کیا تھا۔ عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات ہے۔ اس میں اس لفظ کے مختلف معنی لکھے ہیں۔ دیکھو عمدہ عمدہ معنی اسی لفظ ہند کے واسطے موجود ہیں ہند سو اونٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بھی جو عمرو نام بادشاہ عرب کی والدہ تھی۔ بنو ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے۔ ہند ایک پہاڑ کا نام ہے۔ تلوار کے تیز کرنے کو بھی ہند کہتے ہیں۔ اس واسطے مہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت ہی تیز ہو۔ **حضرت محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آپ کا ایک پیرو آپ کے سامنے کہتا ہے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ سیف مھند من سیوف الھند مسلول

ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں واقع ہے۔ **ابو جعفر** فقیہہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانوں کے مقتدا وہاں کے رہنے والے تھے اور تعجب نہیں آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہوں اسے واسطے وسط ایشیا کی واقف اور **فاتح قوم** نے ان کو ہندو کہا ہو۔ اور آری لفظ عرب میں کوئی عمدہ مدح کا لفظ نہ تھا۔ کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگوں نے بجائے لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو یا اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اب بھی عرب کے دارالسلام مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے شیخ کو شیخ الہنود کہتے ہیں۔ والعلم عنداللہ" (جاری)

درخواست دعا:۔ خصوصی اشاعت نمبر ایک و دو کی ترتیب میں ریاض محمود صاحب باجوہ، مرزا خلیل احمد قمر صاحب، عاصم جمالی صاحب اور مقصود منیب صاحب کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ادارہ اس کا ممنون ہے۔ قارئین سے ان احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا سے نوازے۔ آمین

نظم در مدح تصدیق البراہین

از حضرت سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی.....

کہاں ہے طالبِ صادق کہاں ہے صداقت کے لئے جو نیم جاں ہے
کہاں ہے راستی کا جو ہے بھوکا تلاشِ راست بازی میں دواں ہے
صراطِ مستقیمِ حق کا جویاں کدھر ہے کس طرف کو اب رواں ہے
سپاس و حمد ربّ العٰلمیں ہے کہ جو بندوں پہ اپنے مہرباں ہے
وہ خود ناصر ہے دینِ احمدی کا مخالف ٹھہرے یہ طاقت کہاں ہے
محبّوں کو بشارت ہے بشارت مبارک ہو یہ برکت کا سماں ہے
پکارو چوٹ ڈنکے کی عزیزو سنا دو سب کو جو پیر و جواں ہے
کہ پہلی جلد تصدیق البراہیں نکل کر راہ نمائے گمرہاں ہے
کلامِ صدق پھیلا ہے جہاں میں بطالت کوئی دن کی میہماں ہے
مکذّب ہیں کہاں تصدیق دیکھیں ذرا جاگیں کہ سونے میں زیاں ہے

بہت سی شوخیاں حق سے ہوئی ہیں نگہباں حق کا خود حق ہے عیاں ہے

صداقت منصفوں سے داد دے گی عجب تصدیق کا طرزِ بیاں ہے

ذرا تکذیب کو رکھ کر مقابل بتائیں کون ان میں بد زباں ہے

اُدھر تلخی اِدھر شیریں زبانی عوض میں بد کے کیا نیکی عیاں ہے

ادب سیکھے ذرا وہ طفلِ مکتب بزرگوں سے جو کرتا شوخیاں ہے

بتا دے گی اُسے تحریرِ تصدیق مصنف اس کا کیا رطب اللساں ہے

فضولی سے نہیں ہرگز سروکار دلائل اور حقیقت کا بیاں ہے

وہی سمجھے گا قدر ان موتیوں کی ہدایت جس کے سینے میں نہاں ہے

نہیں تعریف کرنے کی غرض کچھ صداقت خود بخود یاں مدح خواں ہے

خزانہ ہر صداقت کا ہے قرآں یہ دُنیا کو جتانا بے گماں ہے

مصنف کو دُعا دیتا ہے حامد

کہے آمیں جو مشتاقِ جناں ہے

(مطبوعہ تصدیق براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۳۳۴)

حقائق و معارف، اسرار عالیہ اور علوم حکمیہ

حکمت و معرفت اور دائمی صداقتوں کے جواہرات

(۲)

ایڈیٹر

حضرت خاتم الانبیاءؐ کی پیروی

"اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی ہے اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

سیّد الرسل کا مقام احمد و محمد

"جلیل الشان نبی...... کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم" (صفحہ ۵۹۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

مصلح ربّانی کی شناخت

"..... معنی نبوت کے اور علت غائی رسالت اور پیغمبری کی انہیں کی ذات بابرکات میں ثابت اور محقق ہو رہی ہے اور جیسا کہ مصنوعات سے صانع شناخت کیا جاتا ہے ویسا ہی عاقل لوگ اصلاح موجودہ سے اس مصلح ربانی کی شناخت کر رہے ہیں...... جن سے آنحضرت ﷺ کا موید بتائید الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

ترقیاتِ قرب کے درجے

"..... ترقیات قربت کا شروع اس نقطہ سیر سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کر کے اور سختی اور

آزار کشی کو روا رکھ کران تمام نفسانی خواہشوں سے خالصتاً للہ دست کش ہو جائے کہ جو اس میں اور اس کے مولیٰ کریم میں جدائی ڈالتے ہیں اور اس کے مونہہ کو خدا کی طرف سے پھیر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کی طرف پھیرتے ہیں اور ان کے خوفوں اور امیدوں میں گرفتار کرتے ہیں اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ میں نفس کشی کیلئے تکالیف اٹھائی جاتی ہیں اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دکھ سہنے پڑتے ہیں وہ سب آلام صورت انعام میں ظاہر ہو جائیں اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو اور ترقیات کا اعلیٰ درجہ وہ ہے کہ سالک اس قدر خدا اور اس کے ارادوں اور خواہشوں سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اس کا تمام اپنا عین و اثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الٰہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اس کے وجود آئینہ صفت میں منعکس ہو جائیں اور فنااتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جس نے سالک میں اور اس کی نفسانی خواہشوں میں غایت درجہ کا بعد ڈال دیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکھائی دے۔" (صفحہ ۵۸۶۔۵۹۰ حاشیہ نمبر ۱۱)

منصب رحمانیت کا جوش

"دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلتہ القدر کا ہی حکم رکھتی تھی...... وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچ کر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی۔ اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین پر متوجہ ہوئیں۔ سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا۔ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ دنیا کیلئے آیا اور دنیا کی ہدایت کے لئے اس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی۔" (صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹ حاشیہ نمبر ۱۱)

نور الہام

"نور الہام کا بھی خاص خدا کی طرف سے اور اس کے ارادہ سے نازل ہوتا ہے یونہی اندر سے جوش نہیں مارتا۔ جب کہ خدا فی الواقع موجود ہے اور فی الواقع وہ دیکھتا سنتا جانتا کلام کرتا ہے تو پھر اس کا کلام اسی حی و قیوم کی طرف سے نازل ہونا چاہئے۔ نہ یہ کہ انسان کے اپنے ہی خیالات خدا کا کلام بن جائیں"۔ (صفحہ ۲۴۷ حاشیہ نمبر ۱۱)

وحی الٰہی میں طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ شرط ہے

"وحی الٰہی وہ خدا کی پاک کلام ہے کہ جس میں منزل علیہ کی طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ شرط ہے کیونکہ جو شخص طرح طرح کے اغشیہ جسمانی اور اہویہ نفسانی سے محجوب ہے اس میں اور مبدء پاک میں پرلے درجہ کی دوری واقعہ ہے کہ جس سے وہ قابل افاضہ الہام الٰہی نہیں ٹھہر سکتا۔" (صفحہ ۹۸ حاشیہ نمبر۴)

توحید الٰہی کی اشاعت الہام سے

"ہمیشہ توحید الٰہی صرف الہام ہی سے پھیلتی رہی ہے اور معرفت الٰہی کے طالبوں کیلئے قدیم سے یہی دروازہ کھلا ہے۔"
(صفحہ ۲۱۶ حاشیہ)

کلام الٰہی کا فیض

"کروڑ ہا کروڑ موحد یعنی اہل اسلام جن کے دل توحید کے چشمہ صافی سے لبریز ہو رہے ہیں...... وہی لوگ ہیں جنہوں نے کلام الٰہی سے فیض پایا۔ وہی چشمہ خدا کے کلام کا جوش مار کر دور دور تک بہہ نکلا۔" (صفحہ ۲۱۶۔۲۱۷ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام الٰہی اور طبائع صافیہ

"الہام الٰہی کی ہدایت ہر یک طبیعت کیلئے نہیں بلکہ ان طبائع صافیہ کیلئے ہے جو صفت تقویٰ اور صلاحیت سے متصف ہیں۔ وہی لوگ ہدایت کاملہ الہام سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس سے منتفع ہوتے ہیں اور ان تک الہام الٰہی بہر صورت پہنچ جاتا ہے۔" (صفحہ ۱۹۹ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام اور عقل کا جامع انسان

"خدا کے بندوں کو زیادہ تر نفع پہنچانے والا وہی شخص ہوتا ہے کہ جو الہام اور عقل کا جامع ہو اور اس میں یہ لیاقت ہوتی ہے کہ ہر یک طور کی طبیعت اور ہر قسم کی فطرت اس سے مستفیض ہو سکے۔" (صفحہ ۲۱۳ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام سے معرفت الٰہی

"ابتداء امر خدا شناسی کی الہام ہی کے ذریعہ سے ہوئی ہے اور کیا اس وجہ سے کہ معرفت الٰہی کا ہمیشہ از سر نو زندہ ہونا الہام ہی کے ہاتھ سے ہوتا آیا ہے اور کیا اس خیال سے کہ مشکلات راہ سے رہائی پانا الہام ہی کی امداد پر منحصر ہے ہر عاقل کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ راہ جو نہایت صاف اور سیدھی اور ہمیشہ سے کھلی ہوئی اور مقصود تک پہنچاتی ہوئی چلی آئی ہے وہ وحی ربانی ہے۔...... سو اس تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہے کہ کھلا ہوا اور واضح راستہ معرفت الٰہی کا صرف بذریعہ کلام الٰہی ملنا ہے۔" (صفحہ ۲۱۴ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام سے خدا کی شناخت

"یہ الہام ہی کا فیض ہے جس کی برکتوں سے انسان نے اس خدائے بے مثل و مانند کو اس طرح پر شناخت کر لیا ہے جیسا اس کی ذات کامل و مبرّٰے عیب کے لائق ہے۔" (صفحہ ۲۱۵ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام سے خدا کو پانا

"کوئی شخص صرف اس صحیفہ فطرت پر نظر کر کے کوئی فائدہ علم دین کا اٹھا نہیں سکتا اور جب تک الہام رہبری نہ کرے خدا کو پا نہیں سکتا۔" (صفحہ ۲۱۶ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام یقینی صداقت ہے

"الہام ایک واقعی اور یقینی صداقت ہے جس کا مقدس اور پاک چشمہ دین اسلام ہے اور خدا جو قدیم سے صادقوں کا رفیق ہے دوسروں پر یہ نورانی دروازہ ہرگز نہیں کھولتا اور اپنی خاص نعمت غیر کو ہرگز نہیں دیتا۔"

(صفحہ ۲۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

وحی رسالت

"گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے بااخلاص خادموں کو ہوتا

ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا"۔ (صفحہ ۲۳۸ حاشیہ نمبر۱۱)

مجرد عقل

"غایت درجہ حکم عقل کا یہ ہے کہ وہ کسی شے کے موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرے جیسا کسی چیز کی نسبت یہ حکم دے کہ اس چیز کا ہونا ضروری ہے یا یہ چیز ہونی چاہئے۔ مگر ایسا حکم ہرگز نہیں دے سکتی کہ واقعہ میں یہ چیز ہے بھی"۔ (صفحہ ۷۸ حاشیہ نمبر۴)

"عقل صرف ضرورت شئے کو ثابت کرتی ہے خود شئے کو ثابت نہیں کر سکتی"۔ (صفحہ ۷۸ حاشیہ نمبر۴)

عقل ایک چراغ

"..... عقل بھی خدا نے انسان کو ایک چراغ عطا کیا ہے کہ جس کی روشنی اس کو حق اور راستی کی طرف کھینچتی ہے۔" (صفحہ ۷۸ حاشیہ نمبر۴)

عقل کے ساتھ دوسرا رفیق

"پایہ یقین کامل کا کہ علم انسان کا کسی امر کی نسبت ہونا چاہئے کے مرتبہ سے ترقی کر کے ہے کے مرتبہ تک پہنچ جائے تب حاصل ہوتا ہے کہ جب عقل کے ساتھ کوئی دوسرا ایسا رفیق مل جاتا ہے کہ جو اس کی قیاسی وجوہات کو تصدیق کر کے واقعات مشہودہ کا لباس پہناتا ہے۔ یعنی جس امر کی نسبت عقل کہتی ہے کہ ہونا چاہئے وہ رفیق اس امر کی نسبت یہ خبر دے دیتا ہے کہ واقعہ میں دوسرا امر موجود بھی ہے۔" (صفحہ ۷۸ حاشیہ نمبر۴)

عقل اور الہام

"خداوند کریم نے جیسا ہر ایک چیز کا جوڑ باندھ دیا ہے ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے اس حکیم مطلق کا عام طور پر قانون قدرت پایا جاتا ہے کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ ہے تب تک اس کے جوہر چھپے رہتے ہیں......
ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علم دین میں اس کے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہیں جب وہ جوڑ یعنی الہام اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔" (صفحہ ۱۷۰ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام یقینی ۔ باعث حجت

"وہی لوگ حجت اسلام ٹھہرتے ہیں جن کا الہام یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور جو ان کامل افراد کے قائمقام ہوتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔" (صفحہ ۲۵۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

اولیاء کے الہام

"اولیاء کے الہاموں میں سے جب تک معانی کسی الہامی عبارت کے مشتبہ ہوں یا وہ الہام ہی مشتبہ اور مخفی ہو تب تک وہ ایک امر ظنی ہوگا اور ولی کا الہام اسی وقت حد قطع اور یقین تک پہنچے گا کہ جب ضعیف الہاموں کی قسم میں سے نہ ہو بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نوروں کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے دل کو کامل یقین سے پر کردے۔" (صفحہ ۲۵۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

الہام ۔ ایک صداقت

"الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جس کا وجود افراد کاملہ امت محمدیہ میں ثابت ہے اور انہیں سے خاص ہے۔" (صفحہ ۲۵۸۔۲۵۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

رسولوں کا الہام

"رسولوں کا الہام بہت ہی درخشاں اور روشن اور اجلیٰ اور اقویٰ اور اصفی اور اعلیٰ مراتب یقین کے انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر یک ظلمت کو اٹھا دیتا ہے۔" (صفحہ ۲۵۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

عقل اور الہام

"عقل انسانی اپنی فطرت میں ایسی ناقص اور ناتمام ہے کہ بغیر استمداد کسی دوسرے رفیق کے اس کا کوئی کام چل ہی نہیں سکتا۔ اور جب تک شہادت واقعہ اس کو نہ ملے تب تک کوئی مقدمہ خواہ دینی ہو خواہ دنیوی ،صفائی و درستی اس سے فیصل نہیں ہو سکتا۔" (صفحہ ۳۰۹ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام کے بغیر توحید الٰہی

"عقل کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں بھی توحید الٰہی شائع نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ جس جگہ الہام نہ پہنچا اس جگہ کے لوگ خدا کے نام سے بے خبر اور حیوانات کی طرح بے تمیز اور بے تہذیب رہے۔" (صفحہ ۲۱۹ حاشیہ نمبر ۱۱)

مجرّد عقلی خیالوں کا اثر

"مجرد عقلی خیالوں میں صرف اتنا ہی نقص نہیں کہ وہ مراتب یقینیہ سے قاصر ہیں اور دقائق الٰہیات کے مجموعہ پر قابض نہیں ہو سکتے بلکہ ایک یہ بھی نقص ہے کہ مجرد عقلی تقریریں دلوں پر اثر کرنے میں بھی بغایت درجہ کمزور و بے جان ہیں۔" (صفحہ ۳۲۷ حاشیہ نمبر ۱۱)

عقل کے رفیق ۔ مشاہدہ صحیحہ 'تواریخ واخبار' اور الہام ووحی

"اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے جاتے یا سنے جاتے اور سونگھے جاتے یا ٹٹولے جاتے ہیں تو اس وقت رفیق اس کا جو اس کے حکم کو یقین کامل تک پہنچاوے مشاہدہ صحیحہ ہے کہ جس کا کام تجربہ ہے اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور محسوسات سے متعلق ہو...... تو اس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے...... اگر حکم عقل کا ان واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء محسوسات ہیں جن کو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اور نہ کان سے سن سکتے ہیں اور نہ ہاتھ سے ٹٹول سکتے ہیں اور نہ اس دنیا کی تاریخ سے دریافت کر سکتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک تیسرا رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام الہام اور وحی ہے۔" (صفحہ ۷۹۔۸۰ حاشیہ نمبر ۴)

عقل سے ضرورت شئے کا ثابت ہونا

"عقل صرف ضرورت شئے کو ثابت کرتی ہے خود شئے کو ثابت نہیں کر سکتی اور ظاہر ہے کہ کسی ضرورت کا ثابت ہونا امر دیگر ہے اور خود اسی شئے کا ثابت ہو جانا امر دیگر۔" (صفحہ ۷۹ حاشیہ نمبر ۴)

عقل کا رفیق

"عقل کیلئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اس قیاسی اور ناقص قول کا کہ جو ہونا چاہئے کے لفظ سے بولا جاتا ہے مشہودی اور کامل قول سے جو ہے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جبر نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ وہ نفس الامر میں واقعہ ہیں آگاہی بخشے۔" (صفحہ۷۹ حاشیہ نمبر۴)

"ہونا چاہئے" اور "ہے"

"خدا نے...... عقل کیلئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقین کامل کا اس پر کھول دیا ہے تا نفس انسان کا کہ جس کی ساری سعادت اور نجات یقین کامل پر موقوف ہے اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نہ رہے اور "ہونا چاہئے" کے نازک اور پر خطر پل سے کہ عقل نے شکوک اور شبہات کے دریا پر باندھا ہے۔ بہت جلد آگے عبور کر کے "ہے" کے قصر عالی جو دار الامن والاطمینان ہے داخل ہو جائے۔ (صفحہ۷۹ حاشیہ نمبر۴)

مجرد ملاحظہ مخلوقات ۔ اور یقین کامل

"مجرد ملاحظہ مخلوقات سے ہرگز یقین کامل حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ بلکہ جس قدر حاصل ہو سکتا ہے اور شاید بعضوں کو ہوا ہے وہ اسی قدر ہے کہ جو "ہونا چاہئے" کا مصداق ہے اور یہ بھی وجود صانع عالم کی بابت ہے اور جزا و سزا وغیرہ میں تو اتنا بھی نہیں اور جب کہ مخلوقات پر نظر ڈالنے سے یقین کامل حاصل نہ ہو سکا تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑی یا تو یہ کہ خدا نے یقین کامل تک پہنچانے کا ارادہ ہی نہیں کیا اور یا یہ کہ ضرور اس نے یقین کامل تک پہنچانے کیلئے کوئی ذریعہ رکھا ہے۔" (صفحہ۱۵۷ حاشیہ نمبر۱۱)

"یہ بات کہ صرف ملاحظہ مخلوقات سے یقین کامل حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح پر ثابت ہے کہ مخلوقات کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے کہ جس پر نظر ڈال کر انسان یہ لکھا ہوا پڑھ لے کہ ہاں اس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے اور واقعی خدا موجود ہے اور اسی کی لذت وصال راحت حقیقی ہے...... بلکہ مخلوقات کو دیکھ کر اور اس عالم کو ایک ترتیب احسن اور ابلغ پر مرتب پا کر فقط قیاسی طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مخلوقات کا کوئی خالق ہونا چاہئے۔ اور لفظ "ہونا چاہئے" اور "ہے" کے مصداق میں بڑا فرق ہے۔ مفہوم "ہونا چاہئے" اس یقین جازم تک نہیں پہنچا سکتا جس تک مفہوم "ہے" کا پہنچاتا ہے بلکہ اس میں کسی قدر رگ شک باقی رہ جاتی ہے اور جو شخص کسی امر کی نسبت بطور قیاسی ہونا چاہئے کہتا ہے اس کے قول کا صرف اس قدر

خلاصہ ہے کہ میرے قیاس میں تو ہونا لازم ہے اور آگے مجھے خبر نہیں کہ واقعہ میں ہے بھی یا نہیں۔"
(صفحہ ۱۵۴۔۱۵۵ حاشیہ نمبر ۱۱)

الہام سے یقین کامل اور توحید خالص قائم ہونا

"...... الہام کے بغیر نہ یقین کامل ممکن ہے نہ غلطی سے بچنا ممکن نہ توحید خالص پر قائم ہونا ممکن نہ جذبات نفسانیہ پر غالب آنا حیز امکان میں داخل ہے۔" (صفحہ ۱۶۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

الہام سے ہست ہست کی پکار

"وہ الہام ہی ہے جس کے ذریعہ سے خدا کی نسبت "ہے" کی دھوم مچی ہوئی ہے اور تمام دنیا ہست ہست کر کے اس کو پکار رہی ہے۔" (صفحہ ۱۶۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

الہام سے جوش محبتِ الٰہی

"وہ الہام ہی ہے جو ابتداء سے دلوں میں جوش ڈالتا آیا کہ خدا موجود ہے وہی ہے جس سے پرستاروں کو پرستش کی لذت آتی ہے۔ ایمانداروں کو خدا کے وجود اور عالم آخرت پر تسلی ملتی ہے وہی ہے جس سے کروڑ ہا عارفوں نے بڑی استقامت اور جوش محبت الٰہیہ سے اس مسافر خانے کو چھوڑا۔ وہی ہے جس کی صداقت پر ہزار ہا شہیدوں نے اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ ہاں وہی ہے جس کی قوت جاذبہ سے بادشاہوں نے فقر کا جامہ پہن لیا۔ بڑے بڑے مالداروں نے دولتمندی پر درویشی اختیار کر لی۔" (صفحہ ۱۶۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

الہام ۔ ایک کشتی

"وہی ایک کشتی ہے جس نے بارہا یہ کام کر دکھایا کہ بے شمار لوگوں کو ورطہ مخلوق پرستی اور بدگمانی سے نکال کر ساحل توحید اور یقین کامل تک پہنچا دیا۔" (صفحہ ۱۶۳۔ ۱۶۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

الہام کامل

"الہام کامل اور حقیقی کہ جو...... مذاہب باطلہ کے ہر یک قسم کے وساوس کو بکلی دور کرتا ہے اور طالب حق کو مرتبہ یقین کامل تک پہنچاتا ہے وہ فقط قرآن شریف ہے۔ (صفحہ ۲۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲)

الہام کے انکاری

"الہام کے انکاری ہونے سے...... یہ فساد بھی ہے کہ توحید کامل سے بھی محروم اور بے نصیب ہیں اور شرک سے آلودہ ہیں۔" (صفحہ ۱۶۷ حاشیہ نمبر۱۱)

خدا کا کلام

"خدا کا کلام وہ ہے جس میں خدا کی عظمت، خدا کی قدرت، خدا کی برکت، خدا کی حکمت، خدا کی بے نظیری پائی جاوے۔" (صفحہ ۲۳۷ حاشیہ نمبر۱۱)

الوہیت کے خواص

"الوہیت کے خواص جیسے علم غیب اور احاطہ دقائق حکمیہ اور دوسرے قدرتی نشان انسان سے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔" (صفحہ ۲۳۷ حاشیہ نمبر۱۱)

مقرب الٰہی

"اس وقت انسان کو مقرب الٰہی بولا جاتا ہے کہ جب وہ ارادہ اور نفس اور خلق اور تمام اضداد اور اغیار سے بکلی الگ ہو کر طاعت اور محبت الٰہی میں سراپا محو ہو جاوے اور ہریک ماسوا اللہ سے پوری دوری حاصل کر لیوے اور محبت الٰہی کے دریا میں ایسا ڈوبے کہ کچھ اثر وجود اور انانیت کا باقی نہ رہے اور جب تک اپنی ہستی کے لوث سے مبرا نہیں اور بقاباللہ کے پیرایہ سے متحلی نہیں تب تک اس قرب کی لیاقت نہیں رکھتا۔" (صفحہ ۵۸۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

بقا کا مرتبہ

"بقاباللہ کا مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب خدا کی محبت ہی انسان کی غذا ہو جائے اور ایسی حالت ہو جائے کہ بغیر اس کی یاد کے جی ہی نہیں سکتا اور اس کے غیر کا دل میں سمانا موت کی طرح دکھاوے اور صریح مشہود ہو کہ وہ اس کے ساتھ جیتا ہے اور ایسا خدا کی طرف کھینچا جاوے جو دل اس کا ہروقت یاد الٰہی میں مستغرق اور اس کے درد سے دردمند رہے۔"

(صفحہ ۵۸۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

مورد انوار الٰہی دل

"دل میں جو مورد انوار الٰہی ہے خوب صاف ہوگا اور اسماء اور صفات الٰہی کا اس میں انعکاس ہو کر ایک دوسرا کمال جو تدلی ہے عارف کیلئے پیش آئے گا۔" (صفحہ ۵۸۷ و ۵۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

تدلّی سے مراد

"تدلّی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کر کے اس ذات رحمان و رحیم کی طرح شفقتاً علی العباد عالم خلق کی طرف رجوع کرے۔" (صفحہ ۵۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

کمالات تدلّی ۔ کمالات دنو سے لازم و ملزوم

"چونکہ کمالات دنو کے کمالات تدلی سے لازم ملزوم ہیں پس تدلّی اسی قدر ہوگی جس قدر دنو ہے۔"
(صفحہ ۵۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

دنو کی کمالیّت

"دنو کی کمالیت اس میں ہے کہ اسماء اور صفات الٰہی کے عکوس کا سالک کے قلب میں ظہور ہو اور محبوب حقیقی بے شائبہ' ظلیت اور بے تواہم حالیت و محلیت اپنے تمام صفات کاملہ کے ساتھ اس میں ظہور فرمائے۔"
(صفحہ ۵۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

دنو اور تدلّی کی حقیقت

"تدلّی کی حقیقت کو تخلق باخلاق اللہ لازم ہوا اور کمالیت فی التخلق اس بات کو چاہتی ہے کہ شفقت علی العباد اور ان کے لئے بمقام نصیحت کھڑے ہونا اور ان کی بھلائی کیلئے بدل و جان مصروف ہو جانا اس حد تک پہنچ جائے جس پر زیادہ متصور نہیں۔" (صفحہ ۵۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

"واصل تام کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر رو بخدا بھی ہو اور پھر کامل طور پر رو بخلق بھی...... وہ ان دونوں

قوسوں الوہیت اور انسانیت میں ایک وتر کی طرح واقعہ ہے جو دونوں سے تعلق کامل رکھتا ہے۔"
(صفحہ ۵۸۸، ۵۸۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

"وصول کامل کیلئے دنو اور تدلّی دونوں لازم ہیں۔" (صفحہ ۵۸۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

"دنو اس قرب تام کا نام ہے کہ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے انسان کامل سیرالی اللہ سے سیرفی اللہ کے ساتھ متحقق ہو جائے اور اپنی ھستی ناچیز سے بالکل ناپدید ہو کر اور غرق دریائے بیچون بیچگون ہو کر ایک جدید ھستی پیدا کرے جس میں .... صبغۃ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسر ہے۔" (صفحہ ۵۸۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

"تدلّی انسان کی اس حالت کا نام ہے کہ جب وہ تخلّق باخلاق اللہ کے بعد ربانی شفقتوں اور رحمتوں سے رنگین ہو کر خدا کے بندوں کی طرف اصلاح اور فائدہ رسانی کیلئے رجوع کرے۔" (۵۸۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

دنو اور تدلّی ۔ اتصال محکم

"انسان کامل بوجہ دنو اور تدلّی کی دونوں طرف سے اتصال محکم کر کے یوں مثالی طور پر صورت پیدا کرلیتا ہے جیسے ایک وتر دائرہ کے دو قوسوں میں ہوتا ہے یعنی حق اور خلق میں واسطہ ٹھہر جاتا ہے۔ پہلے اس کو دنو اور قرب الٰہی کی خلقت خاص عطا کی جاتی ہے اور قرب کے اعلیٰ مقام تک صعود کرتا ہے اور پھر خلقت کی طرف اس کو لایا جاتا ہے۔ پس اس کا وہ صعود اور نزول دو قوس کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔" (صفحہ ۵۸۹۔۵۹۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

مالک حقیقی کی شفقت علی العباد

"مالک حقیقی اپنی غایت شفقت علی العباد کی وجہ سے اس قدر بندوں کی طرف رجوع رکھتا ہے کہ گویا وہ بندوں کے پاس ہی خیمہ زن ہے۔" (صفحہ ۵۹۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

ہدایت ۔ امر منجاب اللہ

"ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جس کو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی۔"
(صفحہ ۱۹۷ حاشیہ نمبر۱۱)

حقانی صداقتوں کی ترقی

حقانی صداقتوں کی ترقی ہمیشہ انہیں لوگوں کے ذریعہ سے ہوتی رہی ہے کہ جو الہام کے پابند ہوئے ہیں اور واحدانیت

اسی کے اسرار دنیا میں پھیلانے والے وہی برگزیدہ لوگ ہیں کہ جو خدائی کلام پر ایمان لائے۔" (صفحہ ۲۹۷ حاشیہ نمبر۱۱)

نور قلب اور نور عقل

"جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا۔"
(صفحہ ۱۹۸ حاشیہ نمبر۱۱)

حصول یقین و معرفت کاملہ

"حصول یقین کامل و معرفت کامل مجرد عقل کے ذریعہ ہرگز ممکن نہیں۔" (صفحہ ۱۹۸ حاشیہ نمبر۱۱)

اعلیٰ درجے کا یقین اور کامل عرفان

"اعلیٰ درجے کا یقین اور کامل عرفان صرف ایسے الہام کے ذریعہ سے ملتا ہے جو اپنی ذات و کمالات میں بے مثل و مانند ہو اور بوجہ بے نظیری منجانب اللہ ہونا اس کا بین الثبوت ہو۔" (صفحہ ۱۹۸ حاشیہ نمبر۱۱)

نیک ظنّی فطرتی قوت

"نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو۔ تب تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے۔" (صفحہ ۹۶ حاشیہ نمبر۷)

بدظنّی ۔ شعبہ دیوانگی کا ہے

"بغیر معقول وجوہ رکھنے کے بدظنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے۔"
(صفحہ ۹۸ حاشیہ نمبر۷)

قوت نیک ظنّی

"خدا نے قوت نیک ظنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی ہے تو اس میں یہ حکمت ہے جو بنی آدم میں راستگوئی اور

راست روشی بھی ایک فطرتی قوت ہے...... اگر نیک ظنی کی قوت انسان کو عطا نہ کی جاتی تو وہ تمام فوائد راست گوئی اور راست روشی کی قوت کے ذریعہ سے ایک دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہمات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع ہو جاتے۔" (صفحہ ۹۸ حاشیہ نمبر۷)

طالب ہدایت پر عجائب و غرائب کا انکشاف

"جو کچھ عجائب و غرائب اہل حق پر منکشف ہوتے ہیں اور جو کچھ برکات ان میں پائے جاتے ہیں وہ کسی طالب پر تب کھولے جاتے ہیں کہ جب وہ طالب کمال صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے۔"
(صفحہ ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

سائل کے صدق و نیت کا فتور

"جس جگہ سائل کے صدق اور نیت میں کچھ فتور ہوتا ہے اور سینہ خلوص سے خالی ہوتا ہے تو پھر ایسے سائل کو کوئی نشان دکھلایا نہیں جاتا۔" (صفحہ ۵۵۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

سعادتِ عظمیٰ فوز عظیم کی حالت ہے

"سعادت عظمیٰ وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے۔ (صفحہ ۴۶۰ حاشیہ نمبر۱۱)

شقاوتِ عظمیٰ عذاب الیم ہے

"شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو بباعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہو جائے اور تمام وجود فی النار و السقر معلوم ہو۔" (صفحہ ۴۶۰۔۴۶۱ حاشیہ نمبر۱۱)

کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب

"کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنی وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی

نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے۔ (صفحہ ۴۱۸ حاشیہ نمبر۱۱)

لیلتہ القدر

"قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلتہ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے۔"

(صفحہ ۴۱۸ حاشیہ نمبر۱۱)

ظلمانی حالت اور صفت رحمانیت

"ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں۔" (صفحہ ۴۱۸ حاشیہ نمبر۱۱)

امتِ محمدیہ میں محدّثیت کا منصب

"امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ اس امت میں آج تک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گزرے ہیں جن کی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ثابت ہے متحقق ہو چکی ہیں۔" (صفحہ ۶۵۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

محدّث کا الہام

"محدّث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے جس میں دخل شیطان کا قائم نہیں رہ سکتا۔" (صفحہ ۶۵۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

اہل اللہ کی نظر، صحبت، توجہ اور دعا

"خداوند تعالیٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ ان کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو۔" (صفحہ ۳۵۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر۲)

اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے رحمت

"اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کیلئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اس جائے اسباب میں قانون قدرت حضرت احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کھاتا ہے وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الہیہ جاری ہے کہ امراض روحانی دور کرنے کیلئے انبیاء اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے۔" (صفحہ ۳۵۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۲)

مقربین کی توجہ دعا اور صحبت

"خداوند کریم نے نفوس طیبہ ان مقربین میں بھی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے اور ان کے نفوس حضرت احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں۔" (صفحہ ۳۵۴۔۳۵۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

انبیاء ۔ نور مجسم

"انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں۔" (صفحہ ۱۹۶ حاشیہ نمبر۱۱)

الہام اولیاء

"کامل النور الہام..... ممکن نہیں کہ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو......." (صفحہ ۲۶۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

اہل اللہ کے کشوف و الہامات

"اہل اللہ کے کشوف و الہامات...... تائیدات الہیہ کے باغ کی خوشبوئیں ہیں جو دور سے ہی اس باغ کا وجود بتلاتے ہیں اور عظمت اور شان ان کشوف و الہامات کے اس شخص پر کماحقہ کھلتی ہے جس کی نظر تائیدات الہیہ کی تلاش میں ہو۔"
(صفحہ ۵۵۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

برکات الٰہیہ کیلئے شرط اعظم

"........ادب اور صدق اور صبر برکات الٰہیہ کے ظہور کیلئے شرط اعظم ہے۔" (صفحہ ۵۵۲ حاشیہ در حاشیہ ۳)

معجزات اور خوارق کیلئے صدق و اخلاص

"معجزات اور خوارق کے ظہور کیلئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط ہے اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہیں کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہ ہو اور صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے۔" (صفحہ ۵۵۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

تائیدات الٰہیہ قرص آفتاب ہیں

"مدار مقرب اللہ ہونے کا تائیدات الٰہیہ ہیں اور پیشگوئیاں روشن ثبوت سے ان تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک خاص اور عام کو دکھلاتے ہیں۔ پس تائیدات اصل ہیں اور پیشگوئیاں ان کی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہیں اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں۔" (صفحہ ۵۵۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

کامیابی کا تعاون پر موقوف ہونا

"انسان کی کمزوریاں جو ہمیشہ اس کی فطرت کے ساتھ لگی ہوئی ہیں ہمیشہ اس کو تمدن اور تعاون کا محتاج رکھتی ہیں اور یہ حاجت تمدن اور تعاون کی ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ جس میں کسی عاقل کو کلام نہیں...... تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔" (صفحہ ۵۹)

اعانت

"جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے۔" (صفحہ ۵۹)

تعاون کا طلب کرنا

"انبیاء علیہم السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری من انصاری الی اللہ کہنا پڑا۔" (صفحہ ۵۹۔۶۰)

"خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت تعاونوا علی البر والتقوی کا حکم فرمایا۔" (صفحہ ۶۰)

عفو

"مدبر حقیقی نے انتظام عالم اسی میں رکھا ہے جو کبھی نرمی اور کبھی درشتی کی جائے...... اگر صرف نرمی ہی ہو یا صرف درشتی ہی ہو تو پھر نظام عالم کی کل ہی بگڑ جاتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر محل میں عفو کرنا حقیقی نیکی نہیں ہے۔" (صفحہ ۴۱۷۔۴۱۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

نجات کا یقین کامل پر موقوف ہونا

"نجات کی امید یقین کامل پر اس لئے موقوف ہے کہ مدار نجات کا اس بات پر ہے کہ انسان اپنے مولی کریم کی جانب کو تمام دنیا اور اس کے عیش و عشرت اور اس کے مال و متاع اور اس کے تمام تعلقات پر یہاں تک کہ اپنے نفس پر بھی مقدم سمجھے اور کوئی محبت خدا کی محبت پر غالب ہونے نہ پاوے۔" (صفحہ ۱۵۳ حاشیہ نمبر۱۱)

متابعت رسولؐ سے منصب وارث رسولؐ ہونا

"خدا تعالیٰ کے کلام پر غور صحیح کرنے سے اور صدہا تجارب مشہودہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ افراد خاصہ امت محمدیہ کو جب وہ متابعت اپنے رسول مقبول میں فنا ہو جائیں اور ظاہراً و باطناً اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت اسی رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے...... جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضرور ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔ کیونکہ جس چشمہ کا اس کو وارث بنایا گیا ہے وہ شکوک اور شبہات کی کدورت سے بکلی پاک ہے اور منصب وارث الرسول ہونے کا بھی اسی بات کو چاہتا ہے...... یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدیق آیا ہے۔" (صفحہ ۲۵۶۔۲۵۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

دعا ایک مجاہدہ ہے

"دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششوں پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے۔"
(صفحہ ۵۷۹ حاشیہ نمبر ۱۱)

دعا کے دو محرک

"خدائے تعالیٰ نے دعا میں جوش دلانے کیلئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندوں کا عاجز اور ذلیل ہونا۔" (صفحہ ۵۷۱ حاشیہ نمبر ۱۱)

دعا کیلئے دو چیزوں کا تصور

"دو چیزوں کا تصور دعا کیلئے ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصور کہ خدائے تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں دوسرے اس بات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا اور بلاشبہ یہ دونوں تصور ایسے ہیں کہ جب دعا کرنے کے وقت دل میں جم جاتے ہیں تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہیں کہ ایک متکبر ان سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔" (صفحہ ۵۷۲۔ ۵۷۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

دعا سے بے خودی کے عالم میں

"خدائے تعالیٰ نے دعا میں جوش پیدا کرنے کیلئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اس قدر دلی جوش پیدا کرتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بے خودی اور نیستی کے عالم میں پہنچا دیتے ہیں۔" (صفحہ ۵۷۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

امت محمدیہ کے کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات سے ہیں

"بعض افراد امت محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گزرے ہوتے ہیں خدا ان کو فانی اور ایک مصفّا شیشے کی طرح پا کر اپنے رسول

مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کیلئے کہ جو وجود باوجود حضرت نبوی ہے۔ مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں۔ اس کے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔...... اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ پر ہوتا ہے۔ دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت ﷺ کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے...... دوسرے اس امت کی کمالیت اور دوسری امتوں پر اس کی فضلیت اس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے۔" (صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱)

عصمت ۔ اور فرقان مجید کے کامل تابعین

"عصمت...... فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے...... وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہیں اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الٰہیہ جلد تر ان کا تدارک کر لیتی ہے...... عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے۔ جس کا حاصل ہونا بجز توجہ خاص الٰہی کے ممکن نہیں۔"

(صفحہ ۵۳۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

حقیقی فصاحت وبلاغت

"خدا کا فصیح کلام معارف حقہ کو کمال ایجاز سے 'کمال ترتیب سے' کمال صفائی اور خوش بیانی سے لکھتا ہے اور وہ طریق اختیار کرتا ہے جس سے دلوں پر اعلیٰ درجہ کا اثر پڑے اور تھوڑی عبارت میں وہ علوم الٰہیہ سما جائیں...... یہی حقیقی فصاحت بلاغت ہے جو تکمیل نفس انسانی کیلئے مدو معاون ہے۔" (صفحہ ۴۶۴۔۴۶۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

حضرت صوفی احمد جان..... کا

براہین احمدیہ پر ریویو اور تصدیق دعاوی

حضرت صوفی احمد جان..... نے براہین احمدیہ کے متعلق ایک ریویو شائع کیا اور حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق کی جو الفضل قادیان ۲۳ جون ۱۹۳۱ء میں شائع ہے۔ آپ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

"عالی جناب، فیض رسان عالم، معدن جود و کرم، حجتہ الاسلام، برگزیدہ خاص و عام حضرت مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتھم رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب نے ایک کتاب مسمی براہین احمدیہ سلیس اردو زبان میں جسکی ضخامت قریب تین سو جز کے ہے۔ چاروں دفتر جو کہ قریباً ۳۵ جزو ہیں نہایت خوشخط چھپ بھی گئے ہیں اور باقی وقتاً فوقتاً چھپتے جائیں گے اور خریداروں کے پاس پہنچتے رہیں گے۔

یہ کتاب دین اسلام اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی حقانیت کو تین سو مضبوط دلائل عقلی اور نقلی سے ثابت کرتی ہے۔ اور عیسائی آریہ نیچریہ ہنود اور برہمو سماج وغیرہ جمیع مذاہب مخالف اسلام کو از روئے تحقیق رد کرتی ہے۔ حضرت مصنف نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام یا مکذب اسلام تمام دلائل یا نصف یا خمس تک بھی رد کر دے تو مصنف صاحب اپنی جائیداد دس ہزار روپے کی اس کے نام منتقل کر دیں گے۔ چنانچہ یہ اشتہار براہین احمدیہ کے حصہ اول میں درج ہے۔ یہ کتاب مشرکین و مخالفین اسلام کی بیخ و بنیاد کو اکھاڑتی ہے اور اہل اسلام کے اعتقادات کو ایسی قوت بخشتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کیا نعمت عظمیٰ ہے اور قرآن شریف کیا دولت ہے۔ اور دین محمدی کیا صداقت ہے اور آیات قرآن مجید کا اس کتاب میں اپنے اپنے موقعوں پر حوالہ دیا گیا ہے۔ ۲۰ سیپاروں کے قریب ہیں۔ منکروں کو معتقد اور سست اعتقادوں کو چست اور غافلوں کو آگاہ مومنوں کو عارف کامل بناتی ہے اور اعتقادات قویہ اسلامیہ کی جڑ قائم کرتی ہے۔ اور جو وساوس مخالف پھیلاتے ہیں ان کو نیست و نابود کرتی ہے۔ اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب وملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ بقول شخصے

کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے

ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ۔ اس کے مؤلف جناب مخدومنا

باقی صفحہ ۱۲۸ پر

اہل حدیث کے ترجمان اور لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا

براہین احمدیہ پر ریویو

"...... ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو......" (اشاعۃ السنہ نمبر۶ جلد۷)

جب براہین احمدیہ شائع ہو کر منظر عام پر آئی تو اس پر اہل حدیث کے معروف عالم مولوی **محمد حسین صاحب بٹالوی** نے اپنے رسالہ **"اشاعۃ السنہ"** میں ایک شاندار ریویو تحریر کیا اور اسے اپنے رسالہ میں شائع کیا۔ یاد رہے کہ رسالہ "اشاعۃ السنہ" برصغیر ہند و پاک میں فرقہ اہل حدیث کا سب سے پہلا ترجمان تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے براہین احمدیہ کے چاروں حصوں کی تلخیص مطالب' پولٹیکل نکتہ چینی اور الہامات خصوصاً انگریزی زبان کے الہامات پر اعتراضات کے مدلل جواب نیز حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مضامین پر ریویو کیا جس کے بعض اہم حصے ہدیہ قارئین کئے جارہے ہیں۔

☆ ○ ☆

"اس کتاب کے چار حصہ طبع ہو کر ہماری نظر سے گزرے ہیں ہم قبل اس کے اس پر رائے زنی کریں اس کے اکثر مطالب کی تلخیص مناسب سمجھتے ہیں تاکہ بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اس کتاب کی خوبی خود اسی سے ظاہر ہو اور جو کچھ ہم اس کی نسبت کہیں اس میں کسی کو مبالغہ کا گمان نہ ہو۔

اس کے حصہ اول میں تو صرف سبب تالیف بیان ہوا ہے اور اس کتاب کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار بقلم جلی درج کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی نسبت ہم یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مولف کی کمال ثابت قدمی اور عالی ہمتی پر دلیل ہے اور مخالفین اسلام پر خدائے تعالیٰ کی جانب سے کامل حجت قائم ہوئی ہے اس اشتہار پر بھی کسی نے اس کے

جواب میں قلم نہ اٹھایا تو اس سے کس و ناکس کو اس بات کا یقین حاصل ہونا لازم ہے کہ مخالفین اسلام سے کسی کو اپنے مذہب کی سچائی کا کامل یقین نہیں ہے جو ہے تقلید ہی اعتقاد ہے جس پر ان کے علم و خیال میں ایسے دلائل قائم نہیں ہیں۔ جیسے کہ اسلام کی سچائی پر دلائل قائم ہیں اس صورت میں ان کا اسلام سے انکار انصاف و فتوت کے خلاف ہے۔

تلخیص مطالب حصہ دوم

اس حصہ دوم میں ایک مقدمہ ہے جس میں امور ذیل کا اظہار ہے۔

امر اول مذہب مخالفین اسلام سے تعرض اس کتاب کا اصلی مقصد نہیں ہے اصل مقصد کتاب اثبات حقانیت قرآن و نبوت محمدیہ ہے چونکہ اس مقصد کا اثبات اعتقادات و اعتراضات مذاہب غیر کے ذکر و جواب پر موقوف ہے لہٰذا بحکم ضرورت ان مذاہب سے تعرض ہوا ہے۔

اس **امر اول** کے ذیل میں **چار** حاشیہ بیان ہوئے ہیں۔ حاشیہ **نمبر۱** میں فرقہ آریہ کے غلط عقاید کا بیان ہے۔ حاشیہ **نمبر۲** میں قرآن شریف کا سب کتب الہامی سے افضل اور اکمل ہونا۔ حاشیہ **نمبر۳** میں عقاید خلاف عقل کا سچا نہ ہونا۔ حاشیہ **نمبر۴** میں صرف عقل کا ادراک عقاید حقہ کیلئے کافی نہ ہونا اور مدد الہام کا محتاج ہونا۔

امر دوم اس کتاب کے جواب لکھنے کی اس شرط کا بیان کہ دلائل کتاب کو بتمامہا نقل کر کے اس کا جواب دیں اور برہم سماج اور مدعیان پیروی الہامی کتب کو اس جواب کی طرز کی ہدایت۔

امر سوم جو دلائل اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں وہ قرآن سے ماخوذ ہیں۔ مخالفین بھی جو دلائل پیش کریں اپنی کتاب سے نکالیں۔ اپنی طرف سے نکال کر پیش کریں گے تو وہ دلائل ان کے خیالی نکات بعد الوقوع قرار دئے جاویں گے ان کی کتاب کے مصدق نہ سمجھے جائیں گے۔ اس **امر** کے **ذیل** میں ایک حاشیہ **نمبر۵** مرقوم ہے جس میں اس **امر سوم** کا عقلی ثبوت دیا گیا ہے۔

امر چہارم اس کتاب میں کسی کے اکابر مذہب کی نسبت کوئی لفظ خلاف تہذیب نہیں لکھا گیا۔ مخالفین بھی اس امر کی رعایت کریں۔ پنڈت دیانند پیشوا آریہ کی طرح انبیاء کی جناب میں بے ادبی و گستاخی سے پیش نہ آویں۔ اس کے ضمن میں پنڈت دیانند کی زیادتیوں اور بدگوئیوں کا بیان ہے اور ان کے عقائد باطلہ کی تفصیل۔

اس **امر چہارم** کے ذیل میں **نمبر۶** سے **نمبر۱۰** تک حواشی مرقوم ہیں۔ حاشیہ **نمبر۶** میں عیسائیوں کی زیادتیوں اور بے تہذیبیوں کا ذکر ہے اور حاشیہ **نمبر۷** میں آریہ کی سوء ظنی کا ذکر اور حسن ظن کی ضرورت کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر۸** میں چاروں وید کے بے اعتبار ہونے کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر۹** میں آنحضرت ﷺ کے خاتم الرسل ہونے کا بیان اور اس

اعتراض کا جواب کہ وحی کا فیض بند کیوں ہو گیا اور حاشیہ نمبر ۱۰ میں نزول قرآن کی ضرورت کا ثبوت اور اس میں پادریوں کی شبہات کا جواب۔

اس حصہ کے اخیر میں اس کتاب کے فوائد حسب تفصیل ذیل بیان ہوئے ہیں۔

(۱) یہ کتاب جملہ مہمات دینیہ پر مشتمل ہے۔ (۲) اس میں تین سو دلائل حقانیت اسلام مذکور ہیں۔ (۳) اس میں یہودی عیسائی، مجوسی، آریہ، برہمو، بت پرست، دہریہ، عقلیہ، اباحتی، لامذہب سب کے شبہات کا جواب ہے۔ (۴) اس کتاب میں مخالفین کے اصول مذہب پر عقلی طور پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے۔ (۵) اس کتاب میں اسرار و معارف قرآن شریف بیان کئے گئے ہیں جس کی صورت یہ کتاب بمنزلہ ایک تفسیر کے ہے۔ (۶) اس میں دلائل عقلیہ صحیحہ سے استدلال کیا گیا ہے جس سے ناظرین کی قوت فکریہ کو ترقی متصور ہے۔

تلخیص مطالب حصہ سوم

حصہ سوم میں پہلی فصل کتاب کا آغاز ہے جس میں قرآن شریف کی افضلیت اور حقانیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتوں کا بیان مقصود ہے۔ اس مقصود سے پہلے چند تمہیدات کے ضمن میں چند ایسے مقدمات کا بیان ہے جن کا بیان مولف نے قبل مقصود ضروری سمجھا۔ تمہید اول میں شہادت بیرونی اور اندرونی کی تشریح ہے کہ بیرون سے وہ واقعات خارجی مراد ہیں جن کی نظر سے اس کتاب کا منجاب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اندرون سے اس کتاب کے ذاتی کمالات اور عمدہ تعلیمات۔

تمہید دوم میں بیرونی شہادتوں کے چار ماخذوں کی تشریح ہے۔

(۱) وہ امور خارجی جو محتاج اصلاح تھے (جیسے کفر وغیرہ اعمال بد)

(۲) وہ امور خارجی جو تکمیل کے محتاج تھے۔ (جیسے تعلیمات کتب الہامیہ سابقہ جو زمانہ مابعد کی نسبت ناقص و غیر مکمل نظر آتی تھیں۔ (زمانہ مابعد کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ تعلیمات بھی مکمل تھیں گو زمانہ مابعد میں وہ ناقص معلوم ہونے لگیں یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی تعلیمات کو فی نفسہا ناقص فرض کرنے سے نقصان کا الزام عائد ہوتا ہے......)

(۳) امور قدرتیہ جو بغیر وسیلہ انسانی تدبیروں کے خدا کی طرف سے پیدا ہوئے ہوں۔

(۴) امور غیبیہ جو ایسے شخص سے ظاہر ہوں جس کی طاقت سے ان کا ظاہر ہونا (جیسے کسی ان پڑھ کا اشارات حکمیہ و دقائق فلسفیہ کو بیان کرنا)

تمہید سوم میں اس امر کا بیان ہے کہ جو چیز محض خدا کی قدرت سے...... تدبیر کے ہوئی ہو اس کا بے مثل اور ایجادات مخلوق سے بالاتر ہونا ضروری ہے۔ اس کی تمثیل میں...... کتب الہامی کو پیش کیا ہے اور اچھی تفصیل سے ثابت کر دیا ہے کہ کتاب الہامی کا تمثیل ہونا ضروری ہے اور اس کی بے مثل ہونے سے اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس تفصیل کے ضمن میں مخالفوں کے اعتراضات ذیل کا کافی جواب دیا ہے۔

(۱) بہت سے کلام انسانی ایسے موجود ہیں جن کی مثل آج تک دوسرا کلام نہیں۔ (جیسے گلستان سعدی و تفسیر بے نقط فیضی) پھر کسی کلام کی بیشل ہونے سے اس کا منجانب اللہ ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے۔

(۲) عربی نہ جاننے والوں کو قرآن مجید کا بے مثل ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے۔

اس تمہید (سوم) کی تائید میں حاشیہ نمبر۱۱ مرقوم ہے جو حصہ سوم اور حصہ چہارم کے چار سو سترہ صفحہ میں لکھا گیا ہے اور ہنوز پورا نہیں ہوا۔ اس حاشیہ کے چار اور حاشیہ ہیں جو منجملہ ۴۱۷ صفحہ ۳۴۶ صفحہ میں اس حاشیہ کے شریک ہیں۔

اس حاشیہ اور اس کے حواشی کے سبھی مطالب کی تلخیص کی ہمارے رسالہ میں گنجائش نہیں مگر ہم بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض مطالب کی تلخیص ناظرین کی تشویش کیلئے بقید صفحہ کتاب قلم میں لاتے ہیں۔

تلخیص مطالب حاشیہ نمبر۱۱مندرجہ صفحہ سوم کتاب

صفحہ ۱۴۲ اس شبہ کا جواب کہ حروف اور کلمات مفردہ میں کلام خدا اور کلام بشر میں مشارکت ہے پھر وہ بے مثل کیونکر ہوا۔

صفحہ ۱۴۸ الہامی کتاب کی خاصیت (جو قانون قدرت میں پائی نہیں جاتی) یقین وجود خالق و جزا و سزا۔

صفحہ ۱۴۹ قانون قدرت سے خدا کے موجود ہونے کا ثبوت نہیں ملتا گو اس کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اور جزا و سزا کا بھی اس میں ثبوت پایا نہیں جاتا۔

صفحہ ۱۵۵ الہام کی نسبت برہم سماج کے پہلے اعتراض کا کہ "الہام کی ضرورت نہیں" جواب۔

صفحہ ۱۶۶ ان کے اعتراض دوم کا کہ "الہام کے ضروری ہونے سے اس کا موجود ہونا ثابت نہیں ہوتا"۔

صفحہ ۱۶۷ ان کے اعتراض سوم کا کہ "عقل جس قدر مفید معرفت ہے نجات کیلئے کافی ہے"۔ جواب

صفحہ ۱۶۹ ان کے اعتراض چہارم کا کہ "الہام ضروری اور عقل ناکافی ہے تو ہر ایک بشر کو الہام کیوں نہیں ہوتا"۔ جواب

صفحہ ۱۷۶ عیسائیوں کے اس اعتقاد پر کہ "انبیاء کے لئے تقدس اور عصمت اور محبت الٰہی حاصل نہیں"۔ اعتراض

صفحہ ۱۸۳ برہمو سماج کی اعتراض پنجم کا کہ "مدار نجات قرآن ہے تو یہ تمام معمورات میں شائع کیوں نہیں ہوا۔

صفحہ ۱۸۸ مورد الہام ہونے میں تفاوت مراتب اشخاص کی حکمتوں کا بیان۔

صفحہ ۱۹۱ برہمو سماج کے اعتراض ششم کا کہ "قانون قدرت جو کبھی بند نہیں ہوتا رہنما ہے نہ الہام جس کا دروازہ کبھی کبھی کھلتا ہے"۔ جواب

صفحہ ۱۹۹ ناظرین صرف قانون قدرت کا شرک سے نہ بچنا۔

صفحہ ۲۰۳ ان کے اعتراض ہفتم کا جواب کہ "کسی کتاب کی تمام صداقتیں ختم نہیں ہو سکتیں"

صفحہ ۲۰۸ ان کے اعتراض ہشتم کا جواب کہ "انسان کا خدا سے ہم کلام ہونا بے ادبی ہے"۔

صفحہ ۲۱۰ ان کے اعتراض نہم (جس میں نیچری بھی ان کے شریک ہیں) کا جواب کہ "آسمان سے کلام خدا کا نازل ہونا نا متصور ہے اور الہام ان خیالات سے بڑھ کر نہیں جو عقلمندوں کے دل سے اٹھتے ہیں"۔

اس جواب کے ضمن میں کئی اور مطالب بیان ہوئے ہیں اور کئی اعتراضوں کے جوابات ادا ہوئے ہیں۔

صفحہ ۲۱۱ (۱) صاحب الہام پر امور غیبیہ منکشف ہوتے ہیں۔ (۲) مولف کا دعویٰ کہ جس کو الہام میں شک ہو ہم اس کو مشاہدہ کر دیتے ہیں بشرط صدق۔ صفحہ ۲۱۶ (۳) بجز پے رواں قرآن کسی عیسائی، یہودی، آریہ، برہمو کو یہ الہام نہیں ہوتا۔

صفحہ ۲۱۷ (۴) اس اعتراض کا کہ "بعض امور غیبیہ نجومی رمال مسمریزم بھی بتاتی ہیں" جواب۔ صفحہ ۲۱۸ (۵) قرآن شریف کی چند پیشین گوئیاں متضمن امور غیبیہ۔ صفحہ ۲۱۹ (۶) اس اعتراض کا کہ "انبیاء تکلیف میں کیوں رہتے ہیں۔" جواب۔

صفحہ ۲۶۳ برہمو سماج کے اعتراض دہم کا جواب کہ "اعتقاد و الہام ترقی فکر و عمل سے مانع ہے"۔

تلخیص مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ سوم کتاب

اس حصہ میں حاشیہ نمبر ۱۱ کے دو حاشیہ مندرج ہیں حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱، ۲

صفحہ ۲۱۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ میں مولوی ابو عبداللہ غلام علی قصوری صاحب کے انکار الہام اولیاء اللہ کا جواب۔

صفحہ ۲۲۳ الہام اولیاء کے پانچ صورتوں میں سے پہلی صورت، حالت غنودگی میں بعض کلمات کا نرمی یا سختی سے جاری ہونا۔

صفحہ ۲۳۲ صورت دوم۔ کامل بیہوشی کے بعد افاقہ میں ایک موزوں و لطیف کلام کا جاری ہونا۔

صفحہ ۲۴۴ اس شبہ کا کہ "ایک ادنیٰ امتی اس شرف سے کیونکر مشرف ہو سکتا ہے" جواب

صفحہ ۲۴۷ صورت سوم۔ بلا بیہوشی و غنودگی کوئی کلمہ دل میں آ جاتا۔

صفحہ ۲۴۸　صورت چہارم۔ سچی خوابیں جن میں کوئی غیبی امر خدا کی طرف سے منکشف ہو یا کوئی فرشتہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر کوئی بات بتا دے۔

صفحہ ۲۵۸　صورت پنجم۔ خارج سے کوئی آواز سننا۔

صفحہ ۲۶۴　اس قسم کے الہاموں پر قرآن کی شہادت اور الہامات خضر علیہ السلام کا ذکر۔

صفحہ ۲۶۴　حاشیہ در حاشیہ نمبر۲ میں عیسائیوں کے اس اعتراض کا کہ "قرآن کی کونسی نئی عمدہ تعلیم کی ہے جو انجیل میں نہ تھی"۔ جواب

تلخیص مطالب حصہ چہارم کتاب

صفحہ ۳۰۹　سب بولیوں کا خالق خدا تعالیٰ ہے۔ (صفحہ ۳۰۹)

صفحہ ۳۱۷　اس اعتراض (نمبر۴) کا کہ "بولیوں میں ہمیشہ تصرف و تبدل ہوتی ہیں۔ جواب۔

صفحہ ۳۲۲　اس اعتراض (نمبر۵) کا کہ "کیوں جائز نہیں کہ طبعی طور پر بولیاں ایجاد ہوئی ہوں"۔ جواب

صفحہ ۳۵۹　اس اعتراض (نمبر۶) کا کہ "جنگلیوں کو بذریعہ الہام کسی بولی پر کیوں مطلع نہیں کیا جاتا"۔ جواب

صفحہ ۳۷۳　آریہ کے اس خیال کا ابطال کہ پرمیشر کی بولی صرف سنسکرت ہے باقی بولیاں سب مخلوق کی ایجاد ہیں۔

صفحہ ۳۷۹　اس اعتراض (نمبر۷) کا کہ "خدا تعالیٰ نے ایک بولی پر کیوں اکتفا نہ کیا" جواب

صفحہ ۳۸۱　تمہید چہارم میں یہ بیان ہے کہ قانون قدرت کے عجائبات بھی ایسے ہیں جو بادی النظر سے معلوم نہیں ہو سکتے غور سے دریافت ہوتے ہیں ایسا ہی خدا کا کلام ہو تو کسی اعتراض کا محل نہیں۔

صفحہ ۴۲۴　عام اصول نجات کی آسان اور واضح ہیں۔

صفحہ ۴۲۸　تمہید پنجم میں یہ بیان ہے کہ معجزات معقولی کو معجزات منقولی پر ترجیح ہے۔

صفحہ ۴۳۴　انجیل کے معجزہ منقولی (شفاء بیماراں) پر بحث۔

صفحہ ۴۶۳　تازہ مردہ کہیں نمک میں دبانے سے زندہ ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۴۶۷　تمہید ششم میں یہ بیان ہے کہ ان غیبی خبروں کو جو قدرت الٰہی کی متضمن ہوں ان خبروں پر ترجیح ہے جو صرف اخبار ہوں۔

صفحہ ۴۷۰　تمہید ہفتم میں یہ بیان ہے کہ قرآن کے علوم و معارف ایک اُمّی کی زبان سے ظاہر ہونا عجیب بات ہے۔

صفحہ ۴۷۳　آنحضرت کے اُمّی ہونے کی دلیل۔

صفحہ ۴۸۹　مخالفین کی ان باتوں کا کہ "محمدؐ کو کسی بشر یا جنات نے قرآن سکھایا ہے" جواب۔

صفحہ ۵۴۹　ان آیات سے استدلال کی وجہ۔

صفحہ ۵۵۲　ان مقدمات کا ثبوت جن پر اس استدلال کا مدار ہے۔ خدا تعالیٰ جسمانی اور روحانی حاجتوں کے وقت مدد کرتا ہے۔

صفحہ ۵۵۶　برہم سماج پر اس دلیل سے الزام۔

خلاصہ مطالب بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

صفحہ ۲۷۹　برہم سماج کے اعتراض دہم کا تتمہ جواب۔

صفحہ ۲۸۵　اس اعتراض کے ایک ضمیمہ کا کہ "الہام قید ہے اور ہم آزاد" جواب

صفحہ ۲۸۶　اس اعتراض کے دوسرے ضمیمہ کا کہ "الہام خلاف فطرت ہے" جواب

صفحہ ۳۰۱　عقل بلاء و الہام صدق و وفا کے محافظ نہیں۔

صفحہ ۳۲۰　پنڈت کو رجسٹرڈ خط کے ذریعہ سے الہامات کا مشاہدہ کرا دینے کا وعدہ بشرط اختیار اسلام بعد مشاہدہ۔

صفحہ ۳۴۷　پنڈت کے اس اعتراض کا کہ "رسول کی شناخت کیلئے بجز فطرت کون گواہ ہے پھر وہی فطرت رہنما کیوں نہیں ہو سکتی"۔ جواب۔

صفحہ ۳۴۹　پنڈت کے اس دعوئی کا کہ قرآن سے بہتر تصنیف ہو سکتی ہے" جواب۔

صفحہ ۳۳۱　پھول گلاب کے بے مثل خواص کا بیان۔

صفحہ ۳۳۳　سورۃ فاتحہ کے بے مثل خواص۔

صفحہ ۳۳۸　سورۃ فاتحہ کے خاصہ حصول صفائی دل۔

صفحہ ۳۴۷　سورۃ فاتحہ کے معارف و اسرار۔

صفحہ ۳۶۲　پادری کو بامحاورہ عربی بولنے پر انعام کا وعدہ۔

صفحہ ۳۶۵　دنیا میں بجز اسلام کوئی مذہب نہیں جو خدا کی نسبت اس تنزیہ کا اعتقاد رکھتا ہو۔ جو الحمدللہ سے ثابت ہے۔

صفحہ ۳۶۵　ہندوؤں اور آریہ کا اعتقاد ربوبیت میں شرک۔

صفحہ ۳۶۷　عیسائیوں کا عقیدہ شرکیہ

صفحہ ۳۷۱　بدھ کا عقیدہ شرکیہ اور عیسائیوں کا اس سے بڑھ کر۔

صفحہ ۳۷۱ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کے معارف۔
صفحہ ۳۸۴ ان اوصاف کی چار صداقتیں' خدا کا رب ہونا' رحمن ہونا' رحیم ہونا' جزا و سزا کا مالک ہونا
صفحہ ۳۸۶ صداقتیں دنیا سے اٹھ چکی تھیں تو قرآن نازل ہوا۔
صفحہ ۳۸۷ یہودیوں میں ان صداقتوں کا پایا نہ جانا۔
صفحہ ۳۸۴ ہندوؤں اور آریہ میں ان کا پایا نہ جانا۔
صفحہ ۳۹۶ برہم سماج میں ان کا پایا نہ جانا۔
صفحہ ۴۳۹ سورۃ فاتحہ کی باقی تین صداقتوں کا بیان اور اقوام غیر کا ان سے محروم ہونا۔
صفحہ ۴۷۳ آریہ وغیرہ کا ان صداقتوں سے بیخبر ہونا۔
صفحہ ۴۷۶ سے ۵۲۳ سورۃ فاتحہ کی اسرار و لطائف خمسہ
صفحہ ۴۹۲ قرآن شریف کے مقاصد عشرہ۔
صفحہ ۵۲۴ سورۃ فاتحہ کے خواص روحانی' از انجملہ اس کے ورد سے مورد الہام ہو جانا۔
صفحہ ۵۳۰ عام لوگوں سے اس کا تجربہ و مشاہدہ کرا دینے کا وعدہ بشرط صدق و اختیار اسلام بعد مشاہدہ۔
صفحہ ۵۴۳ پادریوں کا وعدہ بشرو صدق و ارادت۔
صفحہ ۵۴۹ لوگوں کے اس شبہ کا کہ "یہ لطائف مسلمانوں کے اپنے ایجادات اور ذہنی نکات ہیں" جواب

خلاصہ مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

صفحہ ۲۸۳ قرآن کی دقائق و اسرار جو بیان ہوئی ہیں پہلی کسی کتاب میں پائی نہیں جاتی۔
صفحہ ۲۹۳ نور افشاں کے اس سوال کا کہ "منجی صادق کی علامات و شرائط کیا ہیں" جواب
صفحہ ۳۰۴ نجومیوں اور جوتشیوں کی پیش گوئی کا بے اعتبار ہونا۔
صفحہ ۳۳۰ عیسائیوں سے خطاب اور یہ بحث کہ اناجیل اربعہ سبھی الہامی نہیں۔
صفحہ ۳۳۳ عیسائیوں کی اس دلیل کا کہ "انجیل کی تعلیم حلم اس کے بے مثل ہونے پر دلیل ہے" جواب
صفحہ ۳۳۷ بت پرستوں میں اس سے زیادہ حلم کی تاکید ہے۔
صفحہ ۳۴۵ بحکم فطرت حلم و غضب دونو ضروری ہیں۔
صفحہ ۳۵۶ قرآن کا حکم اس کے مطابق ہے۔

صفحہ ۳۷۳　فیضی کی تفسیر بے نقط کے معارضہ کا جواب۔
صفحہ ۳۸۴　قرآن کا لغو و فضول کلام سے پاک ہونا۔
صفحہ ۳۹۷　آریہ کے دعویٰ فصاحت و الہام وید کا جواب۔
صفحہ ۳۹۹　وید شاعرانہ کلام ہے۔
صفحہ ۴۰۳　وید میں شرکت کی تعلیم ہے۔
صفحہ ۴۰۷　وید کی شرتیاں متضمن تعلیم شرک۔
صفحہ ۴۲۷　اس کے مقابلہ میں قرآن کی تعلیم توحید۔
صفحہ ۴۴۵، ۴۵۱　قرآن کی متابعت کے آثار۔ (۱) کشف حقائق و الہامات۔ (۲) اخلاق فاضلہ۔
صفحہ ۴۵۵　الہام کا تجربہ و مشاہدہ کرا دینے کا وعدہ بشرط صدق و ارادت۔
صفحہ ۴۶۱　مسیح کا کوئی معجزہ نہ دکھانا۔
صفحہ ۵۴۴　ایک شخص منکر الہام اولیاء کے سوالات کا جواب۔
صفحہ ۵۴۵　الہامات اولیاء امت محمدیہ کا ذکر۔
صفحہ ۵۴۹　مولف کے الہامات کا ذکر۔
(اشاعۃ السنہ براہین احمدیہ پر ریویو نمبر۶ جلد۷ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۹)

☆O☆

"اب ہم اس پر اپنی رائے مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہمارے رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنہ براہین احمدیہ پر ریویو نمبر۶ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

☆ O ☆

" افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بجق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے اور برطبق اتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا۔ ان الہامات کو بعض مسلمان امرتسری تو صرف غیر صحیح و غیر ممکن و ناقابل تسلیم بتاتے ہیں اور بعض (لودہانہ والے) ان کو کھلم کھلا کفر قرار دیتے ہیں۔ فریق اول (امرتسری مسلمان) تو اپنے انکار کی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ الہام غیبی (جو ہمرنگ وحی ہے) بجز انبیاء کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور آج تک کسی کو نہیں ہوا اور اگر طبعی خیالات و خطرات مراد ہیں تو ان کو ولی سے کیا خصوصیت ہے یہ خطرات کافر انسان بلکہ حیوان مکھی وغیرہ کو بھی ہوتے ہیں۔

اور فریق دوم (لودہانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مولف نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت ﷺ اور انبیاء سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے۔ ازاں جملہ چند آیات معہ ترجمہ و نشان محل بیان از قرآن و براہین احمدیہ کی جاتی ہیں۔ (حوالہ میں "ب" سے مراد براہین احمدیہ ہے۔ ناقل)

(۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
(آل عمران: ع ۴: براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴، ۲۳۹)

اے رسول تو کہہ دے اگر تمہیں خدا کی محبت ہے تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کرے گا۔

(۲) یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر (المدثر: ع ۱: براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۳)

اے (نبی) کپڑا لپیٹ کر پڑ جانے والے اٹھ لوگوں کو جگا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

(۳) فاصدع بما تومر واعرض عن الجاھلین (الحجر: ع ۶: براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳)

اے نبی پکار کر کہہ جو تجھے حکم ملا ہے اور جاہلوں سے مونہہ پھیر لے۔

(۴) وقالوا لولا نزل ھٰذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم
(زخرف: ع ۲: براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳)

مشرکوں نے کہا کہ یہ قرآن دو بستیوں مکہ اور طائف کے کسی سردار پر کیوں نہ اترا۔

(۵) تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم
(نحل: ع ۸: براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴)

ہمکو اپنی قسم ہے ہم نے تجھے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجا پھر شیطان نے ان کو ان کے بد اعمال اچھے کر دکھائے۔

(۶) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ (حٰم السجدہ:ع۱: براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱)
تو کہدے (اے نبی) میں تمہارے جیسا بشر ہی ہوں پر میری طرف وحی ہوتی ہے۔

(۷) انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر (الفتح:ع۱: براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۵)
ہم نے تم کو (اے نبی) کھلی کھلی فتح دی ہے تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ ہم معاف کریں۔

(۸) انا اعطینا ک الکوثر فصل لربک وانحر (کوثر:ع۱: براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۷)
اے نبی ہم نے تجھے حوض کوثر عطا کیا ہے پس تو خدا کے لئے نماز پڑھ اور قربان کر

(۹) یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمہ (آل عمران: ع۶: براہین احمدیہ ۵۵۶)
اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنیوالا ہوں۔ اور اپنی طرف اٹھانے والا اور تیرے پیروں کو تیرے منکروں سے قیامت تک اونچا رکھنے والا۔

(۱۰) وبالحق انزلناہ وبالحق نزل (بنی اسرائیل:ع۱۱: براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸)
ہم نے قرآنکو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق کے ساتھ اترا ہے۔

(۱۱) یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ (بقرہ:ع۴: براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶)
اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہو۔

اسی قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونیکا مولف کو دعویٰ ہے علاوہ براں بہت سی عربی و انگریزی و فارسی فقرات ایسے اس کتاب میں درج ہیں۔ جن سے مولف کا دعویٰ نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)

انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی (براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۹)
تو ہماری بارگاہ میں صاحب وجاہت ہے۔ ہم نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔

انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلنا وبالحق نزل (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸)
ہم نے اس کو یا اس کے الہامات کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ہم نے ان کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔ اور حق کے ساتھ اتری ہیں۔

ان آیات و فقرات کو دیکھ کر فریق مکفر کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ مولف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیا کے

شان و خطاب میں وارد ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیا سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعویٰ نبوت میں کیا کسر رہی۔

ایک مولوی صاحب (امرتسری) ایک اور مدعی الہام آیات قرآنیہ کے مقابلہ میں اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ مدعی الہام آیات قرآنیہ ان آیات کا مخاطب و مورد اپنے آپ کو ٹھہراتا ہے تو اس سے قرآن کا دعویٰ اعجاز و تحدی (قرآن کے مثل بنانیکا مطالبہ) باطل ہوتا ہے کیونکہ ان آیات کو جو اس شخص کے خطاب میں نازل ہوئی ہیں قرآن تو کہا نہیں جاسکتا۔ اس لئے وہ غیر نبی کے خطاب میں نازل ہوئے ہیں اور قرآن وہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے خطاب میں نازل ہوا ہے اور مع ذالک وہ آیات صورت و الفاظ میں مثل قرآن ہیں تو قرآن کا بے مثل ہونا کہاں باقی رہا اور دعویٰ اعجاز و تحدی کیوں کر نہ ٹوٹا۔" (صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۴)

☆ ○ ☆

"ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات اور بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو۔ **ازاں جملہ** ایک اعتراض یہ کہ بعض الہامات میں لفظی یا معنوی غلطیاں ہیں جیسے ھذی الیک بجذع النخلہ سے جو بصیغہ تانیث ہے مولف مذکر کا خطاب اور یا مریم اسکن انت و زوجک الجنہ میں مریم مونث کا صیغہ مذکر سے خطاب اور مریم کے لئے زوج کا اثبات۔

ازاں جملہ یہ کہ بعض الہامات انگریزی میں ہوئے ہیں اور انگریزی ایسی بری زبان ہے کہ اس کے پڑھنے اور بولنے سے مومن کا ایمان جاتا رہتا ہے اس کو گناہ چمٹ جاتا ہے پھر اس میں الہام خداوندی جو ایمان کا رہنما ہے کیونکر ممکن ہے۔

ازاں جملہ یہ کہ مولف نے اپنے الہامات کے قطعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔..........

یہ اس کتاب پر اس کے مخالفین کی مذہبی نکتہ چینی ہے۔ **بعض** حاسدین کوتاہ اندیش (لودہانہ کے مدعیان اسلام) نے اس نکتہ چینی کے علاوہ اس پر پولٹیکل نکتہ چینی بھی کی ہے اور بوجہ شدت حسد و عناد و بغرض فتنہ و فساد بعض لودہانہ کے عوام میں یہ بات شائع کر دی ہے کہ یہ کتاب گورنمنٹ کی مخالف ہے اور اس کے مولف نے پیشوائی مذہبی کے علاوہ پولٹیکل سرداری کا بھی اس میں دعویٰ کیا ہے اپنے آپ کو مسیح قرار دیا ہے اور اپنے غلبہ اور فتح کی بشارتیں اور اپنے مخالفین کی شکست و ہزیمت کی خبریں اس میں درج کی ہیں۔ اس بہتان و افترا پردازی سے شاید ان کی غرض یہ ہو کہ یہ بہتان عوام میں شہرت پاکر خواص تک پہنچ جائے اور رفتہ رفتہ گورنمنٹ کے گوش گذار ہو جائے اور اس گورنمنٹ کی طرف سے کتاب یا اس کے مولف سے کسی قسم کی مزاحمت ہو۔

ہرچند ہم کو اپنی بیدار مغز عاقبت اندیش گورنمنٹ سے یہ توقع (یا اندیشہ) نہیں کہ وہ ایسی بے بنیاد اور مبنی بر حسد

و عناد باتوں کی طرف توجہ کرے اور کسی مفسد خود غرض کے کہنے سے مولف کتاب سے...... کسی قسم کی مزاحمت کرے و لیکن چونکہ اکثر عوام اور بعض خواص مولف اور اس کے خاندان کے حالات سے واقف نہیں اور اکثر اشخاص اصل کتاب کو دیکھ بھی نہیں سکتے اور اس وجہ سے ان کے خیال پر اس بہتان کا اثر بد (مولف سے سوء ظنی اور کتاب سے وحشت) پیدا ہونا ممکن ہے لہٰذا ان لوگوں کی رفع وحشت اور ان کے خیال کی اصلاح و حفاظت کیلئے اس نکتہ چینی کا ذکر و جواب بھی اس ریویو میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ہماری تحقیق و تجربہ و یقین و مشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں (مذہبی ہیں خواہ پولٹیکل) از سر تا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی پر مبنی ہیں۔ اور بجز دعویٰ الہام جو کچھ مولف کی نسبت کہا گیا ہے محض بے اصل ہے نہ مولف کو نبوت کا دعویٰ ہے نہ حصول خصوصیات و کمالات انبیاء کا ادعا نہ پولٹیکل سرداری کا خیال ہے۔ نہ بجز مذہبی ہدایت و اشاعت بذریعہ قلم و زبان کسی امر کا قصد و مقال اس لئے ہم حسبتہ للہ و نصیحتہ لخلق اللہ اس ریویو میں ان نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہیں اور ان تہمتوں سے کتاب اور مولف کے دامن کو پاک کرتے ہیں اور چونکہ مذہبی نکتہ چینی کا جواب زیادہ بحث طلب ہے اور جواب پولٹیکل نکتہ چینی مختصر لہٰذا ہم اس کے جواب کو مقدم کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

پولٹیکل نکتہ چینی کا جواب

"مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لائق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مولف کے آس پاس بھی نہیں پھٹکا......

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اس کی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمان اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے۔ خیرا خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یاوہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مولف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں۔ گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مولف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائے گا اس کو اس کی دروغ گوئی پر سرزنش کرے گی۔

شاید وہ مفتری حاسد اپنے افترا کی تائید میں اس کتاب کی ان عبارات و بشارات کو جن میں مولف نے اپنی یا اسلام کی فتح اور مخالفین اسلام کی ہزیمت کی خبریں دی ہیں یا اپنی مشابہت مسیح علیہ السلام سے بیان کی ہے عوام میں جن کو وہ بھکانا چاہتی ہے پیش کریں یا کر چکے ہوں۔ لہذا اس مقام میں ان عبارات و بشارات کا حل مطلب، ضروری ہے تاکہ عوام ان عبارات و بشارات کے مطالب سمجھنے میں غلطی نہ کھائیں اور ان مفتریوں کے دھوکہ میں نہ آ جائیں۔ پس واضح ہو کہ وہ عبارات و بشارات جن سے ان مفتریوں کے ہاتھ مارنے کا گمان ہے یہ ہیں۔

(۱) آیت بشارت فتح اسلام جو براہین احمدیہ میں بصفحہ ۵۱۵ منقول ہے اور اس رسالہ میں بصفحہ ۱۷۳ انا فتحنا لک فتحا مبینا

(۲) آیت پیش گوئی ہزیمت مخالفین اسلام جو براہین میں بصفحہ ۴۹۸ موجود ہے

ام یقولون نحن جمع منتصر سیھزم الجمع و یولون الدبر

کہ کیا وہ کہتے ہیں ہم سب بدلہ لینے والے ہیں وہ سب بھگائے جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے۔

(۳) مولف کی یہ کشفی پیش گوئی جو بصفحہ ۵۱۵ براہین احمدیہ منقول ہے کہ اس موقع (الہام آیت الفتح) کے اثناء میں جب کہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا۔ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کے دوسری طرف ایک تصویر دکھائی اور کہا کیا کہتی ہے تمہاری تصویر جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں حجتہ اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکھا تھا۔"

(۴) مولف کی یہ الہامی پیش گوئی بزبان انگریزی بصفحہ ۴۸۴ کتاب براہین احمدیہ گاڈ از کم انگ بائی ہز آرمی۔ ہی از ود یو ٹو کل اینیمی۔

God is coming by his army. He is with you to kill anemy.

یعنی خدا اپنا لشکر لئے آ رہا ہے وہ دشمن کے مارنے کیلئے تیرے ساتھ ہے۔

(۵) آیت خطاب مولف بلفظ یا عیسیٰ جو براہین میں بصفحہ ۵۵۶ اور اس رسالہ میں بصفحہ (۱۷۳) منقول ہو چکی ہے۔

(۶) مولف کی نسبت یہ بشارت بصفحہ ۵۲۱ کتاب کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

اسی قسم کی اور آیات و بشارات بزبان عربی فارسی و انگریزی اس کتاب میں پائے جاتے ہیں اور اسی کے مطابق اس کتاب کے معاونوں اور مولف کے معتقدوں کی کلام میں الفاظ نصرت و فتح مستعمل ہوئے ہیں۔ (دیکھو اشتہار طولانی جماعت

معاونین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جس میں لفظ فتح و نصرت موجود ہیں اور بحق مولف یہ شعر منقول ہے۔

سب مریضوں کے ہے تمہیں پہ نگاہ ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

ولیکن اس کتاب میں ان بشارات و عبارات کے الفاظ کی تشریح و تفسیر ایسی ہو چکی ہے کہ اس میں کسی مفتری کے افترا اور کسی مفسد کے اختراع کی گنجائش نہیں۔ اس میں صاف اور کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فتح اسلام سے ملکی فتح مراد نہیں اور نہ ہزیمت مخالفین اسلام سے ان کا میدان جنگ میں شمشیر و تفنگ سے بھاگ جانا مراد ہے بلکہ فتح اسلام سے اس کا دلائل و بیان و حجت و برہان سے غالب ہونا اور ہزیمت و مغلوبیت مخالفین سے ان کا بحث و دلائل سے عاجز آنا مراد ہے۔

اور مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ مولف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جس کا اہل اسلام اور عیسائیوں (دونو) کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مولف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت اور بعض اوصاف میں مماثل ہے سو یہی نہ ان کے جسمانی اور سیاست ملکی کے اوصاف میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں اور مولف کے کپڑوں سے بادشاہوں کی برکت ڈھونڈنے سے یہ مراد نہیں کہ ان کو ظاہری بادشاہت ہو جائے گی اور دوسرے بادشاہ موجودہ وقت خصوصاً انگریز جن کے ظل حمایت و بادشاہت میں مولف رہتا ہے ان کے زیر حکومت ہو جائیں گے بلکہ اس سے ان کی دینی بادشاہی اور روحانی سرداری اور اخروی پیشوائی مراد ہے اس بشارت کی نظیریں حضرت مسیح کی وہ بشارتیں ہیں جو عیسائیوں کے زعم میں عہد عتیق و جدید میں ان کی بادشاہت و تسلط کی نسبت وارد ہیں۔

مولف نے صریح کہیں نہیں کہا کہ قرآن مجھ پر نازل ہوا ہے اور نہ کہیں صریح پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور نہ یہ صریح کہا ہے کہ جو کمالات انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ مجھ میں پائے جاتے ہیں یہ باتیں فریق دوم کو ان کے کلام سے مفہوم ہوئی ہیں اور بزعم فریق دوم مولف کے دعاوی سے لازم آئی ہیں اور ظاہر ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہیں ہوتا اور نہ مفہوم کلام بمقابلہ منطوق لائق اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ یہ باتیں کتب اسلام میں بطور اصول تسلیم کی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اور امام شعرانی نے یواقیت والجواہر میں فرمایا ہے۔ لازم المذھب لیس بمذھب (حجۃ اللہ البالغہ) قال الکمال والصحیح ان لازم المذھب لیس بمذھب (یواقیت والجواھر) کہ لازم مذہب عین مذہب نہیں ہوتا اور عامہ کتب اصول میں مرقوم ہے کہ مفہوم بمقابلہ منطوق حجت نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۱۷۴ تا ۱۸۸)

........مولف کی صریح کلام میں یہ باتیں کہ "وہ ادنیٰ امتی ہیں اور آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور جو کچھ مولف کو عطا ہوا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی متابعت کا طفیل ہے اور اصل کمالات و برکات آنحضرت میں ہیں' مولف میں

صرف ان کا ظل (سایہ) ہے" پائی جاتی ہیں تو اس منطوق کلام مولف کے مقابلے میں اس مفہوم کلام مولف کا (جو صرف فریق و دوم کے خیال میں آیا ہے) کیا اعتبار ہے۔ اور ان کے قول کا لازم (بزعم فریق دوم) عین ان کا قول و مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟

فریق دوم اور جو ان کا ہم خیال فریق اول سے ہو ہم کو اس بات کا جواب دیں اور ان اصول اہل اسلام کو جو ہمارے جواب کا مدار ہیں غور سے سوچیں۔

اب ہم کو یہ دکھانا باقی رہا کہ مؤلف کی صریح کلام میں وہ باتیں کہاں پائی جاتی ہیں جو ہم نے اس مفہوم کے مخالف سے نقل کرتے ہیں۔ آپ **بصفحہ ۲۴۲** کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبرا میں چند الہامات جن میں آپ کو بشارتیں دی گئی ہیں اور آپ کی بہت تعریف پائی جاتی ہے۔ نقل کر کے فرماتے ہیں۔

"اس جگہ یہ وسوسہ دل میں نہیں لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ امتی (اپنے آپ کو کہتے ہیں) ان رسول مقبول کے اسما یا صفات یا محامد میں شریک ہو سکے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ **حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت** کے کمالات قدسیہ سے **شریک مساوی** نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کے دم مارنے کی جگہ نہیں (ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑھیں) چہ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت کے کمالات سے کچھ نسبت ہو مگر اے طالب حق ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبول ﷺ کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اس طرح اپنے کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ **بعض افراد امت محمدیہ** کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے **آنحضرت** ﷺ کی **متابعت** اختیار کرتے ہیں (یہ الفاظ بھی غور و انصاف ناظرین کے طالب ہیں) اور خاکساری کے آستانے پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں۔ خدا ان کو فانی اور ایک مصفّا شیشے کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول ﷺ کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور **حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں** اسی کے لائق ہوتی ہیں۔ (یہاں بھی نظر انصاف ہو) اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرور کائنات کا اپنے غائیت اتباع کی جہت سے اس **شخص نورانی** کیلئے کہ جو وجود باجود نبوی ہے **مثل ظل** کی ٹھہر جاتا ہے (یہاں بھی غور ہو) اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں اس کے اس ظلم میں بھی

نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کی اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت ہمیں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اس بات کو حالت نقصان نہ خیال کریں کیونکہ آنحضرت ﷺ کے انوار باطنی ان کی امت کے کامل متّبعین کو پہنچ جاتے ہیں اور سمجھنا چاہئے کہ اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہؐ پر ہوتا ہے۔ دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت ﷺ کی بدرجہ غائت کمالیت ظاہر ہوتی ہے۔ (یہ بھی لائق غور ہے) کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ دوسرے اس امت کی کمالیت اور دوسری امتوں پر اس کی فضیلت اس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے (یہ بھی طالب توجہ ناظرین ہے) اور حقیقت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ ترو تازہ ہوتا رہتا ہے۔ صرف یہی بات نہیں ہوتی کہ گزشتہ زمانے پر حوالہ دیا جائے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر ہو جاتے ہیں اور دین اسلام کے مخالفوں پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے اور معاندین اسلام کی ذلت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھل جاتی ہے کیونکہ وہ اسلام میں وہ برکتیں اور وہ نور دیکھتے ہیں جن کی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریوں اور پنڈتوں وغیرہ میں ثابت نہیں کر سکتے فتدبرایھا الصادق فی الطلب ایدک اللہ فی طلبک اس جگہ بعض خاموں کے دلوں میں یہ وہم بھی گزرتا ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت میں کیوں ایک مسلمان کی تعریفیں لکھی ہیں سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفوں سے دو بزرگ فائدے متصور ہیں۔ جن کو حکیم مطلب نے خلق اللہ کی بھلائی کیلئے مدنظر رکھ کر ان تعریفوں کو بیان فرمایا ہے ایک یہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں اور تا عامہ خلائق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی کس قدر شان بزرگ ہے (یہ بھی غور سے ملاحظہ طلب ہے) اور اس آفتاب صداقت کی کیسے اعلیٰ درجے پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سے اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گزشتہ اولیاء اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ یہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی

طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیروں نے مرادیں دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہ کون ہے اور اس کی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں سو یہ دو فائدے بزرگ ہیں جن کی وجہ سے اس مولی کریم نے کہ جو سب عزتوں اور تعریفوں کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندے اور مشت خاک کی تعریفیں کی ورنہ در حقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفیں اور تمام نیکیاں اسی ایک کی طرف راجع ہیں کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے اور جب خداوند تعالیٰ عزاسمہ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندے کی جس کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھ تعریف کرے تو اس بندے پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچھی طرح مشتہر کرے اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہیں گے۔ عوام الناس تو جیسا ان کا مادہ اور ان کی سمجھ ہے ضرور کچھ نہ کچھ بکواس کریں گے کیونکہ بدظنی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ میں کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہ تعریفیں عوام کے حق میں موجب بہبودی ہیں اور گو ابتداء میں عوام الناس کو وہ تعریفیں مکروہ اور کچھ افترا سے معلوم ہوں لیکن انجام کار خدائے تعالیٰ ان پر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اس ضعیف بندے کا حق منجانب ہونا اور **موید من اللہ** ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفیں ایسی شخص کی جو میدان جنگ میں کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہیں اور ایک عجب اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندوں کو اس کی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہیں اور اگر تھوڑے دن بھی اور ملامت کا موجب ٹھہریں تو ان ٹھٹھوں اور ملامتوں کا برداشت کرنا خادم دین کیلئے عین سعادت اور فخر ہے۔ والذین یبلغون رسالات ربھم لا یخافون لومہ لائم اور آپ نے **بصفحہ ۴۹۶** حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ میں الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنہ معہ دو فقرہ ہم معنی اس الہام کے جو صفحہ ۲۶۰ منقول ہونے نقل کر کے اس کے اخیر میں یہ فقرہ الہامی نقل کیا ہے نفخت فیک من لدنی روح الصدق پھر اس کے ترجمہ کے بعد فرمایا ہے۔ اس آیت میں بھی روحانی آدم میں بلاتوسط اسباب ظاہریہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت عطاء کی جاتی ہے (یہ بھی لائق توجہ ناظرین ہے) اور آپ نے **بصفحہ ۴۸۷** حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ میں یہ الہام کہ "میں تجھ سے راضی ہوں اور

تجھے بلند کروں گا" نقل کر کے فرمایا ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات آلہیہ ہیں جو **حضرت خیر الرسل کی متابعت** کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتے ہیں اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت ﷺ ہیں اور دوسرے سب **طفیلی ہیں** اور اس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہریک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات میں کیجائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت ﷺ کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدائے تعالیٰ کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے اور **بصفحہ ۵۲۱** حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ میں یہ الہام کہ "میں نے تجھ کو تیرے وقت کے تمام عالموں پر فضیلت دی ہے" نقل کر کے فرمایا۔ اس جگہ جاننا چاہئے کہ یہ **تفضیل طفیلی** اور جزوی ہے۔ یعنی جو شخص **حضرت خاتم الانبیاء** ﷺ کی کامل طور پر **متابعت** کرتا ہے اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک اس کے تمام ہم عصروں سے برتر و اعلیٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتیں حضرت خاتم الانبیاء کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہیں اور دوسرے تمام لوگ اس کی متابعت اور اس کی محبت کی طفیل سے متابعت و محبت علی قدر مراتب پاتے ہیں۔ **فما اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ و آلہ** اور **بصفحہ ۵۵۷** حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ اس مضمون کے الہامات کہ تو خدا کا دوست ہے خلیل اللہ اسد اللہ ہے محمد پر درود بھیج وغیرہ وغیرہ نقل کر کے فرمایا ہے یعنی اسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے۔

یہ حواشی کتاب میں آپ کا کلام ہے۔ اور **متن کتاب** میں آپ نے ایک خاص تمہید (ہشتم) میں ثابت کیا ہے کہ جو امر خارق عادت اولیاء اللہ سے (جن میں وہ اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتے ہیں) صادر ہوتا ہے وہ اسی نبی متبوع کا معجزہ ہوتا ہے جس کی وہ امت ہیں۔ پھر اس کو تفصیل و دلیل سے ثابت کیا ہے۔

اور اس اشتہار میں جس کی آپ نے بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند و انگلینڈ میں شائع کرنی چاہی ہے آپ نے یہ فرمایا ہے اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ **اول** تین سو مضبوط اور قوی دلائل **عقلیہ** سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہوا ہے۔ اگو کوئی چاہئے تو اپنی تسلی کیلئے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے۔ **دوم** ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل و سچائی ثابت ہونے کیلئے از بس ضروری ہیں۔ **اس امر دوم** میں مولف نے اس غرض سے سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے۔ تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جن کو مولف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کر کے درج کتاب کیا ہے۔ **دوم** وہ نشان

کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں جن کو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک عام و خاص پر کھول دیا ہے۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتی ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ خدا نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہیں کتاب موصوف میں درج کئے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے۔ "یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کیلئے خود منصف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہروقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علی من اتبع الھدیٰ" (نمبر۷ جلد۹ صفحہ ۲۲۹ تا ۲۷۸)

☆ ○ ☆

"ان تصریحات و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہیں ہے جس سے نبوت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو۔ جن لوگوں نے کتاب نہیں دیکھی اور بن دیکھی آپ پر دعویٰ پیغمبری کا بہتان باندھا ہے وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراہین الاحمدیہ علی حقیقتہ کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ" ہی کسی سے سنیں تو ان کو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مولف کا مقصد یہی ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت ﷺ اس کے رسولؐ ہیں جس کے ساتھ دعویٰ نبوت کا امکان نہیں رہتا۔

اس کے سوا مولف کا شبانہ روزی عمل و قول دیکھنا چاہئے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں منہ کس قبلے کی طرف کرتے ہیں حلال حرام وغیرہ احکام ہیں کس کتاب کے پابند ہیں۔ اپنے الہامات و کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ ان سے اپنی نبوت ثابت کرتے ہیں یا آنحضرت ﷺ کی نبوت عام لوگوں کو (جن میں بڑے بڑے پادری، پنڈت، برہمو، آریہ، راجگان و سرداران غیرمذہب داخل ہیں) جو بڑے مبارزانہ و بہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے

ہیں تو کس مذہب کی دعوت کرتے ہیں مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

ان تصریحات و دلائل سے کس و ناکس کو بشرطیکہ اس کا دل تعصب و نفسانیت سے سیاہ نہ ہو گیا ہو یقین ہو گا کہ ان کو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں ان کے ہر ایک دعویٰ و کارروائی کا اصل اصول اثبات محمدیہ ﷺ ہے وبس۔ اس صریح منطوق کے مقابلے میں بعض الہامات و کلمات کے مفہوم کا (اگر وہ ان کلمات کا مفہوم ہے اور اس سے بزعم مخالف دعویٰ نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان الہامات و کلمات کے صحیح معنی بھی (جو جواب اول میں بہ تفصیل بیان ہو چکے ہیں اور ان سے مولف کا دعویٰ نبوت مفہوم نہیں ہوتا و بناء علیہ اس کا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہیں اور فقہا' متکلمین کتب فقہ و کلام میں صاف تصریح کر چکے ہیں کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکیں اس کے تامل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہیں۔ حتی کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام کے اس کے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہیں۔

ونقل صاحب المضمرات عن الذخيره ان فى المسئله اذا كان وجوه يوجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى ان يميل الى الذى يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم (نمبر۹ جلد۶ صفحہ ۲۶۹۔۲۷۹ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

"......مولف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی و علمی زبان عربی اور صرف علمی و استعمالی فارسی انگریزی نہ ان کی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم کی واقفی ہے پھر ان کو انگریزی میں کیوں الہام ہوتے ہیں اور اس کا سرو فائدہ کیا ہے۔ تو یہ سوال لائق خطاب و مستحق جواب ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس زبان میں (جس میں سے مولف کی زبان' کان' دل' خیال کسی کو آشنائی نہ تھی) مولف کو الہام ہونے میں ایک فائدہ و سر تو یہ ہے کہ اس میں سامعین و مخاطبین کو مولف کی طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال و گمان نہ ہو۔ ہندی' فارسی' عربی (جو ان کی مادری و مذہبی و علمی زبانیں ہیں) کے الہامات میں یہ بھی احتمال اور متردین کو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ الہامات مولف نے خود عمداً بنا لئے ہیں یا بلا ارادہ و اختیار انکی حالت خواب میں ان کے دماغ و خیال نے گھڑ لئے ہیں۔ اس گھڑت و بناوٹ کا خیال الہامات انگریزی میں (جس سے صاحب الہام کی زبان' کان' دل و خیال کو کسی قسم کا تعلق نہیں) کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ طبیعت و خیال کو اسی چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اس کو کسی وجہ سے تعلق ہو۔ ہندی نژاد (جو عربی سے محض ناآشنا ہو) کا خیال عربی نہیں بنا سکتا جیسے مچھلی اڑ نہیں سکتی۔ اور چڑیا تیر نہیں سکتی۔

شاید امرتسری معترضین و منکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض کریں کہ

انگریزی زبان کے الہام میں طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہیں تو یہ احتمال تو ہے کہ یہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سب سبھی زبانیں جانتا ہے اور جو اس میں غیب کی باتیں اور پیشین گوئیاں ہیں وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سن لئے ہوں کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے ان حضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اس کا جواب خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اس مقام میں مولف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں۔

وما تنزلت به الشیاطین وما ینبغی لھم وما یستطیعون انھم عن السمع لمعزولون ھل انبکم علی من تنزل الشاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقّون السمع واکثرھم کذّبون۔ (شعراء: ع۹)

الجواب سورۃ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس قرآن کو شیطانوں نے نہیں اتارا اور نہ ان کو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانوں کی خبریں سننے سے آگ کے شعلوں کے ساتھ (اب) روکے جاتے ہیں۔ ہم تمہیں بتا دیں شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگاروں پر اترتے ہیں اور ان کو وہ جو کچھ چوری سے (انگار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہیں پہنچاتے ہیں۔ وہ اکثر باتوں میں جھوٹے نکلتے ہیں۔

اس جواب کا ماحصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے دو وجہ سے القائے شیطانی نہیں ہو سکتا۔ اول یہ کہ جن لوگوں کے پاس شیطان اترتے ہیں وہ اپنے افعال و اعمال میں شیطانوں کے دوست اور بھائی ہوتے ہیں۔ بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے اور یہ باتیں آنحضرت ﷺ میں پائے نہیں جاتیں وہ تو شیطان کے دشمن ہیں اور اس کو لعنت کرنیوالے جھوٹ اور گناہوں سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے۔ دوم وہ باتیں جو شیطان لاتے ہیں اکثر جھوٹی نکلتی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہیں۔

یہی جواب ہم الہامات مولف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنے ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور ان کو (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہنچاتے ہیں جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دوکاندار ہیں اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیز گار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مولف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہی گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیاء ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اس کی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے۔ حاشا وکلا

شاید یہ بیان ہمارے معترض مہربان مولف براہین احمدیہ کے ساتھ ہم کو بھی ملائیں اور ہم پر بھی فتویٰ کفر لگائیں اور فرمائیں کہ اس جواب میں مولف براہین کو آنحضرت ﷺ سے ملایا گیا ہے اور ان کے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن میں ان کے فتویٰ کفر سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں خود ان پر فتویٰ کفر لگا سکتا ہوں۔ جو ان کے پاس آلہ یا سانچایا مشین تکفیر ہے وہ میں بھی کہیں سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہوں۔
(نمبر۹ جلد۷ صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۴)

☆ο☆

.......اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اس جواب کو مولف کی طرف سے پیش کیا ہے۔ اس پر جو چاہو فتویٰ لگاؤ۔ یہاں بھی قلم دوات حاضر ہے کما تدین تدان ہمارے اس بیان کی تائید رسالہ نمبر۷ جلد۷ میں بصفحہ ۲۱۵ وغیرہ بھی ہو چکی ہے۔ اور پوری تائید اس کی جواب اعتراض سوم میں آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسرا فائدہ وسر الہام انگریزی زبان کا یہ ہے کہ اس وقت مولف کے مخاطب اور اسلام کے منکر و مخالف (عیسائی آریہ برہمو وغیرہ) اکثر انگریزی خوان ہیں۔ ان کا افہام یا افحام (ساکت کرنا) جیسا کہ الہامات انگریزی سے ممکن ہے عربی یا فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہیں۔ عربی وغیرہ مشرقی زبانوں کی الہامات کو (وہ ان کے مضامین سے آنکھ بند کر کر) یقیناً مولف کا ایجاد طبع سمجھتے۔ اب (جب کہ وہ انگریزی الہامات پڑھتے اور مولف کا انگریزی زبان سے محض امی و اجنبی ہونا سنتے ہیں) وہ ان الہامات مولف کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور بے اختیار ان کو خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی کا پیمانہ سمجھ رہے تھے) ماننے لگے ہیں۔

ماہ صیام میں جب کہ میں شملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسٹ (جو میرے ہمسایہ تھے) مجھ سے قانون قدرت (جس کو لوگوں نے قانون سمجھ رکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہیں ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر۸ جلد۴ میں مضمون "نیچر") کے تغیر و تبدل میں ہم کلام ہوئے۔ جب میں نے یہ ثابت کر دیا اور ان سے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و واقعات میں (جو ہم دیکھ رہے ہیں) محصور و محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فوق الفوق اور وراء الورا وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ ان اسباب و موجودات سے وہ کام لے جو اس وقت تک ان سے نہیں لئے گئے یا ہم نے نہیں دیکھے۔ تو وہ صاحب بولے کہ یہ امر ممکن تو ہے اور بہ نظر قدرت وسیع اور غیر محدود خداوندی ہم اس امکان کو مانتے ہیں پر ہم اس کی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لیں جب تک اس کا مشاہدہ نہ کر لیں۔ اس پر میں نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور یہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہو کر (جس کو ہم روز مرہ کے مشاہدے و تجربے سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہیں) بلا تعلیم و تعلم اس زبان میں

ایسی باتیں بیان کرنا (جن کا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو) تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہیں تو کیا ہے؟ یہ سن کر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہ فرمایا کہ ایسے شخص کو میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر میں نے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ایک خط بھی متضمن اظہار اشتیاق ملاقات مولف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کریں گے اور مولف کے زادبوم کے ساکنین ہندو مسلمانوں کی متواتر شہادت سے انکا انگریزی زبان سے محض ناواقف ہونا ثابت کریں گے تو وہ اس امر کا خرق عادت اور کرامت ہونا مان لیں گے اور وہ جب الہامات یا مولف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و مشاہدہ کرلیں گے تو قبول و اظہار اسلام سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

ایسا ہی مجھے اور انگریزی خوانان اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر وہ بچشم انصاف انگریزی الہامات مولف کو پڑھیں یا بگوش انصاف سنیں اور ساتھ ہی اس کے ان کو یہ بھی تصدیق ہو کہ مولف انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا تو وہ اس امر کا کرامت ہونا مان لیں۔ یہ لوگ جو اپنے تجویزی قانون کو قانون قدرت خداوندی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کو محال جانتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل ان کو اس قانون کے مخالف کچھ دکھانے والا کوئی نظر نہیں آیا اور پچھلے خوارق انبیاء و اولیاء پر (جو بواسطہ نقل ان کو پہنچے) ان کو راستی کا گمان نہیں ہے اور جو ان میں سے (جیسے حضرات نیچریہ جو مسلمان برہمو یا فلسفی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں) اس نقل کو راست جانتے ہیں وہ اس میں تاویل و تصرف کر کے ان خوارق کو امور عادیہ بنا لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی کوئی ظاہر کرامات دکھانے والا نظر آوے تو امید ہے کہ ان کا انکار بھی مبدل باقبال ہو جائے۔

اسی امید پر ہم مولف براہین احمدیہ کو یہ صلاح دیتے ہیں کہ جیسے آپ نے پادریوں اور برہم سماج و آریہ سماج کے سرگروہ داعیان کے نام خطوط متضمن وعدہ مشاہدہ خوارق تحریر کئے ہیں ویسے ہی سرگروہ فرقہ نیچرہ کے نام بھی ایک خط تحریر فرمائیں۔ اس کے جواب میں اگر وہ یہ کہیں کہ ہم تو اسلام کو قرآن کو مانتے ہیں خدا کو خدا اور رسول ؐ کو رسول ؐ جانتے ہیں ہم کو خوارق و کرامات کی (جن کے مشاہدے سے صرف تصدیق نبوت مقصود ہوتی ہے) کیا ضرورت ہے۔ تو اس کا جواب ان کو یہ دیں کہ آپ لوگ گو ذات یا لفظ خدا کو مانتے ہیں مگر اس کے صفات پر پورا ایمان نہیں رکھتے۔ اس کا قادر مطلق ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ اس کو اس بات پر کہ وہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لے قادر نہیں سمجھتے بلکہ اس امر کو اس کی قدرت میں بٹہ لگانے والا خیال کرتے ہیں (دیکھو تہذیب اخلاق رجب ۱۲۹۶ ہجری) اور خدا کو ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو بھی اس امر کی سخت حاجت ہے کہ کرامات و خوارق کا بہ چشم خود ملاحظہ کریں اور اپنے اس ایمان کو صحیح یا کامل بناویں۔

تیسرا۔ ثمرفائدہ الہامات انگریزی زبان کا یہ ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے پڑھنے بولنے کو کفر سمجھتے ہیں ان کا یہ خیالی کفر ٹوٹے اور ان کو (جب وہ انصاف سے کام لیں) اس مسئلہ شرعیہ کا کہ ”زبانیں سبھی خدا کی تعلیم و الہام سے ہیں اور

کسی زبان کا بولنا پڑھنا منع نہیں ہے اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندو ہو خواہ انگریزی) اس کے مضامین سے نظر اٹھا کر اچھا یا برا نہیں کہا جا سکتا (”جس کا مفصل بیان و ثبوت شرعی اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۵ میں گزرا“) بامشاہدہ الہام سے ثبوت ملے۔

ہر چند قبل تسلیم الہام مولف یہ الہامات انگریزی زبان ان لوگوں پر حجت نہیں ہو سکتے۔ مگر جب وہ انصاف سے کام لیں گے اور اس بات کو کہ مولف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ بی۔ سی (A.B.C.) کی صورت تک نہیں پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کر لیں گے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں) انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف ان کو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دے گا۔ اس وقت ان کو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا بامشاہدہ الہام سے ثبوت ملے گا۔ ان کو انصاف نصیب نہ ہو گا تو یہ فائدہ انہیں لوگوں کو ہو گا جو مولف کو سچا جانتے ہیں اور ان کے الہامات کو مانتے ہیں اور اس سے پہلے وہ انگریزی زبان کو برا سمجھتے تھے اور انگریزی پڑھنے والوں کو سخت حقارت سے دیکھتے تھے اب ان سے امید ہے کہ وہ اس متعصبانہ جاہلانہ خیال کو دماغ سے نکال دیں گے اور دنیاوی اغراض کیلئے جیسے اپنے بچوں کو فارسی ہندی سکھاتے ہیں انگریزی بھی سکھائیں گے اور اسباب ترقی حسن معاشرت سے جس میں اور لوگ بڑھے جاتے ہیں اور یہ باوجود طلب محض جہالت و تعصب سے پس ماندہ ہیں حصہ پائیں گے۔“

”بعض انگریزی خوان ان الہامات انگریزی پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کی انگریزی اعلیٰ درجہ کی فصیح نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت تو قرآن ہی کا معجزہ ہے جو بجز قرآن کسی مسلم الثبوت کتاب آسمانی میں بھی نہیں پایا جاتا پھر ان الہامات میں اعلیٰ درجے کی فصاحت نہ پائی گئی تو کونسا محل اعتراض ہے۔ یہاں صرف غیر زبان میں الہام ہونا ہی (معمولی طور پر کیوں نہ ہو) خرق عادت اور کرامت ہے اور آنحضرت ﷺ کا (جن کی امت میں یہ الہام ہوا) معجزہ

بعض یہ بھی **اعتراض** کرتے ہیں کہ ان الہامات کی انگریزی میں غلطیاں بھی ہیں جیسے اس فقرہ ملہمہ میں جو **بصفحہ ۴۸۰** کتاب موجود ہے) آئی کین ویٹ آئی ول ڈو“ لفظ ویٹ غلط ہے صحیح اس مقام میں لفظ وہٹ چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس غلطی کا الہام سے ہونا متعین و متیقن نہیں جائز ممکن ہے کہ الہام میں لفظ وہٹ ہو مولف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان اور حروف سے محض اجنبی و امی ہے۔ ویٹ پڑھ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہم شکل و مشابہ ہے جیسے لفظ ویٹ جو کتاب میں مکتوب ہے اسی تشابہ کے سبب وہٹ پڑھا جا سکتا ہے چنانچہ ایک لائق انگریزی خوان (سٹیشن ماسٹر بٹالہ) سے اس غلطی کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو اس لفظ کو وہٹ ہی پڑھا تھا۔

بعد تحریر اس جواب کے اسی دن (جس دن یہ جواب لکھا جا چکا تھا) جناب مولف اس شہر بٹالہ میں جہاں میں اب ہوں تشریف لائے اور آپ کی ملاقات کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہیں۔ انگریزی حروف دکھائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات مکتوب دکھائے جاتے ہیں جس سے مجھے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہے تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے وہٹ کو ویٹ پڑھا۔ اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام میں فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات نہیں اور نہ محل تعجب و انکار ہے۔ اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہمین مسلم الالہام سے بھی ہو چکی ہیں اور یہ ان کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجھی گئیں۔" (نمبر ۱۰ جلد ۷ صفحہ ۲۸۵ تا ۲۹۱)

☆ ○ ☆

"ہم اب .... اس ریویو کا تتمہ چند امور اور بیان کرتے ہیں۔

اول جو سب سے اہم اور اقدم ہے یہ ہے کہ جو جو کچھ ہم نے الہامات مولف براہین احمدیہ کی حمایت اور اعتراضات مخالفین سے ان کی برات میں کہا ہے اس کی بناء (چنانچہ ہمارے الفاظ و قیود جابجا مظہر ہیں) صرف دو امر پر ہے اول یہ کہ یہ الہامات اور ان کے تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہیں۔ دوم یہ کہ وہ شرع کی مخالف نہیں اس سے بڑھ کر فعلی (یعنی بالفعل) ثبوت و تحقق اور ان الہامات کے ہم نے شہادت نہیں دی اور نہ خصوصیت کے ساتھ کسی خاص ولی کے الہامات یا حالات کی کوئی شہادت دے سکتا ہے جب تک کہ اس کو ذاتی تجربہ نہ ہو یا وہ خود ملہم ولی نہ ہو اور بحکم ولی را ولی میشناسد اپنے وجدانی شہادت سے اس کے صدق و تحقق کا اس کو یقین نہ ہو ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے اس لئے ہم ان کو سچا جانتے ہیں اور ان کے بیان کو عقل اور شرح کی مخالف نہیں سمجھتے لہٰذا ہم نے بالفعل اس قدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے ان کے الہامات اور برکات کا ہم کو ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہو گا تو آئندہ کے حصول کے ریویو میں فعلی ثبوت کی شہادت و تائید سے بھی دریغ نہ ہو گا۔

اس امکانی رائے سے بھی ہمارا مقصود (چنانچہ ہم پہلے بھی جتا چکے ہیں) مطلق الہام غیر نبی کی تائید ہے۔ جس سے الہام انبیاء کی تائید متصور ہے خاص کر مولف براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہیں ہے اور نہ ہم کو اس وقت تک مولف براہین سے بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت ہے ہم کو ان سے کوئی خصوصیت پیدا ہو گی تو خاص کر انکی تائید اور ہی طرز و کیفیت سے عمل میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) اس کتاب میں جیسے معنوی برکات و عمدہ خصائص ہیں (جو بیان ہو چکے) ایسے ہی اس میں چند نقائص بھی ہیں

جن کا بیان اس نظر سے کہ ہم اس پر ریویو لکھ رہے ہیں ہمارا منصبی فرض ہے۔

ازاں جملہ یہ کہ اس کی عبارت اردو عمدہ نہیں ہے۔ اس کے بعض محاورات فارسی کے تابع ہیں اور اکثر محاورات اردو غیر فصیح ہیں۔ جیسے لفظ "کہ تا" بجائے "تاکہ" اور لفظ "جو" بجائے "کہ" اور لفظ "جو کہ" بجائے "جو" وغیرہ مگر ہم اس نقص میں مولف کو معذور جانتے ہیں اور پنجاب کے اکثر اہل علم جن کو ہندوستان رہنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ اردو تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ازاں جملہ یہ کہ اس میں تطویل بہت ہے ایک مطلب کئی کئی دفعہ (کبھی نثر میں کبھی نظم میں) ادا کیا گیا ہے جس میں کتاب کا حجم و خرچ طبع بڑھ گیا ہے اس میں بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہیں شاید وجدانی ذوق اور ایمانی جوش ان کو اس تکرار پر مجبور کرتا ہے۔

ازاں جملہ یہ کہ اس میں بعض مطالب بر محل وارد کئے گئے ہیں اہم مقاصد جو اس کتاب کے اقصٰی غایات سے ہیں (جیسے اثبات الہام و بے مثلیت قرآن) اس کے مبادی خصوصاً حواشی میں لائے گئے ہیں۔ شاید اس میں بھی جناب مولف معذور ہوں وہ　　ناظرین کے سبب مقاصد کو مبادی میں لے آئے ہوں۔

ازاں جملہ یہ کہ بعض جگہ اس کتاب میں مخالفین کے حق میں سخت کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن (تہذیب) میں عام طبائع کی　　کی موجب ہے اگرچہ مولف اس میں بھی معذور اور حمیت حقانی و جوش ایمانی سے مجبور ہیں۔ مگر اس میں مخاطبین مخالفین اسلام کو اس کتاب کے پرہیز یا اس کا جواب دینے سے ایک عذر و بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔

یہ نقائص صوری ان خصائص و محاسن معنوی کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتے ان کے سامنے بحکم "ان الحسنات یذھبن السیات" یہ ہبا منثورا کا مصداق ہیں..... رہی تو یہ اس شاہد رضا کیلئے ایک زینت اور عمدہ لباس ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم کو امید ہے کہ جناب مولف ہماری اس نکتہ چینی کو (جو سراسر نصیحت پر مبنی ہے) قبول فرمائیں گے اور آئندہ حصوں کو ان نقائص صوری سے بری رکھیں گے۔

(۳)۔ اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی۔ لہٰذا ہم "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کافر اہل اسلام پر (اہلحدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کی مصارف طبع کی اعانت واجب ہے۔ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرے۔ پھر یا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر

باقی صفحہ ۱۲۷ پر

براہین احمدیہ پر اخبار منشور محمدی کا تبصرہ

مولانا مولوی محمد شریف بنگلوری کی دردمندانہ اپیل

براہین احمدیہ کا جواب دینے والے کو مولانا بنگلوری کی طرف سے

ایک ہزار روپیہ مزید انعام دینے کا اعلان

براہین احمدیہ کی اشاعت پر مولانا محمد شریف بنگلوری ایڈیٹر منشور محمدی نے تبصرہ کیا اور ذی استطاعت لوگوں سے کتاب کی اشاعت کیلئے دردمندانہ اپیل کی۔ اس تبصرہ کا ایک حصہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

"......مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے اہل اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو اور جس میں دلائل **عقلیہ** اور براہین **نقلیہ** قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر اور آنحضرت ﷺ کی ثبوت نبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدت سے ہم کو آرزو تھی اس **براہین احمدیہ ملقب به البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ و النبوۃ المحمدیہ** جس میں مصنف زاد قدرہ اللھم متع المسلمین بطول حیاتہ نے تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیت قرآن اور نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ افضل العلما فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی میرزا غلام **احمد** صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ کیا تصنیف منیف ہے کہ جس سے دین حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے۔ ہر ہر لفظ سے حقیت قرآن و نبوت ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفوں کو کیسے آب و تاب سے دلائل قاطعہ سنائے گئے ہیں۔ دعویٰ ہی مدلل براہین ساطعہ ثبوت ہے مثبت بہ دلائل قاطعہ تاب دم زدنی نہیں اقبال کے سوا چارہ نہیں ہاں انصاف شرط ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

ایھا الناظرین یہ وہی کتاب ہے جو فی الحقیقت لاجواب ہے زور دعویٰ تو یہ ہے کہ اس کا جواب ممکن نہیں اگر مخالف بشرائط مندرجہ اشتہار جواب لکھیں تو پھر دس ہزار روپیہ مفت نذر ہے اور حال یہ ہے کہ اگر مخالفوں کو کچھ بھی خدا ترسی ہو تو وہ **بمجرد** مطالعہ اس کتاب کے جواب یہی دینا چاہئے کہ لا الہ الا اللہ حق اور محمد رسول اللہ برحق۔ ہم تو فخریہ یہ کہتے ہیں کہ جواب ممکن نہیں۔ ہاں قیامت تک محال ہے مخالفوں کو ہمارا بھی یہی سوال ہے کہ اگر اپنے مذہبوں کو حق جانتے ہوں

تو آیئے ہمیں گو ہمیں میدان ہے۔ اگر جواب براہ صواب لکھا جاوے تو دس ہزار روپیہ کا انعام ہے وعدہ مصنف لا کلام ہے۔ لیجئے ہم بھی ایک ہزار روپیہ مزید براں کرتے ہیں۔ دیکھیں ہمارے مخالف بھائی اب بھی حمیت کو کام فرماتے ہیں یا اپنے ہی لکیر کو پیٹتے ہیں۔

اب روئے کلام مسلمانوں کے طرف ہے۔ بھائیو کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر الزماں حق ہے دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا انبار ہے خصم کو نہ جائے گریز اور نہ طاقت انکار ہے جو دلیل ہے بین ہے جو برہان ہے روشن ہے۔ آئینہ ایمان ہے لب لباب قرآن ہے ہادی طریق مستقیم مشعل راہ قویم مخزن صداقت معدن ہدایت برق خرمن اعدا عدو سوز ہر دلیل ہے۔ مسلمانوں کیلئے تقویت کتاب الجلیل ہے۔ ام الکتاب کا ثبوت ہے۔ بے دین حیران ہے مبہوت ہے۔ افسوس ہے کہ باوجود یہ خزینہ ہدایت ہے مگر بے اعانتی کی وجہ سے طبع کتاب میں زر کی حاجت ہے چونکہ بڑی کتاب ہے اس لئے نو دس ہزار روپیہ طبع کتاب میں صرف ہوتا ہے۔ خریداروں کی قلت اور قوم کے مالداروں کی کم توجہی سے طبع کتاب میں عجلت نہیں۔ مصنف کو خود صرف کثیر گوارا کرنیکی ہمت نہیں بعض دیندار بزرگوں اور خدا ترسوں کی اعانت خریداری سے تین حصے اس کتاب لاجواب کے طبع ہو چکے۔ ہنوز کئی سو جزچھپنا باقی ہے۔......

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ　　اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
از بس کہ یہ مغفرت کی بتلاتی ہے راہ　　تاریخ بھی یاغفور نکلی واہ واہ

۱۲۹۷ھ

ایسی عمدہ کتاب جس کو مصنف نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کیلئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔ افسوس ہے کہ بوجہ عدم اعانت پوری طبع ہونے سے رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں اگر ایک رئیس چاہے تو خوشنودی خدا و رسول کے لئے نو دس ہزار روپیہ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ یوں تو یہ حضرات دنیا کی ناموری کیلئے ہزار ہا بلکہ لاکھ لاکھ روپیہ تک دے چکے ہیں۔ رہے مالدار مسلمان اگر یہ بھی ذرا دین کا پاس کریں تو دو مہینوں کے عرصہ میں پوری کتاب چھپ جاسکتی ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت کیا کہیں اگر یہ دینی و قومی بھائی فی کس ایک پائی بھی دینا چاہیں تو براہین احمدیہ کے حجم کے کئی سو کتابیں طبع ہو سکتی ہیں۔......" (منشور محمدی جلد ۲۱ نمبر ۲۵۱۲ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ)

رسالہ منشور محمدی نمبر ۱۲ جلد ۱۳ میں لکھا ہے:-

"یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس کو فخر اہل اسلام ہند اسوۃ المحققین قدوۃ المدققین مقبول بارگاہ صمد مولوی مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام فیوضہ نے کمال تحقیق و تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام

پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا ہے ہم نے اس کتاب کے اگلے حصوں پر اخبار منشور محمدی نمبر۲ جلد ۱۲ مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۰۰ میں ریویو لکھا ہے اب جس پر ہم اپنا ریویو لکھتے ہیں وہ اسی کتاب کا چوتھا حصہ ہے جس میں مضامین ذیل مندرج ہیں۔

۱۔ کلام الٰہی کی ضرورت کے ثبوت میں اور اس بات کے اثبات میں کہ حقیقی اور کامل ایمان اور معرفت جس کو اپنی نجات کیلئے اس دنیا میں حاصل کرنا.......... ہے....... ہے اور اس کے ضمن میں بہت سے خیالات برہموں اور فلسفیوں اور نیچریوں کا رد لکھا گیا ہے۔

۲۔ قرآن شریف کی ایک سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ کے بے مثل دقائق و حقائق و خواص کا بیان۔

۳۔ قرآن شریف کی بعض دوسروں آیتوں کا بیان جو توحید الٰہی کے مضمون پر مشتمل ہیں۔

۴۔ وید تعلیم توحید اور فصاحت و بلاغت سے خالی ہے۔

۵۔ وید کے عقائد باطلہ کا ذکر۔

۶۔ پنڈت دیانند پیشوائے آریہ سماج کے لاجواب رہنے کا بیان۔

۷۔ انجیل اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقابلہ۔

۸۔ ان تمام پیشگوئیوں کا ذکر جو بعض آریوں کو بتلائی گئیں۔

۹۔ آئندہ پیشگوئیوں کا بیان۔

۱۰۔ مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں آنا یا ان کا کوئی پیشگوئی بتلانا ثابت نہیں۔

۱۱۔ حقیقی نجات کیا چیز ہے اور کیوں کر مل سکتی ہے۔

اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی ہماری حد امکان سے باہر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی کی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را

مگر اتنا کہنے سے ہم بھی دریغ نہیں کر سکتے کہ بلا شبہ.......... جس زور و شور سے دلائل حقہ بیان کئے گئے ہیں اور مصنف مدظلہ نے اپنے مکشوفات و الہامات کو بھی مخالفین اسلام پر ظاہر کر دیا ہے اس میں اگر کسی کو شک ہو تو مکاشفات الٰہی اور انوار نامتناہی جو عطیہ الٰہی ہیں ان سب کو فیض محبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کرے۔

اثبات اسلام و حقیقت نبوت و قرآن میں یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے۔ ابھی آغاز ہے مگر اس کتاب کے مطالعہ سے انجام کا مزہ ملتا ہے۔ افسوس ہے کہ کتاب تو ثبوت دین الٰہی میں بےنظیر ہے مگر مسلمانوں کی کم توجہی سے مکمل چھپ جانے میں دیر پر دیر ہے۔ بڑی کتاب ہے حجت اسلامی قائم کرنے میں لاجواب ہے۔ پر بے قدری ارباب زمانہ سے اس کا طبع التوا میں پڑ گیا ہے جو امیر ذی مقدور ہیں وہ ہمت کے کچے اور دین کے کاموں میں از بس پسپا ہیں۔ مالدار

باقی صفحہ ۱۰۱ پر

براہین احمدیہ کی طباعت واشاعت

طباعت کے مراحل اور حضرت شیخ نور احمد...... کی خدمات جلیلہ

تحریر:۔ ریاض محمود باجوہ شعبہ تاریخ احمدیت

براہین احمدیہ کی طباعت و اشاعت کے وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بہت سی مشکلات تھیں۔ آپ ایک گمنام بستی میں رہائش پذیر تھے۔ اشاعتی کاموں کا کوئی تجربہ بھی نہ تھا اور ایسی ضخیم کتاب کیلئے بھاری سرمایہ بھی درکار تھا جب کہ آپ ایک درویشانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان ظاہری ناموافق حالات میں آپ نے دعا کی تو آپ کو بتایا گیا کہ "بالفعل نہیں" یعنی مسلمانوں کی طرف سے عدم توجہی رہے گی۔ اس کے بعد آپ پر الہام ہوا "ھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا" یعنی کھجور کا تنا اپنی طرف ہلا کہ تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گرائے گی

اس خدائی بشارت پر آپ نے سمجھ لیا کہ یہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے گویا یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ کتاب کیلئے خدا تعالیٰ سرمایہ جمع کر دے گا۔

سرمایہ کیلئے تحریک اور اعانت کرنے والے احباب :۔

حضرت اقدس نے خدائی منشاء کے مطابق تحریک و تحریص کا حق ادا کر دیا عوام اور امراء دونوں کو اس دینی خدمت سے وابستہ کرنے کی کوئی صورت نظر انداز کرنے کی نہ رہنے دی۔ اشتہارات شائع فرمائے اور خطوط بھی لکھے۔ خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب وزیر ریاست پٹیالہ سے جب رابطہ ہوا تو انہوں نے بلا توقف اڑھائی سو روپیہ بھجوا دیا پھر دوسری دفعہ بھی اڑھائی سو روپیہ دیا۔

جن دیگر بزرگوں نے اس آسمانی دعوت پر لبیک کہا ان میں عہد یدار محمد افضل خاں، نواب اقبال الدولہ صاحب حیدر آباد، ابراہیم علی خاں صاحب، نواب صاحب مالیر کوٹلہ، شیخ محمد بہاؤالدین صاحب، مدار المہام جونا گڑھ، فخر الدولہ نواب مرزا علاؤ الدین خاں صاحب فرمانروا ریاست لوہارو، سردار عطر سنگھ رئیس اعظم لدھیانہ، مولوی چراغ دین خاں صاحب معتمد دار المہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن، محمد علی خاں صاحب چھتاوری شامل تھے۔

آپ نے امراء سے اپیل کی کہ اگر وہ اپنے مطبخ کے ایک ایک دن کا خرچ بھی بطور اعانت پیش کریں تو یہ عظیم الشان کتاب بسہولت شائع ہو جائے گی اور اس طرح نقصان کی تلافی کی صورت بھی نکل آئے گی جس سے ہزار ہا بندگان خدا

فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ کتاب کے اصل معارف پچیس روپے بنتے ہیں اور عام مسلمانوں کو کتاب پہنچانے کیلئے دس روپے برائے نام ہدیہ مقرر ہے۔ اس لئے رؤساء دینی فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اس علمی جہاد میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ حضرت اقدس نے تحریک و تحریص کے باوجود اپنا بھروسہ اور توکل خدا تعالیٰ پر رکھا جیسا کہ سنت مامورین ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

> "رہا یہ فکر کہ اس قدر روپیہ کیونکر میسر آوے گا۔ سو اس سے تو ہمارے دوست ہم کو مت ڈراویں اور یقین کر کے سمجھیں جو ہم کو اپنے خدائے قادر مطلق اور اپنے مولیٰ کریم پر اس سے زیادہ بھروسہ ہے کہ جو ممسک اور خسیس لوگوں کو اپنی دولت کے ان صندوقوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جن کی تالی ہر وقت ان کی جیب میں رہتی ہے۔ سو وہی قادر و توانا اپنے دین اور اپنی واحدانیت اور اپنے بندہ کی حمایت کیلئے آپ مدد کرے گا۔"

(اشتہار مندرجہ کتاب براہین احمدیہ حصہ دوم)

تصنیف کتاب کے مراحل :۔

اگرچہ حضور اپریل ۱۸۷۹ء تک براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے اور مسودات کا حجم دو اڑھائی ہزار صفحہ تک پہنچ گیا تھا۔ آپ نے یہ بھی فیصلہ فرما لیا تھا کہ اشاعت کے مرحلے پر اصل مسودہ میں ایک حصہ بعض تمہیدی امور اور اہم حواشی وغیرہ کا اضافہ کیا جائے گا۔ کتاب کے ابتداء میں انعامی اشتہار کا لگانا بھی شروع سے آپ کے مدنظر تھا۔ چنانچہ موجودہ شائع شدہ براہین احمدیہ کا اشتہار اول، مقدمہ دوم اور حواشی سب دوران زمانہ اشاعت کے ہیں اور اس میں اصل ابتدائی تصنیف کا حصہ چند صفحات سے زیادہ نہیں آ سکا۔ کتاب کی تصنیف میں حضور کا یہ طریق رہا کہ آپ ایک مسودہ تحریر فرماتے اور اس کی کتابت بیضہ کیلئے میاں شمس الدین صاحب آف قادیان کو دے دیتے۔ میاں شمس الدین صاحب مسودہ حضور سے لیکر اسے خوشخط لکھ کر لے آتے پھر یہ صاف شدہ مسودہ منشی امام الدین صاحب کاتب امرتسری کو دے دیا جاتا جو امرتسر سے قادیان آکر حضور کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔ جب کاپیاں کتابت ہو کر تیار ہو جاتی تھیں تو حضور ان پر نظر ثانی فرماتے اور تصحیح وغیرہ کر کے پریس تک پہنچانے کیلئے اکثر خود ہی امرتسر تشریف لے جاتے اور پروف پڑھنے کیلئے حضور کو بعض اوقات امرتسر میں حکیم محمد شریف صاحب کلانوری کے ہاں قیام پذیر ہونا پڑتا۔ اس کام کے دوران لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت بھی سفر میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ بعض اوقات لالہ ملاوامل صاحب کو ہی کاپیاں دے کر بھجوا دیا جاتا۔ حصہ چہارم کے زمانہ میں پروف اور کاپیوں کو گاہے گاہے بذریعہ ڈاک بھی بھجوا دیا جاتا اور اس میں یہ احتیاط کی جاتی کہ کاپیاں رجسٹری کر کے بھجوائی جاتیں اور مہتمم صاحب مطبع کو بھی ہدایت تھی کہ وہ بھی پروف اور کاپیاں رجسٹری بھجوایا کریں۔

براہین احمدیہ کی طباعت کا انتظام :۔

حضرت اقدس کی خواہش تھی کہ یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی

کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہو۔ سوائے پادری رجب علی صاحب کے مطبع کے آپ کسی اور مطبع سے واقف نہ تھے۔ آپ اخبار سفیر ہند اور وکیل ہندوستان منگوایا کرتے تھے ان کو دیکھ کر آپ نے یہ انتظام کیا کہ براہین احمدیہ پادری رجب علی صاحب کے مطبع سفیر ہند امرتسر سے چھپوائی جائے کیونکہ وہ بہترین چھپائی اور کتابت کا دلدادہ ہیں۔ پادری صاحب نے بہت زیادہ اجرت وصول کی اور وہ عموماً پیشگی رقم وصول کر لیتے۔ کتاب کی طباعت نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوئی البتہ غیر معمولی تاخیر ہوتی رہی اور لوگ اس پر اعتراض بھی کرتے تھے۔ حضور پادری صاحب کی دقتوں کا لوگوں کے سامنے خود عذر کرتے رہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

> "شاید ہم بعض دوستوں کی نظر میں اس وجہ سے قابل اعتراض ٹھہریں کہ ایسے مطبع میں جس میں ہر دفعہ لمبی لمبی توقف پڑتی ہے کتاب کا چھپوانا تجویز کیا گیا۔ سو اس اعتراض کا جواب ابھی عرض کیا گیا ہے کہ یہ مہتمم مطبع کی طرف سے لاچاری توقف ہے نہ اختیاری اور وہ ہمارے نزدیک ان کی مجبوریوں کی حالت میں قابل رحم ہیں نہ قابل الزام ماسوائے اس کے مطبع سفیر ہند کے مہتمم صاحب میں ایک عمدہ خوبی یہ ہے کہ وہ نہایت صحت اور صفائی اور محنت اور کوشش سے کام کرتے ہیں اور اپنی خدمت کو عرقریزی اور جانفشانی سے انجام دیتے ہیں۔ یہ پادری صاحب ہیں مگر باوجود اختلاف مذاہب کے خدا نے ان کی فطرت میں ڈالا ہوا ہے کہ اپنے منصبی کام میں اخلاص اور دیانت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے۔ ان کو اسی بات کا ایک سودا ہے کہ کام کی عمدگی اور خوبی اور صحت میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ انہی وجوہ کی نظر سے باوجود اس بات کے کہ دوسرے مطبعوں کی نسبت ہم کو اس مطبع میں بہت زیادہ حق الطبع دینا پڑتا ہے۔ تب بھی انہی کا مطبع پسند کیا گیا۔" (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۰۱۔۳۰۲)

حضرت شیخ نور احمد..... مالک مطبع "ریاض ہند" سے رابطہ :۔

کتاب کا حصہ اول پرنٹر شیخ نور احمد صاحب کی نگرانی میں چھپا جو فن طباعت میں بہت ماہر تھے۔ پادری رجب علی صاحب نے شیخ صاحب کو مراد آباد سے خاص طور پر بلا کر ان کے سپرد اپنے مطبع کا انتظام کر رکھا تھا۔ براہین احمدیہ حصہ اول کی اشاعت کے بعد چونکہ شیخ نور احمد صاحب نے مطبع "سفیر ہند" چھوڑ کر مطبع "ریاض ہند" کے نام سے قریب ہی اپنا ذاتی مطبع قائم کر لیا تھا۔ پادری رجب علی صاحب نے کتاب کا اعلیٰ معیار قائم رکھنے کے لئے شیخ نور احمد صاحب ہی کو کچھ اجرت پر اس کتاب کی طباعت کا کام دے دیا۔ اس طرح اگلے دو حصے یعنی حصہ دوم اور حصہ سوم عملاً تو مطبع "ریاض ہند" میں طبع ہوئے مگر ان پر نام مطبع "سفیر ہند" کا درج کیا گیا۔ جب کتاب کا حصہ سوم "ریاض ہند" میں چھپ رہا تھا تو اس دوران پادری رجب علی صاحب نے حضور سے مزید رقم کا بار بار مطالبہ کرنا شروع کر دیا جب کہ اپنی اجرت پہلے ہی پیشگی لے لیتے تھے۔ پادری صاحب کے تنگ کرنے اور لمبے توقف اختیار کرنے کی وجہ سے تنگ آکر حضور کچھ رقم لیکر قادیان سے امرتسر ہال بازار پہنچے۔ جہاں چھاپہ خانہ دریافت

کرنے پر بتانے والوں نے مطبع "ریاض ہند" کے بارے میں پتہ دیا۔ حضور اس مطبع میں داخل ہوئے۔ یہاں براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ چھپ رہا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ شاید یہ رجب علی کا پریس ہے۔ ملازموں سے کہا کہ رجب علی کو بلاؤ۔ شیخ نور احمد صاحب کا گھر نزدیک تھا جب ان کو اطلاع ہوئی تو وہ فوراً آ گئے اور السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا۔ حضور شیخ صاحب سے واقف نہ تھے ان سے پوچھا کہ یہ پریس رجب علی صاحب کا ہے؟ انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ ہی کا ہے۔ پھر فرمایا کہ رجب علی کا پریس کہاں ہے اور یہ ہماری کتاب جو چھپ رہی ہے یہاں کیسے آئی؟ شیخ صاحب نے تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ پادری صاحب نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے۔ روپے پیشگی لے لیتے ہیں مگر کام وقت پر کرتے نہیں۔ اب ہماری خواہش ہے کہ یہ کام آپ کریں۔ جب کتاب مکمل ہو جائے تو ایک ماہ کے بعد بتدریج ہم آپ کو اجرت کی ادائیگی کر دیں گے۔ کیا آپ یہ انتظام کر سکتے ہیں؟ شیخ صاحب نے یہ بات فوراً قبول کر لی کہ مجھے منظور ہے۔ آپ ایک ماہ کے بعد روپیہ بتدریج عنایت فرمانا شروع کر دیں۔ حضور اس بات پر خوش ہوئے اور فرمایا کہ کاغذ بھی اپنے پاس سے لگائیں اور چھپائی اور ترتیب اور کٹائی اور سلائی سب کام تیار کرا کے اور مکمل کر کے ہمیں دیں ہم کام عمدہ چاہتے ہیں۔ اس طرح کتاب کی چھپائی کا کام آئندہ براہ راست مطبع "ریاض ہند" میں منتقل ہو گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حضور نے شیخ نور احمد صاحب کو قادیان بلایا اور ان کو جلد چہارم کا ابتدائی خوشخط لکھا ہوا مسودہ اشاعت کیلئے عنایت فرمایا اور اس طرح براہین احمدیہ حصہ چہارم چھپنا شروع ہو گئی بعد میں حضور نے آہستہ آہستہ دوسرا مضمون بھی دستی یا بذریعہ ڈاک بھجوا دیا۔ حضرت شیخ صاحب نے رجب علی سے نصف خرچ یا اس سے بھی کم پر کتاب چھاپ دی۔

براہین احمدیہ کا ایک جز چھپنا باقی تھا کہ شیخ نور احمد صاحب بخارا کے سفر پر روانہ ہو گئے اور بقیہ حصہ جناب محمد حسین صاحب مراد آبادی کی نگرانی میں چھپا اور سرورق بھی انہوں نے ہی لکھا۔ اس طرح براہین احمدیہ مکمل طور پر تیار ہو کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچ گئی۔

براہین احمدیہ کی طباعت کے مراحل :۔ براہین احمدیہ کے پہلے دو حصے ۱۸۸۰ء میں چھپے۔ جب یہ حصے چھپ کر آئے تو ایک سو پچاس جلد کے قریب بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں اور رئیسوں کو بامید خریداری روانہ کیں اور ہر پیکٹ کے ساتھ ایک رجسٹرڈ خط بھی کتاب کی ضرورت اور اس کی اعانت کی تحریک پر لکھا۔ اس کی تفصیل آپ نے حصہ دوم کے شروع میں "عرض ضروری بحالت مجبوری" لکھ دی ہے۔ براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔

براہین احمدیہ کا التواء :۔ ۱۸۸۴ء میں براہین احمدیہ کا حصہ چہارم چھپا اور اسی حصہ کے آخر میں آپ نے یہ اطلاع شائع کی کہ

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے انّی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً" حضرت رب العالمین ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۷۳)

براہین احمدیہ کے مقاصد کی تکمیل پر مورخ احمدیت لکھتے ہیں:۔

چنانچہ الٰہی منشاء کے ماتحت تیئیس سال تک براہین احمدیہ معرض التواء میں رہی اور آخر ۱۹۰۵ء میں اس کا پانچواں اور آخری حصہ تصنیف ہو کر اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ یہ حصہ مضمون کے اعتبار سے ابتدائی حصوں کے تسلسل میں نہیں تھا کیونکہ اس تیئیس سالہ دور میں آپ ماموریت کے تاج سے سرفراز ہو کر قرآنی صداقتوں کے لاکھوں نشانوں کا جلوہ گاہ بن گئے تھے اور براہین احمدیہ کے موعودہ...... دلائل کا ایک غیر محدود سمندر اور بحر ناپید اکنار ٹھاٹھیں مارتا سمندر دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے براہین احمدیہ کے حصہ پنجم پر قلم اٹھانے کی تحریک ہوئی تو براہین احمدیہ کے باقی ماندہ مضمون کو جس کے بغیر یہ تصنیف اب تک نامکمل صورت میں پڑی تھی شامل اشاعت کرنے کی چنداں ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ اس کے برعکس اس میں معجزہ کی حقیقت اور اپنے دعاوی کے متعلق دوسرے مباحث بیان کرتے ہوئے فقط ان پیشگوئیوں کا ذکر فرما دیا گیا جو ابتدائی حصوں میں کی گئی تھیں اور پھر برسوں کے بعد ناموافق بلکہ سراسر مخالف حالات میں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس لطیف اور پر حکمت اسلوب و انداز نے اسے پہلی تصنیف سے بھی مربوط کر دیا اور دنیا پر اتمام حجت بھی قائم ہو گئی اور یہی براہین احمدیہ کی تصنیف اور آپ کی آمد کا حقیقی مقصد تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۲۳۵۔۲۳۶)

حضرت شیخ نور احمد طابع براہین احمدیہ :۔

حضرت شیخ نور احمد صاحب حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی رفقاء میں سے تھے۔ براہین احمدیہ ہی وہ تصنیف تھی جو آپ کی ہدایت کا موجب بنی اور آپ نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ آپ تادم آخر نہایت اخلاص سے سلسلہ حقہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی متعدد کتب کی طباعت و اشاعت کا فریضہ آپ نے سرانجام دیا۔ رسالہ "فتح اسلام" "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" کی طباعت آپ ہی کے پریس میں ہوئی۔ جس پر آپ کی بہت مخالفت بھی ہوئی مگر آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔

کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' کی طباعت کے وقت حضرت اقدس کے ارشاد پر آپ اپنا پریس قادیان لے آئے جسے گول کمرہ میں نصب کر دیا گیا۔ آپ کو حضرت اقدس علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بھی شرف حاصل رہا۔ دسمبر ۱۸۹۳ء میں حضرت اقدس علیہ السلام لاہور سے امرتسر تشریف لائے تو حضرت شیخ نور احمد...... کے ہاں فروکش ہوئے۔ حضرت اقدس کے ۳۱۳ رفقاء کی فہرست میں آپ کا نام ۵۹ نمبر پر درج ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۹۰، ۱۹۲، ۲۳۱، ۲۸۳، ۳۱۰، ۴۰۳)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی...... نے ''حیات احمد'' میں لکھا ہے کہ

''شیخ نور احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب و اشتہارات کے علی العموم پرنٹر رہے۔''

(جلد اول صفحہ ۳۸۸)

حضرت شیخ نور احمد صاحب نے ''نور احمد'' کے نام سے اپنا ایک رسالہ بھی جاری فرمایا۔ آپ ۸ جون ۱۹۲۸ء میں ۸۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۱۲۶)

آج براہین احمدیہ کی تصنیف کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ کتاب دین حق کی عظمت و صداقت کا روشن مینار ہے اور سعید فطرت لوگوں کے ایمان اور علم و عرفان کا موجب بنی ہے۔

بقیہ از صفحہ ۹۵

مسلمانوں کو مال کمانے کا ہی دھن ہے محبت خدا اور رسول کا نہ ان کو خیال ہے اور نہ ان کو پروا۔ پس یہ عمدہ کتاب چھپے تو کیونکر چھپے اور کس طرح حجتہ البالغہ الاسلام مخالفوں پر ظاہر ہو۔ الٰہی تیرا ہی فضل چاہئے کہ ہمارے رئیسوں اور مالدار مسلمانوں کا دل اس کی تائید کے طرف آوے آمین۔ مضامین عالیہ مندرجہ کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کیونکر ہو سکے۔ یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل ہیں جن کے جواب کیلئے مخالفین کو دس ہزار روپیہ کی تحریص دلائی گئی ہے اور اشتہار دئے ہوئے عرصہ ہو چکا مگر کسی کو قلم اٹھانے کی اب تک جرات نہ ہوئی۔ ہم بلا تصنع کہتے ہیں کہ ساری جلد چہارم حقائق و معارف اسلام سے بھری ہوئی ہے اور جا بجا دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو شبہ ہو تو ہمارے پاس آوے اور اپنی آنکھوں ہر ایک بات کا مشاہدہ کر لے............''

''........یہ کتاب جس کا ہم ریویو لکھ رہے ہیں ایسی عمدہ اور مکمل کتاب ہے کہ اس کو مطالعہ کر کے ہر ایک دین سے بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ مقابلہ اسلام کر کے حجت اسلامی قائم کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کی تائید سے باز ہیں۔ مالدار مسلمان اگر زکوٰۃ کا مبلغ ہی اس کام کیلئے بخش دیں تو آج تمامی کتب نامطبوعہ چھپ کر مشتہر ہو سکتی ہیں زیادہ افسوس یہ ہے کہ آریہ اور برہمو سماج کے مذاہب باطلہ کی اشاعت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ اس مذہب کے پیرو خرچ کرتے ہیں اور مسلمان جن کو مذہبی طور پر اعانت دین واجب ہے اعانت سے پہلو تہی کر رہے ہیں......''

(نمبر ۷ جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۵ تا ۱۵۱۹۷ جمادی الآخر ۱۳۰۱ھ)

تذکرہ "براہین احمدیہ" کے مالی معاونین کا

تحریر و تحقیق:۔ عاصم جمالی

یہ امر واقعہ ہے کہ "براہین احمدیہ" کی عظمت و شان دائمی ہے اور جب تک دنیا کا قائم ہے براہین احمدیہ کے علوم و معارف کے خزائن بٹتے رہیں گے اور اس کے انوار سے قلوب روشن ہوتے رہیں گے۔ اور یہ بھی واضح امر ہے کہ اس عظیم الشان تصنیف میں معاونت کرنے والوں کے نام بھی زندہ رہیں گے اور وہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں سے حصہ پاتے رہیں گے۔ زیر نظر مضمون میں انہی معاونین کا تذکرہ مقصود ہے۔

براہین احمدیہ کی تصنیف و طباعت کا ابتدائی دور تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تہی دست تھے۔ آپ نے تائید غیبی کیلئے دعا کی آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے اس کتاب کیلئے دعا کی کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تب یہی الہام شدید الکلمات...... ان لفظوں میں ہوا (بالفعل نہیں)..... جب پہلے الہام کے بعد...... ایک عرصہ گزر گیا اور لوگوں کی عدم توجہی سے طرح طرح کی دقتیں پیش آئیں اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن قریب مغرب کے خداوند کریم نے یہ الہام کیا ھزالیک بجزع النخلہ تساقط علیک رطبا جنیا سو میں نے سمجھ لیا کہ یہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اس حصہ کتاب کیلئے سرمایہ جمع ہو گا۔"

آپ نے فرمایا

"...... اس الہام کے بعد میں نے حسب الارشاد حضرت احدیت کسی قدر تحریک کی تو تحریک کرنے کے بعد لاہور پشاور راولپنڈی کوٹلہ مالیر اور چند دوسرے مقامات سے جس قدر اور جہاں سے خدا نے چاہا اس حصہ کیلئے جو چھپنا تھا مدد پہنچ گئی۔" (۱)

ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ حضور نے براہین احمدیہ کے اوائل میں بھی کیا ہے اور تقریب اس سلسلہ میں ناموں کے درج کرنے کی یہ تحریر فرمائی ہے۔

"جب تک صفحہ روزگار میں نقش افادہ اور اضافہ اس کتاب کا باقی رہے ہریک مستفیض کہ جس کا اس کتاب سے وقت خوش ہو مجھ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے"

حضور کے انہی معاونین کا ایک تذکرہ بغرض دعائے خیر ہدیہ قارئین ماہنامہ "انصار اللہ" پیش کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق

جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بالقابہ فرمانروائے بھوپال

نواب جہانگیر محمد خان کی صاحبزادی نواب سکندر بیگم کے بطن سے نواب شاہ جہان بیگم پیدا ہوئیں۔ نواب جہانگیر محمد خان نے ۱۸۴۴ء میں انتقال کیا اور ان کی جگہ نواب شاہ جہان بیگم کے دعاوی کو تسلیم کر لیا گیا۔
۱۸۶۷ء میں نواب شاہ جہاں بیگم کے شوہر نواب امراؤ دولہ بخش باقی محمد خان نے انتقال کیا اور ۱۸۶۸ء میں نواب سکندر بیگم صاحبہ کے انتقال پر نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ باضابطہ طور پر سریر آرائے سلطنت ہوئیں۔ ۱۸۷۱ء میں نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کا عقد ثانی بمنظوری گورنمنٹ مولوی صدیق حسن خان صاحب کے ساتھ عمل میں آیا۔ جن کو بعد میں بطور اعزاز "نواب" کا خطاب دیا گیا اور جو اول تو ایک حد تک انتظام حکومت میں مختار رہے مگر بعد میں گورنمنٹ نے آپ کو کاروبار ریاست میں دخل دہی سے منع فرما دیا۔
نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کا انتقال جون ۱۹۰۱ء میں ہوا۔(۲) نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ صفحہ ۳ پر ایک چوکھٹے میں پہلے نمبر ایک پر درج کیا ہے اور صفحہ نمبر ۶ پر حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"توجہ خاص جناب نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کرون آف انڈیا رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند رئیسہ بھوپال دام اقبالہا کی بھی قابل بے انتہا شکر گزاری ہے کہ جنہوں نے عادات فاضلہ ہمدردی مخلوق اللہ کے تقاضا سے خریداری کتب کا وعدہ فرمایا اور مجھ کو بہت توقع ہے کہ حضرت مفتخر الیہا تائید اس کام بزرگ میں کہ جس میں صداقت اور شان و شوکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہوتی ہے اور دلائل حقیقت اسلام کی مثل روز روشن کے جلوہ گر ہوتی ہیں اور بندگان الٰہی کو غایت درجہ کا فائدہ پہنچایا ہے کامل توجہ فرماویں گی؟"

جناب نواب علاؤ الدین احمد خان بہادر والی لوہارو

نواب صاحب لوہارو کا نام براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۳ پر درج جب کہ موصوف کا نام صفحہ ۱۱ پر حضرت فخر الدولہ نواب مرزا محمد علاؤالدین احمد خان صاحب بہادر فرمان روائے ریاست لوہارو (بابت خریداری کتاب مبلغ چالیس روپیہ جن میں سے بیس روپیہ محض بطور امانت کے لکھا گیا ہے۔
مرزا اسد اللہ خان غالب کے سسرالی رشتہ داروں میں سے سب سے زیادہ پیارے نواب علاؤالدین خان تھے۔ علائی کے والد نواب امین خان کی شادی لکھنؤ کے رسالدار نواب غضنفر الدولہ محمد وزیر بیگ عرف سینڈھو خان کی صاحب زادی سے ہوئی تھی۔ انہی ولی النساء بیگم کے بطن سے ۲۵ اپریل ۱۸۳۳ء کو علائی کی دہلی میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و پرورش میں غالب کا بھی حصہ رہا۔ ماں کے اثر اور غالب کی تربیت سے تشیع کی طرف میلان تھا۔ جیسا کہ غالب کے خطوط سے واضح ہوتا ہے۔ عربی، فارسی، ترکی میں مہارت پیدا کی۔ اردو و فارسی میں خوب شعر کہتے تھے۔ مطالعہ کا شوق تھا۔ لوہارو میں فخر المطابع

اور "امیر الاخبار" نامی اخبار کا سلسلہ بھی قائم کیا تھا۔ نواب امین الدین خان نے عقد ثانی کے بعد کچھ عرصے کے لئے پہلی زوجہ سے تعلقات کم کر دیئے تھے اور علائی اپنی والدہ کے ساتھ دہلی آ گئے تھے لیکن ۳۶ برس کی عمر میں نواب امین الدین خان نے گدی نشین کر دیا تھا۔ آخری عمر میں علائی نے انگریزوں کی خواہش سے ریاست اپنے فرزند امیر الدین خان کے حوالہ کر دی تھی۔ یہاں تک کہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو رحلت کی۔ (تلامذہ غالب صفحہ ۲۳۹) غالب نے ان کو اپنا جانشین بھی بنایا تھا۔ (۳)

۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دلی کا سفر کیا اس میں حضرت اماں جان...... حضرت صاحب کے ساتھ تھیں۔ حضرت صاحب نواب لوہارو کی کوٹھی کے اوپر جو مکان تھا اس میں ٹھہرے تھے...... حضرت میر ناصر نواب صاحب کی تبدیلی ان دنوں پٹیالہ ہو گئی تھی۔ (۴)

براہین احمدیہ کے صفحہ ۴ پر حضور نے نواب صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"حضرت فخرالدولہ نواب مرزا محمد علاؤالدین احمد خان بہادر فرمانروا نے ریاست لوہارو نے مبلغ چالیس روپیہ...... کہ جن میں سے بیس روپیہ محض بطور امانت کتاب کے ہیں مرحمت فرمائے اور آئندہ اس بارے میں مدد کرنے کا اور بھی وعدہ فرمایا۔"

جناب مولوی محمد چراغ علی خان صاحب بہادر نائب معتمد مدار المہام حیدر آباد دکن

مولوی چراغ علی صاحب نے　　　محض بطور امانت طبع کتاب رقم بھجوائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام درج بالا الفاظ میں براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۱ پر تحریر فرمایا ہے۔

مولوی صاحب کا نام چراغ علی تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کو مد نظر رکھتے ہوئے چراغ کا لفظ کسی دوسرے کیلئے منسوب ہونا پسند نہ کیا اور مولوی صاحب کے نام کے ساتھ لفظ محمد کا اضافہ کر دیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سراج منیر کہلانے کے مستحق تھے لہذا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں نام کی درستی بھی کر دی۔

مولوی چراغ علی کے والد کا نام مولوی محمد بخش تھا۔ آپ میرٹھ اور سہارنپور میں ملازمت کرتے رہے۔ ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۵ جون ۱۸۹۵ء کو بمقام بمبئی انتقال کیا جہاں وہ علاج کیلئے گئے ہوئے تھے۔

نواب اعظم یار جنگ، مولوی چراغ علی، سرسید کے تمام دوستوں میں سب سے زیادہ ذی علم بزرگ تھے۔ عربی زبان کے عالم اور فارسی کے فاضل تھے۔ انگریزی کی نہایت عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ لاطینی اور یونانی بھی جانتے تھے۔ عبرانی اور کالڈی سے بھی واقف تھے۔ اسلام کی حقانیت، سچائی اور دین حق کے فضائل و محاسن کے متعلق انہوں نے متعدد قابل قدر کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ سرسید کے رسالہ تہذیب الاخلاق میں ان کے عالمانہ اور محققانہ مضامین نہایت قدر اور عزت کی

نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ ریاست حیدر آباد دکن میں معتمد مالیات کے معزز عہدے پر مامور تھے۔ جس کی وجہ سے سرسید کی کالج کے متعلق نہایت زبردست امداد کرتے رہتے تھے۔ "تحقیق الجہاد" اور اعظم الاکلام فی ارتقاء الاسلام" ان کی نہایت مشہور کتابیں ہیں جو انہوں نے انگریزی میں لکھی تھیں۔ پہلی کتاب کا ترجمہ مولوی غلام الحسنین نے اور دوسری کا مولوی عبدالحق نے اردو میں کیا۔ (۵)

مولوی عبدالحق المعروف بابائے اردو نے مولوی چراغ علی کی کتاب اعظم الکلام فی الارتقاء الاسلام کے مقدمہ میں چند ادھورے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو مولوی چراغ علی کے نام تھے درج کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گویا مولوی چراغ علی سے براہین احمدیہ کی تصنیف میں مدد لی تھی۔ (۶)

یہ امر مذکورہ خطوط کی اندرونی شہادتوں اور براہین احمدیہ کے واقعاتی شواہد سے بالبداہت غلط ہے۔ (یہ ایک الگ مضمون ہے جو مولوی عبدالحق کے مقدمہ "اعظم الکلام فی الارتقاء الاسلام میں براہین احمدیہ سے متعلق مندرجات کا تنقیدی جائزہ" ہے۔ جسے ایک الگ کتابی صورت میں شائع کر کے اہل علم حضرات کو بھجوایا جائیگا تاکہ مولوی صاحب کا یہ مغالطہ دور ہو جائے جو اردو ادب کی تاریخ میں جابجا راہ پا گیا ہے۔)

مولوی عبدالحق صاحب نے اپنے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادھورے خطوط درج کرنے کے بعد جو نتائج نکالے ہیں وہ ان الفاظ میں درج کئے جاتے ہیں۔

"ان تحریروں سے ایک بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب مرحوم نے مرزا صاحب مرحوم کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب مرحوم کو حمایت و حفاظت اسلام کا کس قدر خیال تھا۔ یعنی خود تو وہ یہ کام کرتے ہی تھے مگر دوسروں کو بھی اس میں مدد دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب مولوی احمد حسن صاحب امروہی نے اپنی کتاب "تاویل القرآن" شائع کی تو مولوی صاحب مرحوم نے بہ طور امداد کے سو روپے مصنف کی خدمت میں بھیجے اسی طرح جو لوگ حمایت اسلام میں کتابیں شائع کرتے تھے ان کی کسی نہ کسی طرح امداد کرتے تھے اور اکثر متعدد جلدیں ان کی کتابوں کی خرید فرماتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "پیغام محمدی" کئی سو جلدیں خرید کر دکن میں تقسیم کر دیں۔" (۷)

اس اقتباس میں مولوی عبدالحق صاحب نے جن نتائج کا استخراج کیا ہے۔ وہ دو ہیں یعنی براہین احمدیہ کی تصنیف میں مدد اور مالی امداد۔ اول الذکر کی تردید خود خطوط کی اندرونی شہادت سے واضح ہے جب کہ موخر الذکر نتیجہ ان خطوط سے ثابت نہیں ہے۔ مگر مولوی عبدالحق صاحب نے جو مثالیں مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور مولوی محمد علی صاحب کی دی ہیں ان کا ذکر پچھلے مضمون میں نہیں۔ فی الواقعہ مولوی چراغ علی نے براہین احمدیہ کی تصنیف میں مالی معاونت کی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کر دیا ہے مگر مولوی عبدالحق صاحب نے خلاف دیانت ادھورے خطوط درج کر کے اور مال معاونت کے بارے میں خطوط سے حصے نکال کر ایک سرا سر غلط نتیجہ نکالا ہے جو کسی صورت میں بھی مولوی چراغ علی پر پورا

نہیں اتر تا آخر کوئی تو مثال براہین احمدیہ کے مضامین کی مولوی چراغ علی کی تحریروں میں موجود ہونی چاہئے۔ مگر مولوی چراغ علی کا دامن ان مضامین عالیہ سے تہی ہے۔ مثلاً یہ امر براہین احمدیہ کے حواشی کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران طباعت میں بھی اگر کوئی اعتراض کسی اخبار یا رسالہ میں وہ عیسائیوں کا ہو یا آریوں اور برہموؤں کی نظر سے گذرا تو آپ نے اس کے ازالہ کیلئے ایسا علمی حملہ کیا کہ دشمن کا کچھ باقی رہنے نہیں دیا۔ چنانچہ پادری عماد الدین پانی پتی کے اعتراضات (جو اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر کیے تھے) کا جواب دیا۔ یا پادری ٹھاکر داس کی عدم ضرورت قرآن پر آپ نے بحث فرمائی یا پنڈت دیانند اور پنڈت شونرائن اگنی ہوتری کے اعتراضات سامنے آئے تو سب کا قلع قمع کر دیا۔ (۸) یہ اندرونی اور واقعاتی شہادت مولوی عبدالحق کے استدلال و استخراج نتائج کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے اظہر من الشمس ہے جس سے مولوی عبدالحق صاحب نے عمداً اغماض برتا معلوم ہوتا ہے۔

جناب نواب نظیر الدولہ احمد علی خان صاحب بہادر بھوپال

آپ ضلع مظفر نگر کے نسل افغانان "مرزائی خیل" کے ایک معزز خاندان سے تھے۔ ۱۸۷۵ء میں آپ کی شادی نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ بالقابہ کے ساتھ ہوئی۔ جن کو بعد میں نواب نظیر الدولہ' احتشام الملک کا خطاب عطا ہوا۔ نواب صاحب کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ (۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نواب صاحب موصوف کا ذکر فہرست معاونین مذکور براہین احمدیہ حصہ اول میں صفحہ ۱۲ کے ۱۴ نمبر پر دیا ہے اور ان کے نام کے آگے بابت خریداری کتاب صہ کی رقم درج فرمائی ہے۔

جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر لدھیانہ پنجاب

نواب صاحب لدھیانہ میں رہتے تھے اور حضرت صاحب کے ساتھ بہت اخلاص رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ اوائل زمانہ میں ہی فوت ہو گئے۔ ۱۸۸۴ء میں حضور لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اس وقت حضور کی زیارت کیلئے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع تھا جن میں نواب علی محمد صاحب رئیس جھجر بھی تھے۔ نواب صاحب نے میر عباس علی صاحب سے کہا۔ میری کوٹھی قریب ہے اور اس کے گرد باغ بھی ہے۔ بہت لوگ حضرت صاحب کی ملاقات کیلئے آئیں گے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو حضرت صاحب کو یہیں ٹھہرا لیا جاوے۔ میر صاحب نے کہا آج کی رات تو ان مبارک قدموں کو میرے غریب خانہ میں پڑنے دیں۔ کل آپ کو اختیار ہے۔ نواب صاحب نے کہا ہاں بہت اچھا۔ غرض حضرت صاحب کو قاضی خواجہ علی صاحب کی شکرم میں بٹھا کر محلہ صوفیاں میں ڈپٹی امیر علی صاحب کے مکان میں اتارا گیا۔ (۱۰)

آپ کا نام براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۱۱ پر فہرست معاونین میں نمبر ۷ پر ان الفاظ میں درج ہے۔ جناب نواب علی محمد خان

صاحب بہادر رئیس جھجر بشرح صدر)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے تو حضور کی زیارت کیلئے اسٹیشن پر اس قدر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکم پیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس والے بھی عاجز آگئے تھے کہ گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضرت اقدس نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے ملنے والے قیام گاہ پر آ جائیں۔ (۱۱)

آپ جھجر کے رئیس تھے۔ مگر رہائش لدھیانہ میں رکھتے تھے آپ کی ریاست ضبط ہو چکی تھی۔ اس لئے لدھیانہ میں رہائش تھی۔ (۱۲) نواب صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے بڑے معتقد تھے۔ حضرت اقدس نے آپ کا ذکر اس سلسلہ میں بطور نشان کے اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں کیا ہے۔

مرزا سعید الدین احمد خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروز پور

آپ نواب ضیاء الدین احمد خان نیر افشاں مرحوم رئیس لوہارو کے بیٹے فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رستم جنگ رئیس فیروز پور کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۳ میں ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں سر رابرٹ ایجرٹن بہادر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے بطور قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروز پور ضلع پنجاب تعینات کیا۔ والد کی وفات پر گھریلو منافشات کی وجہ سے ملازمت سے استعفیٰ دے کر خانہ نشین ہو گئے۔ کتاب بینی کا شغل رکھتے تھے۔ (۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا ذکر براہین احمدیہ حصہ اول کے صفحہ ۳ پر نمبر شمار ۱۱ پر کیا ہے۔

حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم دستور معظم ریاست پٹیالہ

براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب کا ذکر ہے اور ان کے نام کے آگے از جیب خاص اور از دیگر احباب لکھا ہے۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر ۵ اور ۴ پر آپ نے تحریر فرمایا:۔

اور اسی جگہ بطور تذکرہ خاص کے اس بات کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کار خیر میں آج تک سب سے زیادہ حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم دستور معظم ریاست پٹیالہ سے اعانت ظہور میں آئی۔ یعنی حضرت ممدوح نے اپنی عالی ہمتی اور کمال محبت دینی سے مبلغ دو سو پچیس روپیہ بوجہ خریداری کتابوں کے عطا فرمایا۔ عالی جناب سیدنا وزیر صاحب ممدوح الاوصاف نے اپنے والانامہ میں یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ کہ تا اختتام کتاب فراہمی چندہ اور بہم رسانی خریداروں میں اور بھی سعی فرماتے رہیں گے۔ وزیر اعظم صاحب کی معرفت جن اصحاب کا چندہ بابت خریداری

مبلغ　صہ　ملا ان کے نام براہین احمدیہ کے صفحہ نمبر۱۰-۱۱ پر اس ترتیب سے درج ہیں۔

(الف) مولوی فضل حکیم صاحب۔ (ب) خدا بخش صاحب ماسٹر۔ (ج) سید محمد علی صاحب منصرم تعمیر چھاؤنی۔ (د) مولوی احمد حسن صاحب خلف مولوی علی احمد صاحب۔ (ہ) غلام نبی خان صاحب محرر نظامت کرم گڑھ۔ (و) کالے خان صاحب ناظم کرم گڑھ۔ (ز) شیخ کریم اللہ صاحب ڈاکٹر ناظم حفظان صحت۔ (ح) شیخ فخرالدین صاحب سول جج۔ (ط) سید عنایت علی صاحب جرنیل۔ (ی) بلو خان صاحب جمعدار جیل خانہ۔ (ک) میر صدر الدین صاحب سررشتہ دار نظامت کرم گڑھ۔ (ل) میر ہدایت حسین صاحب ساکن بستی نظامت سرہند۔ (م) سید نیاز علی صاحب ناظم ہڑپہ۔ (ن) سید نثار علی صاحب وکیل کمشنری انبالہ۔

مذکورہ اشخاص میں سے شیخ فخرالدین صاحب سول جج (پٹیالہ) نے براہین احمدیہ سے خود تو کوئی قابل ذکر اثر قبول نہ کیا البتہ آپ نے اسی کتاب کو جناب مسعود احمد خان دہلوی صاحب ابن حضرت محمد حسن آسان دہلوی کے دادا حضرت محمود الحسن خان صاحب کو پڑھنے کیلئے دی۔ آپ اسے چھ ماہ تک پڑھتے رہے اور یہی مطالعہ بعد میں آپ کے قبول احمدیت کا باعث بنا۔ اس امر کا تذکرہ اگلے روز جناب مسعود احمد خان دہلوی صاحب (سابق ایڈیٹر انصار اللہ 'الفضل) نے از راہ ذرہ نوازی ناچیز سے کیا۔

یہاں ایک اور شخص کا ذکر اس تعلق میں بے جا نہ ہوگا۔ اگرچہ اس شخص کا نام حضرت صاحب کی فہرست مالی معاونین مذکورہ براہین احمدیہ میں نہیں۔ مگر حضرت صاحب نے ان کو براہین احمدیہ بھجوائی تھی اور ان کی خط و کتابت حضرت صاحب سے تھی۔ ان کا نام حاجی ولی اللہ تھا۔ آپ کپور تھلہ میں سیشن جج تھے۔ ایک دفعہ جب آپ رخصت پر اپنے وطن سراوہ ضلع میرٹھ گئے تو براہین احمدیہ اس وقت آپ کے ساتھ تھی۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی سے آپ براہین احمدیہ سنا کرتے تھے۔ منشی صاحب کو براہین احمدیہ سنتے وقت حضرت صاحب سے عقیدت ہو گئی اور سامعین کہا کرتے تھے کہ یہ مصنف (حضرت صاحب) بے بدل منش ہیں۔ (۱۴)

بعد میں حاجی صاحب کی ارادت کسی پنہانی معصیت کی وجہ سے شکوک و شبہات میں بدل گئی مگر یہ اثر منشی صاحب پر نہ پڑ سکا بلکہ آپ نے کپور تھلہ میں براہین احمدیہ کا باقاعدہ درس شروع کر دیا جو دنیا بھر میں براہین احمدیہ کا پہلا درس تھا۔ (۱۵)

جناب خلیفہ محمد حسین کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں بھی حضرت مسیح موعود کا تذکرہ ہوتا تھا۔ ان ہی میں سے ایک مولوی عبدالعزیز تھے۔ ان کا ایک دوست بڑا امرو کبیر صاحب جائیداد تھا اور لاکھوں روپے کا مالک تھا۔ مگر اس کے کوئی لڑکا نہیں تھا جو اس کا وارث ہوتا۔ اس نے مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لئے دعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب نے میاں عبداللہ سنوری صاحب کو کرایہ دے کر قادیان بھیجا۔ آپ نے قادیان پہنچ کر سارا ماجرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی۔ جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت

کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کیساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے۔ جو دعا کیلئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لئے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے۔ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کیلئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے پھر ہم اس کیلئے دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے گا۔ میاں عبداللہ صاحب نے یہی جواب واپس آکر دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا اور اس کی جائیداد اس کے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی۔ (۱۶)

۱۸۹۲ء میں خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلاء و فکر اور غم میں مبتلاء تھے کہ ان کی طرف سے موا ر دعا کی درخواست ہوئی۔ اتفاقاً آپ کو ایک دن الہام ہوا۔

”چل رہی ہے نسیم رحمت کی		جو دعا کیجئے قبول ہے آج“

اسی وقت حضرت صاحب نے آپ کے لئے دعا کی اور ان کو بذریعہ خط اطلاع دی۔ تھوڑے عرصہ میں خلیفہ صاحب نے بذریعہ خط حضرت صاحب کو اپنی رہائی سے اطلاع دی۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۲۵)

خلیفہ محمد حسن صاحب خود بھی ایک مصنف تھے۔ انہوں نے ایک کتاب ”اعجاز التنزیل“ لکھی جس پر سرسید نے علی گڑھ گزٹ میں تبصرہ بھی کیا۔ (۱۷)

میاں جان محمد صاحب قادیان

آپ کا نام براہین احمدیہ حصہ اول کے صفحہ نمبر۱۱ پر فہرست معاونین کے نمبر۱۲ پر درج ہے اور اعانت کی رقم بابت بطور اعانت لکھا ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ گئے تھے۔ قادیان کے رہنے والے تھے۔ حضرت صاحب کے ایک مخلص خادم تھے۔ ان کے لڑکے عرف میاں بگا کو اکثر لوگ جانتے ہیں۔ میاں غفارا یکہ بان مولوی جان محمد صاحب کا بھائی تھا۔ (۱۸)

نواب ابراہیم علی خان صاحب مالیر کوٹلہ

نواب ابراہیم علی خان صاحب کا ذکر اگرچہ براہین احمدیہ میں دی گئی فہرست میں شامل نہیں البتہ براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۳۱۹ پر یہ ذکر موجود ہے۔ مصنف ”حیات احمد“ نے ”۱۸۸۳ء کے بعض واقعات کی ڈائری اور نشانات“ کے زیر

عنوان کیا ہے۔ موصوف نے لکھا ہے کہ براہین احمدیہ کی امداد جن رئیسوں نے کی وہ صرف نواب ابراہیم علی خان صاحب مالیر کوٹلہ اور نواب محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری ہیں۔ مدارالمہام صاحب جونا گڑھ بھی ہیں......(۱۹)۔

ایک دفعہ والدہ نواب ابراہیم علی خان صاحب نے اپنے اہل کاروں کو لدھیانہ بھیج کر حضرت صاحب کو بلایا تھا کہ حضور مالیر کوٹلہ تشریف لاکر میرے لڑکے کو دیکھیں اور دعا فرمائیں۔ کیونکہ نواب ابراہیم علی خان صاحب کو عرصہ سے خلل دماغ کا عارضہ ہو گیا تھا۔ حضرت صاحب لدھیانہ سے دن کے دس گیارہ بجے قاضی خواجہ علی کی شکرم میں بیٹھ کر تین بجے کے قریب مالیر کوٹلہ پہنچے اور ریاست کے مہمان ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو بیگم صاحبہ نے اپنے اہل کاروں کو حکم دیا کہ حضرت صاحب کیلئے سواریاں لے کر جائیں تاکہ آپ باغ میں جاکر نواب صاحب کو دیکھیں۔ مگر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں سواری کی ضرورت نہیں ہم پیدل ہی چلیں گے۔ چنانچہ آپ پیدل ہی گئے۔ اس وقت ایک بڑا ہجوم لوگوں کا آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ باغ میں پہنچے تو مع اپنے ساتھیوں کے ٹھہر گئے۔ نواب صاحب کوٹھی سے باہر آئے اور پہلی دفعہ حضرت صاحب کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے لیکن پھر آگے بڑھ کر آئے اور حضرت سے سلام علیکم کیا اور کہا کہ کیا براہین احمدیہ کا چوتھا حصہ چھپ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی تو نہیں چھپا مگر انشاء اللہ عنقریب چھپ جائے گا۔ اس کے بعد نواب صاحب نے کہا آئیے اندر بیٹھیں۔ چنانچہ حضرت صاحب اور نواب صاحب کوٹھی کے اندر چلے گئے اور قریباً آدھ گھنٹہ اندر رہے۔ چونکہ کوئی آدمی ساتھ نہ تھا اس لئے معلوم نہ ہوا کہ اندر کیا باتیں ہوئیں۔ (۲۰) نواب صاحب کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ (۲۱)

حاجی ولی اللہ صاحب کپور تھلہ

حاجی ولی اللہ صاحب کو ابتدا حضرت اقدس سے کچھ اخلاص تھا اور وہ براہین احمدیہ کے خریدار بھی تھے۔ لیکن جب براہین احمدیہ کی چوتھی جلد کی اشاعت کے ساتھ اس کی آئندہ اشاعت ایک غیر معین عرصہ کیلئے معرض التوا میں آئی تو جن لوگوں کو شکوک و شبہات شروع ہوئے ان میں سے ایک حاجی ولی اللہ صاحب بھی تھے وہ ریاست کپور تھلہ میں ایک معزز عہدہ دار تھے اور اپنی حکومت وامارت کا بھی ایک نشہ تھا۔ حضرت کو انہوں نے ایک سخت خط لکھا جس میں براہین احمدیہ کے التوائے اشاعت کی وجہ سے وعدہ شکن وغیرہ کے الزامات لگائے گئے مگر حضرت نے ان کے مکتوب کو تو حوصلہ اور برداشت سے پڑھا لیکن خیانت اور بد دیانتی کا الزام چونکہ اتہام تھا۔ آپ نے اس کا نہایت دندان شکن جواب ایسے رنگ میں دیا جو صرف خدا تعالیٰ کے مامورین و مرسلین کا خاصہ ہے۔ آخر حاجی صاحب براہین کے متعلق اعتراضات کرنے سے تو باز آگئے اور انہوں نے حضرت سے اپنے دعویٰ کے متعلق سوالات کئے لیکن اس کے بعد ان کے تعلقات کم ہوتے گئے اور خدا تعالیٰ نے ان کی جگہ ایک نہایت مضبوط اور مخلصین کی جماعت حضرت کو دے دی اور یہ کپور تھلہ کی جماعت جن میں خود ان کے بعض عزیز اور رشتہ دار بھی تھے۔ (۲۲)

ان میں حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بھی تھے۔

شاہ دین صاحب رئیس لدھیانہ

لوگ عام طور پر خصوصاً امرا براہین کی اشاعت و اعانت کی تحریکوں کا نہایت سرد مہری سے جواب دے رہے تھے اور حضرت نے کبھی اس پر التفات نہ فرمائی۔ لدھیانہ کے ایک رئیس شاہ دین نے کتاب واپس کر دی جو میر عباس علی صاحب کی تحریر پر بھیجی گئی تھی جب حضرت کی طرف سے اس کتاب کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور معلوم ہوا کہ کتاب واپس ہو گئی ہے تو انہوں نے حضرت کو لکھا کہ مجھے واپسی کتاب کی اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ حضرت نے ۲۱ مئی ۱۸۸۳ء کو میر عباس علی کو لکھا۔

آپ کوشش کرنے میں توکل کی رعایت رکھیں اور اپنے حفظ مرتبت کے لحاظ سے کارروائی فرمادیں اور جو شخص اس کام کی قدر نہ سمجھتا ہو یا اہلیت نہ رکھتا ہو اس کو کچھ کہنا مناسب نہیں۔ (۲۳)

نواب اقبال الدولہ اقتدار الملک قیصر ہند سروقار الامراء محمد فضل الدین خان

سکندر آباد بہادر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای

آپ امیر شمس الامراء نواب رشید الدین خان بہادر کے فرزند نواب جاہ بہادر نظام سوم کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۳۱۹ھ۔ نظام دکن افضل الدولہ کی وفات پر نواب محبوب علی خان بہادر کی صغر سنی کے باعث آپ کو گارڈین مقرر کیا گیا۔ براہین احمدیہ کا ذکر ایک ایسی مجلس میں ہوتا تھا جس میں مرزا صادق علی بیگ صاحب، ظہور علی صاحب وکیل اور ایک حکیم شامل ہوتے تھے۔ ان میں سے کسی نے نواب صاحب موصوف کو چندہ کی تحریک کر دی اور انہوں نے ایک سو روپیہ دے دیا۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب مسلسل تیس سال تک بطور محافظ حقوق مقرر رہے۔ (۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نواب اقبال الدولہ کی تین سو روپیہ امداد برائے نسخہ کتاب کا ذکر براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۱۹ پر کیا ہے۔

نواب صاحب موصوف کے بارے میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔

"خواب میں دیکھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روزنامہ مذکورہ بالا میں اس ہندو کے ہاتھ سے لکھائی گئی اور کئی آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد حیدر آباد سے خط آیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ فالحمدللہ

علی ذالک۔ "(۲۴)

عبداللہ خان صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔
"ایک دن صبح کے وقت کچھ تھوڑی غنودگی میں یکدفعہ زبان پر جاری ہوا "عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان" چنانچہ چند ہندو کہ جو اس وقت میرے پاس تھے کہ جو ابھی تک اسی جگہ موجود ہیں۔ ان کو بھی اس سے اطلاع دی گئی اور اسی دن شام کو جو اتفاقاً انہیں ہندوؤں میں سے ایک شخص ڈاک خانہ کی طرف گیا تو وہ ایک صاحب عبداللہ نامی کا ایک خط لایا جس کے ساتھ کسی قدر روپیہ بھی آیا۔" (۲۵)

حاجی ارباب محمد لشکر خان اور ارباب سرور خان

ہوتی مردان سے منشی الٰہی بخش جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت لینے سے قبل تک بڑی عقیدت رکھتے تھے اور ان دنوں مردان میں اکونشٹ تھے۔ منشی صاحب نے حضور کے خط کے جواب میں لکھا کہ ارباب سرور خان، ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے۔ حضور کو ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔ یہ پیشگوئی بھی بدستور معمول اس وقت چند آریوں کو بتلائی گئی اور یہ قرار پایا کہ انہیں میں سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاک خانہ میں جاوے۔ چنانچہ ایک آریہ ملاوامل نامی اسی وقت ڈاک خانہ گیا اور خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہیں اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ یہ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بھیجے ہیں۔ (۲۶)

سردار عطر سنگھ صاحب رئیس اعظم لدھیانہ

ضلع لدھیانہ کے علاقہ بھڈور میں سردار عطر سنگھ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ (۲۷) آپ نے بنارس میں تعلیم پائی اور وہیں علمی ذوق و شوق پیدا ہوا۔ بھڈور میں آپ کی لائبریری میں سنسکرت، گورمکھی اور فارسی کے نادر مخطوطات محفوظ تھے۔ موصوف تعلیم کے فروغ اور عوام الناس کی ذہنی ترقی کے معاملات میں نمایاں کردار ادا کرتے تھے۔ ۱۸۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی کالج کی سینیٹ کے ممبر نامزد کئے گئے۔ تعلیم و تعلّم کی سرپرستی کے اعتراف میں آپ کو ملاذالعلماء والفضلاء کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح علوم شرقیہ کی ترویج کے اعتراف میں آپ کو مہاراجہ پادھیائے کا خطاب بھی دیا گیا۔

سردار صاحب کا انتقال ۱۸۹۶ء میں ہوا۔ (۲۸) سردار صاحب نے براہین احمدیہ کی اعانت کیلئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا تذکرہ براہین احمدیہ جلد چہارم میں ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"سردار صاحب موصوف نے ہندو ہونے کی حالت میں اسلام سے ہمدردی ظاہر کی۔ بخیل اور ممسک مسلمانوں کو جو بڑے بڑے لقبوں اور ناموں سے بلائے جاتے ہیں اور قارون کی طرح بہت سا روپیہ دبائے بیٹھے ہیں۔ اس جگہ اپنی حالت سردار صاحب کے مقابلہ پر دیکھ لینا چاہئے۔ جس حالت میں آریوں میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ جو دوسری قوم کی بھی ہمدردی کرتے ہیں اور مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی کم ہیں کہ جو اپنی ہی قوم سے ہمدردی کر سکیں....... اسلامی امیروں میں ایسے لوگ بہت کم پائے جائیں گے جن کو اپنے سچے اور پاک دین کا ذرہ خیال ہو۔ (۲۹)

چوہدری رستم علی صاحب جالندھر

حضرت چوہدری رستم علی صاحب مدار ضلع جالندھر کے ایک معزز اور شریف خاندان اعوان کے رکن تھے اور بصیغہ ملازمت محکمہ پولیس میں نوکر تھے اور جالندھر میں مقیم تھے۔ آپ تک براہین احمدیہ کا اعلان اور ذکر پہنچا۔ باوجود وہ محکمہ پولیس میں نوکر تھے اور ابھی نوجوان تھے مگر صوم و صلوٰۃ کے پابند اور علماء و فقراء کی طرف ان کو رغبت تھی انہوں نے جب براہین احمدیہ اور حضرت اقدس کا چرچا سنا تو براہین احمدیہ کو خرید کیا اور اسے غور سے کئی بار پڑھا جوں جوں وہ براہین کو پڑھتے حضرت اقدس کے ساتھ ان کا ربطہ اور محبت بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپ نے اپنے اخلاص و وفا میں ان ابتدائی ایام ہی میں ایسی ترقی کی کہ آپ حضرت کے خاص احباب میں سے ہو گئے۔ (۳۰)

نواب صدیق حسن خان بھوپال

نواب صدیق حسن صاحب قنوج کے رہنے والے ایک ذی علم انسان تھے۔ تقدیر انہیں بھوپال لے گئی اور وہاں ان کو ایسے اسباب میسر آگئے کہ وہ مولوی صدیق حسن سے نواب صدیق حسن بن گئے۔ بیگم صاحب بھوپال کے جو والیہ ریاست تھیں۔ اس سے شادی کرلی اور نواب صدیق حسن اس طرح پر سیاہ و سفید کے عملاً مالک ہو گئے۔ مذہباً وہ اہلحدیث تھے اور صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ انہوں نے کتاب کی خریداری کا پہلے وعدہ کیا اور پھر کتاب واپس کر دی۔ حضرت اقدس نے براہین احمدیہ کے لئے مسلمان روساء و امراء کو اعانت کے لئے تحریک کی تھی۔ اس سلسلہ میں بیگم صاحبہ بھوپال اور نواب صدیق حسن صاحب کو بھی لکھا گیا۔ نواب صاحب خود ایک علم دوست اور ذی علم آدمی سمجھے جاتے تھے اور انہوں نے کتب دینی کی اشاعت و تالیف کا کام بھی خوب کیا۔ انہوں نے اس وقت براہین کی اعانت و خریداری کا وعدہ کر لیا مگر جب کتاب شائع ہوئی اور حضرت نے اس کے تینوں حصے بھیج دیئے تو انہوں نے کتاب واپس کر دی کہ اس میں عیسائیوں کی تردید ہے اور گورنمنٹ عیسائی ہے ایسی کتابوں کیلئے مدد کرنا گورنمنٹ کو ناراض کرنا ہے لیکن جواب سیاسی الفاظ میں دیا کہ دینی مباحثات کی

کتابوں کا خریدنا یا ان میں کچھ مدد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی امید نہ رکھیں اور کتابیں جو بھیجی گئی تھیں وہ واپس کر دیں۔ کتابوں کا پیکٹ انہوں نے وصول کر لیا تھا کھول کر دیکھ کر پھر دوبارہ نہایت بری طرح پیکٹ بنا کر بھیج دیا اور وہ پھٹ بھی گئی تھیں۔ حافظ حامد علی صاحب کہتے ہیں کہ جب کتاب واپس آئی تو اس وقت حضرت اقدس اپنے مکان میں چہل قدمی کر رہے تھے اور وہ بھی وہاں موجود تھے۔ کتاب کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ پھٹی ہوئی ہے اور نہایت بری طرح سے اس کو خراب کیا گیا ہے حضرت صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا اور غصہ سے سرخ ہو گیا۔ حامد علی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ساری عمر میں حضرت صاحب کو ایسے غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا۔ آپ کے چہرہ کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے قلب میں ناراضگی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ آپ بدستور ادھر ادھر ٹہلتے تھے اور خاموش تھے کہ یکایک آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔ "اچھا تم اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لو"

چند ماہ بھی نہ گذرے تھے ان پر ریذیڈنٹ کی طرف سے ایک سیاسی مقدمہ قائم ہو گیا اور نوابی خطاب چھین لیا گیا۔ الزامات نہایت خطرناک تھے۔ سر لیپل گریفن جس نے رؤساد پنجاب لکھی ہے وہ ریذیڈنٹ تھا اور نواب صدیق حسن خان کے متعلق اس کی رائے نہایت خطرناک تھی۔ مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ جب کوئی تدبیر کارگر ہوتی نظر نہ آئی تو حافظ محمد یوسف صاحب نے حضرت مرزا صاحب سے دعا کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ مولوی ابو سعید محمد حسین نے بھی سفارش کی کہ نواب صاحب پر آفت آ جانے کی وجہ سے بہت بڑا نقصان ہو گا اور ان کی دینی خدمات کو پیش کیا۔ حضرت اقدس نے اولاً دعا کرنے سے انکار کر دیا اور براہین کا واقعہ بیان کر کے یہ بھی فرمایا کہ وہ خدا کی رضا پر گورنمنٹ کی رضا کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔ اب گورنمنٹ کو راضی کر لیں۔ موحد ہونے کا دعویٰ کر کے ایک زمینی حکومت سے خوف اور وہ بھی دین کے مقابلہ میں جس میں خود اس حکومت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے۔ اس پر بہت دیر تک تقریر کرتے رہے نواب صاحب کی طرف سے معذرت بھی کی آخر حضرت صاحب نے دعا کرنے کا وعدہ فرما لیا۔ فرمایا کہ میں نے دعا کر دی ہے۔ وہ توبہ کریں خدا تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے رحم فرمائے گا حکومت کے اخذ سے بچ جاویں گے۔ اس کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے نواب صاحب کی طرف سے براہین کی خریداری کی درخواست کی آپ نے اسے منظور نہ فرمایا ہر چند عرض کیا گیا آپ راضی نہ ہوئے۔ فرمایا میں نے رحم کر کے ان کے لئے دعا کر دی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اس عذاب سے بچ جائیں گے۔ میرا یہ فعل شفقت کا نتیجہ ہے۔ ایسے شخص کو جس نے اس کتاب کو اس ذلت کے ساتھ واپس کیا میں اب کسی قیمت پر بھی کتاب دینا نہیں چاہتا یہ میری غیرت اور ایمان کے خلاف ہے۔ ان لوگوں کو جو میں نے تحریک کی تھی خدا تعالیٰ کے مخفی اشارہ کے ماتحت اور ان پر رحم کر کے یہ لوگ دین سے غافل ہوتے ہیں۔ براہین کی اشاعت میں اعانت ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاوے اور خدا تعالیٰ انہیں کسی اور نیکی کی توفیق دے۔ ورنہ میں نے ان لوگوں کو کبھی امید گاہ نہیں بنایا۔ ہماری امید گاہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی کافی ہے۔

حضرت اقدس کی دعا قبول ہو گئی اور نواب صاحب حکومت کے اخذ سے بچ گئے اور نوابی کا خطاب بھی بحال ہو گیا مگر

جیسا کہ حضرت اقدس کے الفاظ سے معلوم ہوتا تھا کہ حکومت کے اخذ سے بچ جاویں گے وہ اس مصیبت سے بچائے گئے لیکن موت نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ (۳۱)

حضرت اقدس نے جب نواب صدیق حسن خان بھوپال کے لئے دعا کی تو الہام ہوا تھا "سرکوبی سے ان کی عزت بچائی گئی"

حضرت مسیح موعود نے نواب صدیق حسن خان صاحب کا براہین احمدیہ حصہ چہارم میں صفحہ ۳۲۰ پر آپ کا نام لئے بغیر ذکر بھی کیا ہے۔

نواب محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ذکر میں براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۳۱۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ ایک رئیس نے ضلع بلند شہر سے جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے ایک نسخہ کی قیمت سو روپیہ بھیجا ہے۔ اس امر کی تصدیق کہ یہ مذکور رئیس نواب محمود علی خان ہی تھے مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنۃ اکتوبر ۱۸۸۰ء سے ہوتی ہے جس میں مولوی صاحب نے حضرت کو بعض رؤسا کو لکھنے کی تحریک کی ہے اور ان میں نواب صاحب کا نام بھی شامل ہے اور اسی کی مزید شہادت حضرت مسیح موعود کا خط محررہ ۲۱ جون ۱۸۸۳ء ہے جو آپ نے میر عباس علی لدھیانوی کو لکھا جس میں محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری مدار الہام جوناگڑھ کا ذکر بطور امداد کیا گیا ہے۔ (۳۲)

محمد افضل خان صاحب

موصوف نے ایک سو دس روپیہ ماعہ بھیجا۔ حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۳۱۹ پر آپ کا ذکر کیا ہے۔ محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی تھے۔ آپ ہی کے روپیہ بھیجنے کے بارے میں حضرت کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ "دس دن کے بعد میں اپنی موج دکھاتا ہوں" (تذکرہ صفحہ ۵۵) چنانچہ حضرت کو عین ضرورت کے وقت ملنے والی بشارت کے عین مطابق دس دن کے بعد روپیہ موصول ہو گیا جس کے آریہ بھی گواہ ہیں۔

جناب نواب غلام محبوب سبحانی خان صاحب رئیس اعظم لاہور

آپ ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام نواب امام الدین خان تھا۔ حکومت ہند نے حکومت پنجاب کی سفارش پر ان کے لئے پانچ ہزار چھ سو کی جاگیر دواماً اور دو ہزار آٹھ سو کی جاگیر تاحیات مقرر کی۔

انہوں نے زیادہ تر خاموش زندگی بسر کی۔ فارسی زبان کے شعر کہتے تھے۔ دیوان چھپ چکا ہے۔ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی کے دربار میں دہلی گئے تھے وہیں وفات پائی۔ ایک بیٹی وارث تھی جس کے لئے بارہ سو روپے سالانہ پنشن مقرر ہوئی اور

جاگیر حکومت نے سنبھال لی۔ نواب صاحب کی ذاتی املاک کے وارث چچیرے بھائی شیخ نصیرالدین ہوئے۔(۳۳)

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو جب حضرت اقدس علیہ السلام نے علمی مقابلہ کی دعوت دی تو ان کے گریز پر آپ نے جو مفصل اشتہار ۲۸ اگست ۱۹۹۰ء کو دیا اس کی دوسری شرط میں آپ نے نواب صاحب موصوف کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا۔

"دوسرا امر جو میرے لاہور پہنچنے کیلئے شرط ہے۔ وہ یہ ہے کہ شہر لاہور کے تین رئیس یعنی نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب اور نواب فتح علی شاہ صاحب اور سید برکت علی خان صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ ایک تحریر بالاتفاق شائع کر دیں کہ ہم اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مریدوں اور ہم عقیدوں کی طرف سے گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہیں آئے گی۔" (۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا ذکر براہین احمدیہ جلد اول صفحہ نمبر۳ پر آپ کا نام مذکورۃ الصدر الفاظ میں نمبر۹ پر کیا ہے یہ نام براہین احمدیہ کے ۔۔۔۔ خریداروں کے طور پر ہے۔

ان معاونین کا جن کے نام حضرت اقدس نے بالخصوص براہین احمدیہ میں ذکر کئے ہیں ان میں سے درج ذیل مالی معاونین کے بارے میں ان کے ذاتی حالات تادم تحریر نہیں مل سکے تاہم تلاش جاری ہے انشاء اللہ کسی آئندہ صحبت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔ براہین احمدیہ حصہ اول میں صفحہ نمبر۳ پر مندرجہ معاونین کے نام جن کے بارے میں حالات نہیں مل سکے۔

(۴) جناب غلام قادر خان صاحب وزیر ریاست نالہ گڑھ پنجاب

(۵) جناب نواب مکرم الدولہ بہادر حیدر آباد

(۷) جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال

(۱۰) جناب سردار غلام محمد خان صاحب رئیس واہ

اس طرح صفحہ نمبر۱ تا ۱۲ کے مالی معاونین میں سے ان اشخاص کے حالات بھی نہیں مل سکے۔

(۵) محمد عبداللہ بہاری رئیس کلکتہ

(۹) ملک یار خان صاحب تھانہ دار بٹالہ

(۱۰) عظیم اللہ خان صاحب رسائیدار ترپ پنجم رجمنٹ اول چھاؤنی مومن آباد حیدر آباد

(۱۱) مولوی عبدالحمید صاحب قاضی جلال آباد ضلع فیروز پور

(۱۳) میاں غلام قادر صاحب قادیان

(۱۵) مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیل مظفر گڑھ

(۱۶) میاں کریم بخش صاحب نائب منصرم تحصیل مظفر گڑھ

(۱۷) قاضی محفوظ حسین صاحب منصرم تحصیل مظفر گڑھ

(۱۸) میاں جلال الدین صاحب تاریخ نویس مظفر گڑھ
(۱۹) شیخ عبدالکریم صاحب محرر جوڈیشنل مظفر گڑھ
(۲۰) میاں اکبر ساکن بلہووال ضلع گورداسپور
(مذکورہ بالا ہر دو فہرست کا نمبر شمار حضرت اقدس کا ہی برقرار رکھا گیا ہے)

اس کے علاوہ حضرت اقدس نے بوجوہ چند در چند لوگوں کا صرف عمومی رنگ میں شکریہ ادا کیا ہے اور ان کے ناموں کا اندارج آئندہ کیلئے موخر کیا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"اس جگہ ان تمام صاحبوں کو توجہ اور اعانت کا شکر کرتا ہوں جنہوں نے خالصتاً للہ حصہ سوم کے چھپنے کے لئے مدد دی اور یہ عاجز خاکسار اب کی دفعہ ان عالی ہمت صاحبوں کے اسماء مبارکہ لکھنے سے اور نیز دوسرے خریداروں کے اندراج نام سے بوجہ عدم گنجائش اور بباعث بعض مجبوریوں کے مقصر ہے۔ لیکن بعد اس کے اگر خدا چاہے گا اور نیت درست ہوگی تو کسی آئندہ حصہ میں بہ تفصیل تمام درج کئے جائیں گے۔" (۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی مقبولیت و شہرت کے بارے میں اپنے لیکچر لدھیانہ میں بیان فرمایا ہے۔

"اس کا نسخہ مکہ، مدینہ، بخارا تک پہنچا۔ گورنمنٹ کے پاس اس کی کاپی بھیجی گئی۔ ہندوؤں، مسلمانوں، عیسائیوں، برہمنوں نے اسے پڑھا اور وہ کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ کتاب ہے۔ کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا ہو اس سے بے خبر نہیں۔" (۳۶)

حوالہ جات

(۱) "براہین احمدیہ" حصہ سوم صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۱ (تلخیص مبنی بر الفاظ حضرت مسیح موعود)۔ (۲) "یادگار دربار تاجپوشی حصہ سوم" صفحہ ۶۶۴ تا ۶۶۶ (خلاصہ) مولفہ دین محمد صاحب یادگار پریس لاہور۔ (۳) "اردو معلّٰی" (غالب کے خطوط) صفحہ ۲۷ مرتبہ میر مرتضٰی حسین فاضل حصہ دوم جلد دوم۔ (۴) "سیرت المہدی" حصہ سوئم (ایڈیشن دوم) از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے صفحہ ۲۵۷۔ (۵) "مکتوبات سرسید" جلد اول صفحہ ۱۸۸ مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور۔ (۶) "مقدمات عبدالحق" صفحہ ۶۴۴ تا ۶۴۷ مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی شائع کردہ اردو مرکز لاہور ۱۹۶۴ء۔ (۷) "مقدمات عبدالحق" صفحہ ۶۴۷۔ (۸) "حیات احمد" جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۸۳ مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب۔ (۹) "یادگار دربار تاجپوشی" ۱۹۱۱ء صفحہ ۶۶۶ تا ۶۶۷۔ (۱۰) "سیرت المہدی" حصہ دوم صفحہ ۲۶ تا ۲۷۔ (۱۱) "سیرت المہدی" حصہ سوم صفحہ ۲۷۲۔ (۱۲) روایت میر مسعود احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحاق صاحب صفحہ ۱۸۰ از ظفر اقبال ساہی لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ۔ (۱۳) مقالہ "براہین احمدیہ میں مذکور اشخاص کا مختصر تعارف" صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹ از ظفر اقبال ساہی (متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔

باقی صفحہ ۱۲۷ پر

براہین احمدیہ کی علمی اور روحانی فوقیت کا اعتراف

تحریر:- مرزا خلیل احمد قمر

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی بلند پایہ کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کا پس منظر اور چار اغراض و مقاصد کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اپنی کتاب "سلسلہ احمدیہ" میں لکھتے ہیں۔

"ان ایام میں پنڈت دیانند سرسوتی کی تحریک سے بیدار ہو کر ہندوؤں میں ایک جماعت آریہ سماج کے نام سے قائم ہوئی جس نے نہ صرف ہندوؤں کے لئے ایک نیا مذہبی فلسفہ پیش کیا بلکہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ پر بھی ہندو قوم میں ایک جارحانہ روح پیدا کر دی۔ دوسری طرف ہندوستان کے مسیحی پادریوں نے جو دہلی کے غدر کے بعد سے مسلمانوں کے مذہبی جوش و خروش سے کسی قدر مرعوب ہو کر سہمے ہوئے تھے اب پھر سر اٹھانا شروع کیا اور حکومت کے سایہ میں ایک نہایت پر زور مشنری مہم شروع کر دی اور ویسے بھی اس زمانہ میں صلیبی مذہب ساری دنیا میں ایک طوفان عظیم کی طرح جوش مار رہا تھا۔ تیسری طرف یہ زمانہ ہندوستان کی مشہور مذہبی تحریک برہمو سماج کے زور کا زمانہ تھا جس کا جدید مذہبی فلسفہ امن اور آشتی اور صلح کل پالیسی کے لباس میں مذہب کی عمومی روح کیلئے گویا ایک کاٹنے والی تلوار کا حکم رکھتا تھا۔ اور چوتھی طرف اس زمانہ میں ساری دنیا کا یہ حال ہو رہا تھا کہ مغربی تہذیب و تمدن کی بظاہر خوشگوار ہوائیں جہاں جہاں سے بھی گذرتی تھیں۔ دہریت اور مادیت کا بیج بوتی جاتی تھیں اور یہ زہر بڑی سرعت کے ساتھ ہر قوم و ملت میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ اس چوکور خطرے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیز اور دور بین آنکھ نے دیکھا اور آپ کی اکیلی مگر بہادر روح اس مہیب خطرے کے مقابلہ کیلئے بے قرار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ کی سب سے پہلی تصنیف جو براہین احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور چار جلدوں میں ہے اسی مرکب حملہ کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں خصوصیت سے الہام کی ضرورت اور اس کی حقیقت اسلام کی صداقت اور قرآن کی فضیلت، خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے علم کی وسعت، خدا کی خالقیت اور اس کی مالکیت پر نہایت لطیف اور سیر کن بحثیں ہیں اور ساتھ ہی اپنا ملہم ہونا ظاہر کر کے اپنے بہت سے الہامات درج کئے گئے ہیں جن میں سے بہت سے آئندہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۷-۱۸ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

گویا براہین احمدیہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی جارحانہ یلغار کے جواب میں لکھی گئی تھی جس سے اس زمانہ کے مسلمان تنگ و عاجز آچکے تھے۔ اس کے ساتھ آزاد روی اور مغربی تہذیب و تمدن کے نتیجہ میں دین کے بنیادی عقائد پر جدید تعلیم یافتہ افراد کے اعتراضات تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے نتیجے میں اس چومکھی حملے کا کامیاب دفاع کیا گیا۔ برہمو سماج کی تحریک جو ایک طوفان کی صورت میں اٹھی تھی اپنی ہر دلعزیزی کے سیلاب میں کھو گئی۔ آریہ سماج کی طوفانی یلغار اپنی بنیادی عقائد کی بحثوں میں الجھ کر اپنے وجود کو گم کر بیٹھی۔ مسیحی مشنری جو ہندوستان میں عیسائیت کے غلبے کے دعوے کر رہے تھے اور جن کو حکومتی سرپرستی حاصل تھی اپنے خود ساختہ خدا کو زندہ آسمان پر ثابت نہ کر سکی اور عیسائیت کی تثلیث و کفارہ کی عمارت دھڑام سے زمین پر آگری۔

مسلمانوں میں جو جدید تعلیم کے دلدادہ تھے اور برہمو سماج سے متاثر ہو کر علی گڑھ کی تحریک کی صورت میں جنم لیا تھا۔ مذہبی رواداری کے پردے میں اسلام کے بنیادی عقائد کی تاویل کر رہے تھے۔ جو صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ مغربی تہذیب و تمدن کی چمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا وہ الحاد و دہریت کی رو میں بہے جا رہے تھے۔ حضرت اقدس نے خدا کا حی و قیوم اور قادر و توانا ہونا ثابت کیا وحی و الہام کی حقیقت اور اسلام کی صداقت اور قرآن مجید کی فضیلت ثابت کی۔ ذیل میں اس واضح حقیقت کو غیروں نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اپنے اپنے انداز میں تجزیہ بھی کیا۔ براہین احمدیہ کے دلائل قاطعہ کے ذریعہ مذاہب باطلہ کے حملوں کا ایسے رنگ میں دفاع کیا گیا کہ مسلمان' آریہ سماجیوں کی یلغار اور عیسائی مشنریوں کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ حضرت اقدس کے علم کلام سے ہر مذہب و ملت کے اہل علم حضرات متاثر ہوئے اور برملا اس جدید علم کلام کا اعتراف کیا۔ چنانچہ اس مضمون میں چند اہم شخصیات کا اعتراف حقیقت دیا جا رہا ہے۔

◉ ایک برہمو سماجی لیڈر لکھتے ہیں۔

(ہندی سے ترجمہ) "راجہ رام موہن رائے کی زبردست شخصیت نے انگلستان اور امریکہ میں برہمو سماج کو یونیٹیرین چرچ کی شکل میں قائم کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمانوں پر قادیانی سمپروائے (فرقہ) کی وجہ سے بہت بڑا پربھاو پڑا اور مسلمانوں میں سے شردعالو جو برہمو سماج کے نیموں کی وجہ سے برھاوت ہو چکے تھے فریٹا فریٹا پیچھے ہٹ گئے۔" ("ہندو تو" صفحہ ۹۸۲ مصنفہ رام داس گوڑ بحوالہ "حیات طیبہ")

◉ ایک برہمو سماجی لیڈر دیو نند ناتھ سہائے لکھتے ہیں۔

(ہندی سے ترجمہ) "برہمو سماج کی تحریک ایک زبردست طوفان کی طرح اٹھی اور آناً فاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو گئیں بھارت میں نہ صرف ہندو اور سکھ ہی اس سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے بھی اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ روزانہ بیسیوں مسلمان برہمو سماج کے ساتھ نہ صرف سہمت تھے بلکہ اس کے باقاعدہ ممبر تھے۔ لیکن ہمیں انہی دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے عالم تھے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور ان کو مناظرے کیلئے چیلنج کیا۔

افسوس ہے کہ برہمو سماج کے کسی وودان نے اس چیلنج کی طرف توجہ نہیں کی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو کہ برہمو سماج کی تعلیم سے متاثر تھے نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ باقاعدہ برہمو سماج میں داخل ہونے والے مسلمان بھی آہستہ آہستہ اسے چھوڑ گئے۔" (رسالہ "کومدی" کلکتہ اگست ۱۹۲۰ء بحوالہ "حیات طیبہ")

⊙ آریہ سماج کے نامور پنڈت دیوت صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا۔

"آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقع مل گیا۔ اس نے آریہ سماج کے خلاف "سفیر ہند" امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کیا اور اس میں سوامی دیانند جی مہاراج کو بھی چیلنج دیا چونکہ سوامی دیانند جی مہاراج ان دنوں راجستھان کا دورہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے بختاور سنگھ اور منشی اندرمن مراد آبادی سے کہا کہ وہ ان کا چیلنج منظور کر لیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انہی ایام میں بعض وجوہ کی بناء پر سوامی جی نے اندرمن مراد آبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا اس لئے مناظرہ نہ ہو سکا۔ مرزا غلام احمد نے اس درگھٹنا سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس سے مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق نفرت پیدا کر دی۔" ("آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا" صفحہ ۱۲ بحوالہ "حیات طیبہ")

⊙ جناب ایڈیٹر صاحب "پیسہ اخبار" لاہور نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے بارے میں لکھا۔

"مرزا صاحب کی تمام تر کوشش آریہ اور عیسائیوں کی مخالفت میں اور مسلمانوں کی تائید میں صرف ہوتی ہیں جیسا کہ ان کی مشہور تصنیفات "براہین احمدیہ" "سرمہ چشم آریہ" اور بعد کے رسائل سے واضح ہیں۔ ہم اس کے سوائے اور کیا کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ (پیسہ اخبار لاہور دوشنبہ ۲۲ فروری ۱۸۹۲ء)

⊙ نامور صحافی سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار "سیاست" نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات اور آریوں اور عیسائیوں کو شکست فاش دینے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کو بہکانے کیلئے عیسائیوں نے دین حقہ اسلام اور اس کے بانی صلعم پر بے پناہ حملے شروع کر دیئے جن کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ آخر زمانہ نے تین آدمی ان کے مقابلہ کیلئے پیدا کئے۔ ہندوؤں میں سے سوامی شری دیانند جی مہاراج نے جنم لے کر آریہ دھرم کی بنیاد ڈالی اور عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ شروع کیا۔ مسلمانوں میں سرسید علیہ الرحمتہ نے سپر سنبھالی اور ان کے بعد مرزا غلام احمد صاحب اس میدان میں اترے...... مذہبی حملوں کا جواب دینے میں البتہ سرسید کامیاب نہیں ہوئے اس لئے کہ انہوں نے ہر معجزے سے انکار کیا اور ہر مسئلہ کو بزعم خود عقل انسانی کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں بچے کھچے جو علماء بھی موجود تھے ان میں اور سرسید میں ٹھن گئی۔ کفر کے فتویٰ شائع ہوئے اور بہت غلاظت اچھلی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحی پروپیگنڈا زور پکڑ گیا اور علی گڑھ کالج مسلمانوں کی بجائے ایک قسم کے ملحد پیدا کرنے لگا۔ یہ لوگ محض پیدائش

کی وجہ سے مسلمان ہوتے تھے ورنہ انہیں اسلام پر کوئی اعتقاد نہ ہوتا تھا...... اس وقت کے آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اکّے دکّے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے۔ مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا......

مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اپنی کامیابی سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو ہم انہیں زمانہ حال میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خادم مانتے......

مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو اپنے خدام کی قدر کرتی ہے عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسے بزرگ ان کے حامی اور معترف تھے اور انہی ہی کے نام کا ڈنکہ بجاتے تھے۔

غرض مرزا صاحب کی کامیابی کی پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جب کہ جہالت مسلمانوں پر قابض تھی اور اسلام مسیحی اور آریہ مبلغین کے طعن و تشنیع کا مورد بنا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے اس حالت سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف سے سینہ سپر ہو کر اغیار کا مقابلہ کیا۔" (تحریک قادیان صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۰)

⊙ معروف صحافی جناب عبداللہ ملک نے اپنی کتاب **"پنجاب کی سیاسی تحریکیں"** میں سرسید احمد خان اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے طریق کار کا فرق بیان کرنے کے بعد لکھا۔

"سچ یہ ہے کہ اس دور میں جن لوگوں کو سرسید نے متاثر کیا۔ ساتھ ہی ان کو اپنی تعلیمات سے ایک گونہ آزردہ بھی کیا۔ ان ہی آزردہ دلوں کو بہت حد تک مرزا غلام احمد نے اپنے طور طریقوں سے سمیٹا۔ سرسید نے عقل کی بنیاد پر قرآنی آیات اور مذہبی تعلیمات و عبادات کی جتنی توجیہات اور تاویلات کی تھیں مرزا غلام احمد نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ سرسید نے رسول خدا کے معجزات کو رؤیا کا فعل بتا کر تاویل کرنے کی کوشش کی لیکن مرزا غلام احمد نے ان معجزات کو عقلی اور دلائل کی بنیاد پر درست ثابت کیا۔"

چنانچہ مرزا غلام احمد اپنی کتاب "آئینہ کمالات" میں لکھتے ہیں۔

"اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے امور صادر ہوتے ہیں...... حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔ پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا اور نہ صرف اپنی حالت ناقص رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر

خوش ہیں کہ اسی حالت ناقصہ میں مریں بھی۔" (صفحہ ۶۵۔۶۶)

اب مرزا غلام احمد کی ان تعلیمات نے ان کے حق میں فضا پیدا کی اور ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت نے مل کر ان کا ایک حلقہ قائم کر دیا۔ ان کے حلقے کی توسیع میں دوسرا سب سے بڑا عمل ان کا آریہ سماج کے حملوں کا منہ توڑ جواب ہے کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جب ایک طرف عیسائی پادریوں کی یورش ہو رہی تھی تو دوسری طرف ہندوؤں کی ایک تحریک بھی حملہ آور ہو رہی تھی کیونکہ ہندوؤں میں بھی ایک خاص قسم کا سیاسی و سماجی عمل جاری تھا۔" ("پنجاب کی سیاسی تحریکیں" صفحہ ۲۴۸۔۲۴۹)

⊙ نامور عالم دین صحافی محقق اور صاحب طرز ادیب **جناب مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار "وکیل"** امرتسر نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر "موت عالم" کے عنوان سے ایک مبسوط اور طویل اداریہ لکھا جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

"......وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دنیا سے اٹھ گیا...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتمم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے وہ ہرگز قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہو سکتی..........

...... اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا.......

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے........ آخر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف رہے ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ کسی درجہ تک کیوں نہ پہنچ جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظرانداز کی جا

سکیں۔...... اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی...... آئندہ امید نہیں کہ مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ جو اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کردے۔" (اخبار "وکیل" امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

⊙ مولوی ارشاد علی صاحب ناگپوری نے جو عیسائیت سے توبہ کر کے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے انہوں نے پادری صفدر علی صاحب کو جواب میں ایک خط لکھا کہ۔

"پادری صفدر علی صاحب نے مجھے چیلنج دیا ہے کہ میں ان کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کی صداقت پر بحث کروں۔ اس میں شک نہیں کہ میں عیسائیت کی تعلیم سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔ میں تو پادریوں کے ان الفاظ اور اقوال سے متاثر ہو کر عیسائی ہو گیا تھا جس میں وہ مسیح کو مظلوم اور دنیا کا نجات دہندہ پیش کر کے دعوت دیتے ہیں۔ لیکن جب میں نے عیسائی کتب تورات اور انجیل کا گہرا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ عیسائیت کی حقیقت کیا ہے اور پھر میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہو گیا لیکن میں پادری صفدر علی صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ اگر ان کو اپنے دلائل اور عیسائیت کی صداقت پر پورا اعتماد ہے تو پھر وہ اس وقت کہاں تھے جب کہ مولوی غلام احمد صاحب قادیانی نے میدان مناظرہ میں کھڑے ہو کر بہادر شیر کی طرح ان کو للکارا۔ اس چیلنج کا آپ لوگوں پر اس قدر اثر تھا کہ کسی پادری کو یہ جرات نہیں ہوئی کہ آپ کے مقابل پر آتا۔"

(رسالہ "دستکاری" امرتسر ۱۸ جون ۱۸۹۹ء بحوالہ احمدیت غیروں کی نظر میں از عبدالمنان شاہد)

⊙ نامور مترجم قرآن مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا ترجمہ قرآن جو "معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم" کے نام سے ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا اس کے آغاز میں ایک طویل پیش لفظ بھی لکھا گیا اس پیش لفظ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں عیسائیوں کی شکست فاش کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لیکر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لیکر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا...... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھوڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی"

(معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم صفحہ ۳۰ ناشر نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ۱۹۳۴ء)

⊙ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "صادق الاخبار" ڈیواڑی بہاولپور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی

وفات پر لکھا۔

"مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقاریر اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کیلئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کماحقہ ادا کر کے خدمت اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔"

(اخبار صادق الاخبار ڈیواڑی جون ۱۹۰۸ء)

⦿ جناب **مرزا حیرت دہلوی** صاحب ایڈیٹر اخبار **"کرزن گزٹ"** دہلی لکھتے ہیں۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا...... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ .... اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالہ ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں مخالفتوں اور نکتہ چینوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔" (اخبار "کرزن گزٹ" دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

⦿ بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر **علی گڑھ انسٹیوٹ گزٹ** نے لکھا۔

"مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے...... اپنی زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے۔ اور دنیوی پیشوں سے پرہیز کرتے رہے۔ ۱۸۷۴ء تا ۱۸۷۶ء عیسائیوں، آریوں، برہموؤں کے خلاف شمشیر قلم خوب چلایا۔ آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام شروع کیا آپ کی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کیلئے آپ نے دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا......... بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

⦿ **پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے اپنی کتاب ہندو دھرم اور اسلامی تحریکیں میں لکھتے ہیں۔**

"آریہ سماج نے شدھی یعنی ناپاک کو پاک کرنے کا طریقہ جاری کیا۔ ایسا کرنے سے آریہ سماج کا مسلمانوں کے ایک تبلیغی گروہ یعنی قادیانی فرقہ سے تصادم ہو گیا۔ آریہ سماج کہتی تھی کہ وید الہامی ہیں اور سب سے پہلا آسمانی صحیفہ ہیں اور مکمل گیان ہیں۔ قادیانی کہتے تھے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور حضرت محمد خاتم النبیین ہیں اس کدوکاوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی عیسائی یا مسلمان اب مذہب کی خاطر آریہ سماج میں شامل نہیں ہوتا۔ مذہب کی تبدیلی بے معنی سی ہو گئی ہے۔ آریہ سماج کا تعلیمی کام اب تک جاری ہے...... مگر سماج کا تبلیغی کام تقریباً بند ہے

آریہ سماج کی تحریک خاطر خواہ ترقی نہ کر سکی۔ پرانے ہندو جو بت پرست اور مقلد تھے وہ ویسے کے ویسے ہی رہے اور کچھ انگریزی پڑھے لکھے لوگ جو سماج میں داخل ہوئے وہ مادیات میں پھنس کر دہریہ ہو گئے ان کی تو وہی حالت ہے۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم" (ہندو دھرم اور اصلاحی تحریکیں صفحہ ۴۲۔۴۴)

⊙ مفکر احرار جناب چوہدری افضل حق صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام و سابق ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بد ظنی سے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کیلئے چوکنا کر دیا۔ مگر حسب معمول جلد خواب گراں طاری ہو گیا۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشرو اشاعت کیلئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کیلئے نمونہ ہے۔" (فتنہ ارتداد اور پولٹیکل قلابازیاں صفحہ ۲۴)

⊙ اخبار "تیج" نے جماعت احمدیہ کے قیام کو ہی آریہ سماج کی مخالف قرار دیتے ہوئے لکھا۔

"ویسے تو آج کل مسلمان بھائیوں کا قریب قریب ہر فرقہ ہندوؤں کا مخالف ہو رہا ہے مگر احمدی مسلمان ہندو جاتی کو بدنام اور تباہ و برباد کرنے کیلئے جو انتھک کوشش کر رہے ہیں اس کی نظیر مسلمانوں کا کوئی دوسرا فرقہ نہیں پیش کر سکتا۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ اس فرقہ کے عالم وجود میں آنے کی غرض و غایت ہی ہندوؤں اور خاص کر آریہ سماجیوں کی تباہ و برباد کرنا تھی۔" (اخبار تیج ۲۳ جولائی ۱۹۲۷ء)

⊙ جناب عبداللہ ملک آریہ سماج کے جارحانہ حملے اور مسلمانوں پر یلغار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ کی کامیاب مدافعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جب کہ آریہ سماج نے ہندومت کو دلائل اور جدید رجحانات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی تو اس کے لئے اس نے اسلام اور عیسائیت پر حملے بھی ضروری سمجھے اور مذہبی تحریکوں کی توسیع اور ان میں شدت کرنے کیلئے دوسرے مذاہب اور اس کے پیروکاروں کو نشانہ بنایا جائے۔ چنانچہ آریہ سماج نے اس سلسلے میں مسلمانوں کو بہت حد تک چنا اور اسلامی تعلیمات اور رسول خدا کا مضحکہ اڑایا۔ ان تعلیمات نے پنجاب کے ہندو کھتری اور پیشہ ور طبقے کو بہت مطمئن اور متاثر کیا۔ کیونکہ اسے مسلمان کا شکار اور زمیندار کو لوٹنے کیلئے ایک مذہبی جواز کی بھی ضرورت تھی جو آریہ سماج کی تعلیمات نے مہیا کی اس کا رد عمل مسلمانوں میں ہونا بھی لازمی تھا۔ چنانچہ اس رد عمل نے جو تقاضے مسلمانوں کے اندر پیدا کئے ان کو مذہبی سطح پر مرزا غلام احمد نے آریہ سماج کی تعلیمات پر حملے

کر کے پورا کیا۔" (پنجاب کی سیاسی تحریکات صفحہ ۲۵۲۔۲۵۴)

مرزا غلام احمد کے اس کارنامے کے متعلق مشہور سوانح نگار ڈاکٹر بشارت احمد اپنی کتاب "مجدد اعظم" میں یوں رقم طراز ہیں۔ (اس کے بعد مجدد اعظم جلد اول صفحہ ۸۴۔۸۵ طویل اقتباس دیکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ناقل)

"ان تمام سرگرمیوں نے مرزا غلام احمد کو اپنے متشدد پیروکاروں کا ایک مضبوط اور موثر حلقہ پیدا کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ آریہ سماج کے خلاف مرزا غلام احمد نے جو تصنیف و تالیف کی جو مناظرے اور مباحثے ترتیب دیئے۔ ان سبھی اقدام نے پڑھے لکھے مسلمانوں کو متاثر کیا اور ان میں اچھی خاصی تعداد میں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین بھی تھے۔ کیونکہ ہندوؤں میں بالعموم آریہ سماج کی تحریک پنجاب میں سرکاری ملازمین اور وکیل اور ڈاکٹروں میں ہی پھل پھول رہی تھیں اور ان سرکاری دفاتر میں کام کرنے والے مسلمان بھی آریہ سماج کا مقابلہ کرنے کیلئے دلائل اور منطق کے متلاشی تھے۔ چنانچہ اس محاذ پر بھی مرزا غلام احمد نے بھی ان مسلمانوں کی تشفی کی۔"

(پنجاب کی سیاسی تحریکیں صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۴ از عبداللہ ملک طبع اول یکم جنوری ۱۹۷۱ء ناشر نگارشات پبلشرز ۱۷۶ انار کلی لاہور مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور

ایک مشہور سکھ لیڈر سردار ارجن سنگھ صاحب ایڈیٹر "رنگین" امرتسر رقمطراز ہیں۔

"اس وقت کے مسلمان عالم یہ سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کی کوئی بڑی خدمت کی ہے۔ چنانچہ گھر گھر براہین احمدیہ کا چرچا تھا اور تمام پڑھے لکھے مسلمان اس کتاب کے مطالعہ کو ضروری سمجھتے تھے کیونکہ مسلمان عالموں کا خیال تھا کہ اس کتاب میں آریہ سماج اور عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب آ چکا ہے۔ ہر ایک مسلمان مناظر اس کتاب کو ایک نظر دیکھ لینا ضروری خیال کرتا تھا۔ الغرض اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے جہاں مرزا صاحب ایک طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا بن گئے وہاں آپ کو عیسائیوں اور آریوں میں بھی کافی شہرت حاصل ہو گئی۔ اور عیسائیوں اور آریوں نے جواب در جواب کی جانب توجہ کی۔ جہاں تک کہ نوبت مقدمہ بازی تک پہنچی اور مباہلوں اور بد دعاؤں پر ختم ہوئی۔ (خلیفہ قادیان صفحہ ۴۔۵)

⊙ مولانا ابوالکلام آزاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر شذرہ لکھتے ہیں، اور آپ کی تصنیف براہین احمدیہ کی اہمیت اور افادیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے۔ ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرضے کہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی

حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے برا ہونے کا فیصلہ دے دیں محض اس وجہ سے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بہترین فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جب کہ وہ کتاب شائع ہوئی۔ مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے چکے تھے۔" (اخبار "وکیل" ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

براہین احمدیہ کے علمی اور روحانی تفوق و عظمت کی صدائے بازگشت آتی رہے گی اور اس کے علمی خزائن سے بنی نوع انسان ہمیشہ متمتع ہوتے رہیں گے۔

بقیہ از صفحہ ۱۱۷

(۱۴) روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی صفحہ ۸۲، ۸۳ مرتبہ ملک صلاح الدین ایم۔ اے طاہر اکیڈمی لاہور۔ (۱۵) روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی صفحہ ۴۹۔ (۱۶) "سیرت المہدی" حصہ اول صفحہ ۲۵۵۔ (۱۷) مقالہ "براہین احمدیہ میں مذکور اشخاص کا مختصر تعارف" صفحہ ۳۴۶۔ (۱۸) "سیرت المہدی" حصہ اول۔ (۱۹) "حیات احمد" جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۵۲۔ (۲۰) "سیرت المہدی" حصہ اول صفحہ ۲۸۔ (۲۱) The Punjab Chiefs صفحہ ۴۴۵ مصنفہ ڈبلیو۔ ایل۔ کونرن/ایچ ڈی کربک مطبوعہ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۳ء۔ (۲۲) "حیات احمد" جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۸۰۔۸۱۔ (۲۳) "سیرت المہدی" صفحہ ۴۵ حصہ اول مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ (۲۴) "براہین احمدیہ" حصہ چہارم صفحہ ۵۶۸، ۵۶۹۔ (۲۵) "براہین احمدیہ" حصہ سوم صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲ (۲۶) "براہین احمدیہ" حصہ چہارم صفحہ ۵۶۵، ۵۶۶۔ (۲۷) "اصحاب احمد" جلد دوم صفحہ ۶۸۱ مصنفہ ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ (۲۸) The Punjab Chiefs صفحہ ۱۷۴ مصنفہ ڈبلیو۔ ایل۔ کونرن/ایچ ڈی کربک۔ (۲۹) "براہین احمدیہ" جلد چہارم صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰۔ (۳۰) "حیات احمد" جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۹۴۔ (۳۱) "حیات احمد" جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۴۶/۴۷۔ (۳۲) مقالہ "براہین احمدیہ میں مذکور اشخاص کا مختصر تعارف" صفحہ ۳۵۸ تا ۳۹۰ از ظفر اقبال ساہی۔ (۳۳) اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد دوم۔ چیئرمین جسٹس ایس اے رحمٰن۔ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک انار کلی لاہور ۱۹۸۸ء۔ (۳۴) تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۷۔۱۴۱ از حضرت مسیح موعود۔ (۳۵) براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۱۲ از حضرت مسیح موعود۔ (۳۶) لیکچر لدھیانہ صفحہ ۲۵۵ از حضرت مسیح موعود۔

بقیہ صفحہ ۹۲ سے

یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں۔

جما دے چند دادم جان خریدم — بحمد اللہ کہ بس از زاں خریدم

اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما۔ تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کے برکات سے ان کو مالا مال کر دے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کی اخصّ برکات سے فیض یاب کر۔ آمین۔ وللارض من کاس الکرام نصیب" (نمبر ۱۱ جلد ۷ صفحہ ۳۴۵۔۳۴۸)

☆○☆

بقیہ از صفحہ ۶۵

مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں جو ہر طرح سے دعویٰ اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کیلئے موجود ہیں۔ جناب موصوف عامی علماء اور فقراء میں سے نہیں بلکہ خاص اس کام پر منجانب اللہ مامور اور ملہم اور مخاطب الٰہی ہیں صدہا سچے الہام اور مخاطبات اور پیشگوئیاں اور رؤیا صالحہ اور امر الٰہی اور اشارات اور بشارات اجراء کتاب اور فتح و نصرت اور ہدایات امداد کے باب میں زبان عربی فارسی اردو انگریزی وغیرہ میں ہیں حالانکہ مصنف صاحب نے ایک لفظ بھی انگریزی کا نہیں پڑھا۔ چنانچہ صدہا مخالفین اسلام کی گواہی سے ثابت کر کے کتاب میں درج کئے گئے ہیں جن سے بخوبی صداقت پائی جاتی ہے اور یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مصنف صاحب بے شک امر الٰہی سے اس کتاب کو لکھ رہے ہیں اور صاف ظاہر ہوتا ہے۔ بموجب حدیث نبوی ﷺ کے عن ابی هريره قال فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله عزو جل يبعث لهذه الامه على راس كل مائه سنه من يجدد لها دينها (راوہ ابو داؤد)...... مصنف صاحب اس چودہویں صدی کے مجدد اور مجتہد اور محدث اور کامل مکمل افراد امت میں سے ہیں۔ اس دوسری حیثیت نبوی ﷺ یعنی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسی کی تائید میں ہے اس موقعہ پر چند اشعار فارسی اس کتاب (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۳۹ تا ۳۴۱۔ ناقل) کو پڑھ کر ناظرین خود جناب ممدوح کا مرتبہ دریافت فرمالیں گے اور یقین ہے کہ خلوص دل اور صدق عقیدت سے یہ شعر زبان حال سے فرمائیں گے کہ۔

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

سن شریف حضرت کا قریباً چالیس یا پینتالیس ہوگا۔ اصل وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے نہایت خلیق صاحب مروت و حیا رعنا، چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک و شبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبان سلوک کیلئے کبریت احمر اور سنگ دلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کیلئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجتہ بالغہ۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت نہ آئے گا۔ آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آگیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادی کامل بھیج کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔" (تاثرات قادیان صفحہ ۶۴ تا ۶۸)

بقیہ از صفحہ ۲۰

"وانه اشرقت الارض بنور ربها وانعكست الأضواء عند مغربها وان الشريعه المصطفويه اشرقت فی هذا الزمان علی ان تبرز فی قمص سابغه من البرهان"

(حجۃ اللہ البالغہ للامام الکبیر شاہ ولی اللہ صفحہ ۶)

کہ سطح ارضی خدا تعالیٰ کے نور سے جگمگ جگمگ کر رہی ہوگی اور اس نور کی کرنیں (زجاجہ خلافت سے) منعکس ہو کر مغرب پر بھی ضوء فشاں ہوں گی اور اس زمانہ میں شریعت مصطفویہ کی چمک براہین سے معمور قمص کے ذریعہ ظاہر ہوگی یعنی براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سے مرصع غلافوں یا جلدوں سے ہوگی۔

انتخاب از کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اُس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر

کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے

وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے اِنکار ہو سکے کیونکر

وہ ہمیں دِلستاں تلک لایا — اُس کے پانے سے یار کو پایا

بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام

سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دِل سے غیرِ خدا اُٹھاتی ہے

دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

ہم نے پایا خورِ ہُدیٰ وہی ایک — ہم نے دیکھا ہے دِلرُبا وہی ایک

بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے مُنہ پر وہ بات کہہ جاویں

مجھ سے اس دِلستاں کا حال سُنیں — مجھ سے وہ صُورت و جمال سُنیں

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲)

موجود ہیں۔ جناب
ہیں صدہا سچے الہام
ور ہدایات امداد کے
نہیں پڑھا۔ چنانچہ
جاتی ہے اور یہ بات
ہے۔ بموجب حدیث
علیہ وسلم
ن یجدد لھا
مل افراد امت میں
ی کی تائید میں ہے
۔ ناقل) کو پڑھ کر
، یہ شعر زبان حال

کے لئے

تا ہے نہایت ضیق
ت سے التماس کرتا
دلوں کے واسطے
ں اور حاسدوں کے
م ہو چکی ہے اور
لے اور جھوٹوں پر

ان الشریعہ
برھان"
شاہ ولی اللہ صفحہ ۶
ے) منعکس ہو کر
یعہ ظاہر ہوگی یعنی

Monthly ANSARULLAH Rabwah
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. No. CPL-92 Feburary 1998

ایک مبارک خواب

براہین احمدیہ کی تصنیف سے قبل حضرت اقدس بانی سلسلہ نے اپنے ایک خواب کا ذکر یوں فرمایا۔

”........ اس عاجز کو جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت ہوئی تھی اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی میں یعنی اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا۔ اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھا لی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔“ والحمد للہ علی ذالک (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۶)